بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چراغ ثنا کے

حمدیہ، نعتیہ و منقبتی مجموعۂ کلام

آغا نیّر علی (نیّر اسعدی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

maablib.org

تمام ذہن کے گوشوں میں روشنی پھیلی
جلے ہیں طاقِ سماعت پہ جب ثناء کے چراغ

maablib.org

اغلاط نامہ

صفحہ نمبر	طباعت کی غلطیاں	صحیح پڑھا جائے
4	کتابت	کمپوزنگ
7	فہرست نمبر شمار ۸ "ظہار خیال" فہرست نمبر شمار ۷	"اظہار خیال" ثناء کے چراغ کا خالق ہمارے خاندان کا چشم و چراغ
8	باب مناقب زہرا نمبر شمار۔۱۱ صفحہ نمبر۔175	صفحہ نمبر۔183
8	باب مناقب زہرا نمبر شمار۔۱۲ صفحہ نمبر۔177	صفحہ نمبر۔185
8	باب مناقب زہرا نمبر شمار۔۱۳ صفحہ نمبر۔179	صفحہ نمبر۔175
17	باب توصیف امیر مختار سقفی	ثقفی
20	آخری لائن نامکمل ہے۔	ہیں۔لیکن ڈاکٹر سلمان باقر صاحب نے عدل و انصاف سے کام لیا ہے اور تینوں
21	اوپر سے لائن نمبر۔14 "ایک عموی"	"ایک عمودی"
36	لائن نمبر۔۱۱ "35"	"25"
37	لائن نمبر۔ 13 "نقوی"	"تقوی"
97	ٹائٹل کے شعر کا دوسرا مصرعہ نامکمل ہے	ے "لوگ حسرت سے مرا آخری دم دیکھیں گے"
140	قطعہ بعنوان "تعارف" کا چوتھا مصرعہ	ے "تعارف پنجتن کا ہو رہا ہے"
151	اوپر سے تیسرے شعر کا پہلا مصرعہ	ے "یہ بات سورہ کوثر سے ہو گئی ثابت"
154	آخری مصرعہ	ے "اگر چہ ان کو بھی تیرے در سے ملا ہے خیر کثیر زہرا"
184	اوپر سے تیسرے شعر کا دوسرا مصرعہ	ے "مستقل بڑھتی ہے چشم معتبر کی روشنی"
205	پانچواں مصرعہ	"یا بنا ہے کعبے کی دیوار میں اک در نیا"
205	چھٹے شعر کا دوسرا مصرعہ	"مل گیا اسلام کی شمشیر کو جوہر نیا"
208	قطعہ بعنوان "استفادہ" کا تیسرا شعر	"جو چاہتے ہو کہ حاصل ہو شہر علم سے علم"
231	ترتیب کی غلطی سے صفحہ 232 لگ گیا ہے	اسے صفحہ نمبر۔232 سے پہلے پڑھا جائے۔

اغلاط نامہ

نمبر شمار	طباعت کی غلطیاں	صحیح پڑھا جائے
264	پہلا مصرعہ "ایک تشنہ لب نے دشت میں کیا کیا بنادیا	"اک تشنہ لب نے دشت میں کیا کیا بنادیا"
265	چھٹے شعر کا دوسرا مصرعہ	"ہم کو غمِ حسینؑ نے جینا بنادیا" ہے
282	بند نمبر 23 بیت میں لکھا ہے "آئی ہے"	بیت کے دونوں مصرعوں میں "آئی ہے"
295	ٹائٹل کا دوسرا مصرعہ ردیف گزرے ہے	"راہ بخشی گئی حجاز جدھر سے گزرے" ہے
317	تیسرے شعر کا پہلا مصرعہ	"شرع دینِ رسولؐ دی جس نے" ہے
320	چھٹے شعر کا پہلا مصرعہ	"جس سے روشن ہے شرع دینِ خدا" ہے
359	ترتیب میں 358 سے پہلے لگ گیا ہے	اسے صفحہ نمبر 358 کے بعد پڑھا جائے
371	ٹائٹل شعر کا دوسرا مصرعہ	"کہ جب سورج نکلتا ہے ستارے ڈوب جاتے ہیں"
384	مقطع کا دوسرا مصرعہ	"تقی کی منقبت لکھو تو لطفِ شاعری آئے" ہے
504	دوسرے شعر کا دوسرا مصرعہ	"شاہِ دیں کی فوج کا جاہ و حشم عباسؑ ہیں" ہے
506	تیسرے شعر کا دوسرا مصرعہ	"یہ تری اولادِ بنی ہاشم ثنا کی شان ہے"
542	تیسرے بند کا پہلا مصرعہ	"کربلا کے لئے زہراؑ نے تھا ان کو پالا" ہے
557	ٹائٹل شعر کا دوسرا مصرعہ نامکمل ہے۔	"قوال ہم جب بھی سنتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں"
581	ٹائٹل کے شعر کا دوسرا مصرعہ نامکمل ہے	"جہاں ادب سے فرشتوں نے سر جھکائے ہیں" ہے
599	باب مدیح امیر مختار سقفی	"ثقفی"
621	قطعہ بعنوان جناب امیرؑ کا تیسرا شعر	"زردار ہو کوئی سگِ دنیا تو کیا مجھے" ہے
655	قطعہ کا تیسرا مصرع "صحیت"	"صحت مرے دل کو ملے صدقے میں حسنؑ کے" ہے

ثناء کے چراغ

حمدیہ، نعتیہ و منقبتی مجموعۂ کلام

شاعر

آغا نیّر علی (نیّر اسعدی)

جملہ حقوق بحق شہناز نیّرؔ محفوظ ہیں

کتاب.................. ثناء کے چراغ

شاعر.................. نیّرؔ اسعدی

مطبع.................. نیاز پرنٹر

کتابت.................. سید انوار الحسن نقوی

سنِ اشاعت.................. 2013ء

تعداد.................. 1000

ھدیہ.................. -/500 روپیہ

ملنے کا پتہ.................. بزمِ اسعد۔ پاکستان

ادارۂ فیضِ ادب۔ پاکستان

بزمِ سفیرانِ علم پاکستان

التماسِ سورہ فاتحہ

مولانا مرزا احمد حسین، چاہت بانو زوجہ مرزا احمد حسین، آغا محمد اصغر ابنِ مرزا احمد حسین، نیاز فاطمہ زوجہ آغا محمد اصغر، آغا اکرم علی ابنِ آغا محمد اصغر، مرزا محمد اطہر ابنِ مرزا احمد حسین، مرزا علی انور ابنِ مرزا محمد علی، کنیز زہرا زوجہ مرزا علی انور، شاہدہ بیگم بنتِ مرزا علی انور، راحت بانو زوجہ مرزا علی اظہر، مرزا علی رضا ابن مرزا فرمان رضا، مرزا محمد اختر، سروری بیگم زوجہ مرزا ظہیر الحسن، حُسن بانو زوجہ مرزا محمد اختر، نسرین اختر بنتِ مرزا محمد اختر، سید مظفر عالم زیدی، سید ظہیر عباس زیدی، سید خورشید حسین نقوی، انوار حسین جعفری ابنِ علی جان جعفری، انصار عباس جعفری ابنِ انوار حسین جعفری، یعسوب حسین رضوی ابنِ رضا حسین رضوی، سید معشوق حسین نقوی ابنِ مقبول حسین نقوی، کنیز زہرا زوجہ معشوق حسین نقوی، منظور حسین نقوی ابنِ مقبول حسین نقوی، ممتاز جہاں بیگم زوجہ منظور حسین نقوی، عابد رضا نقوی ابنِ منظور حسین نقوی، شفیق فاطمہ بنتِ مقبول حسین نقوی، زینت بیگم بنتِ معشوق حسین نقوی، شبیہہ سلطانہ بنتِ معشوق حسین نقوی، شہنشاہ حسین ابنِ ابوالحسن، مصطفیٰ زیدی ابنِ وقار حسین زیدی،، جعفر حسین ابنِ علی صغیر، تکریم فاطمہ زوجہ جعفر حسین، رضا فرید عالم ابنِ علی حسنین رضا،، ماسٹر حاجی حسن، بی فاطمہ زوجہ حاجی حسن،

تمام مرحوم مومنین ومومنات

اور

شہدائے ملتِ جعفریہ

انتساب

اپنے دادا ذاکرِ اہلبیتؑ مولانا مرزا احمد حسین اعلیٰ اللہ مقامہ، اپنے والد ذاکرِ اہلبیتؑ مولانا آغا محمد اصغر اعلیٰ اللہ و مقامہ، اپنے بڑے چچا ذاکرِ اہلبیتؑ مولانا مرزا محمد اطہر اعلیٰ اللہ مقامہ، اپنے چھوٹے چچا ذاکرِ اہلبیتؑ مرزا ظہیر الحسن مدِ ظلہٗ العالی، اپنے بھائی شاعرِ اہلبیتؑ آغا اکرم علی اعلیٰ اللہ مقامہ

اور

اُن شعراء، بانیانِ محافل و مجالس اور سامعین

کے نام جنہوں نے

مدحِ اہلبیت علیہم السلام کے لئے اپنی زندگی وقف کردی

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین/ابواب		نمبر شمار
19	پیش لفظ۔۔۔۔۔۔۔۔آغا قمر علی اسعدی		۱۔
39	ثنا کے چراغ۔روشن اور شفاف۔	ساحر لکھنوی	۲۔
50	قمر اسعدی کی منقبت نگاری کا مرقع: ڈاکٹر آغا سلمان باقر لاہور		۴۔
59	دبستانِ کراچی کا شاعر قمر اسعدی۔آغا سید طالب حسین رضوی		۵۔
63	راست گو اور سادہ لوح بھائی۔۔ذاکرہ قمر زہرہ دوحہ قطر		۶۔
67	"ثنا کے چراغ" کا خالق	ذاکرہ حنا عباس	۷۔
	ہمارے خاندان کا چشم و چراغ		
70	ظہار خیال۔	سید انوار الحسن نقوی	۸۔
75	حمدِ باری تعالیٰ		بابِ اول
76	منتخب حمدیہ اشعار		☆
77	ثنائے رب کروں کیسے زباں سے		۱
82	جسم میں جان روح کی بخشی		۲
85	حمدِ خلاقِ دوجہاں کے لئے		۳
89	بیانِ عظمتِ خلاقِ عالم		۴
91	خدا کی حمد لکھوں عظمتِ خدا لکھوں		۵
97	نعتِ رسولِ کریم صَلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلّم		بابِ دوئم
98	منتخب نعتیہ اشعار		☆
99	نعت لکھنے کو ترا دستِ کرم دیکھیں گے		۱
102	نورِ اوّل کا ہر اِک سمت اُجالا دیکھوں		۲
105	برائے نعتِ رسالتمآبؐ آنکھوں میں		۳
109	یقیں کے ساتھ نبیؐ کو پکار کر دیکھو		۴

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
۵	پروردگار وہ مجھے رستہ دکھائی دے	111
۶	نہیں زمانے میں آقا کے عاشقوں کی مثال	114
۷	کرم ہے یہ محمدؐ کی عطا کا	117
۸	سگِ دیوانہ دنیا نہیں ہوں	119
۹	آپؐ نے لطف و کرم خادم پہ اتنا کردیا	122
۱۰	مدینے میں کسی دن میں بھی پہنچوں گا مقدر سے	125
۱۱	ہے نویدِ منزلِ حق سب خدائی کے لئے	127
۱۲	دیکھ کر روضہ نبی کا خوبیِ تقدیر سے	130
۱۳	کوئی دنیا کا طالب ہے کوئی طالب ہے جنت کا	133
۱۴	زباں پر مدحِ ممدوحِ خدا ہے	135
	باب مناقبِ فاطمہؑ زہرا صلواۃ اللہ علیہا	139
☆	منتخب منقبتی اشعار درمدحِ جناب فاطمہ زہراؑ	140
۱	ارض و سما میں شور جو صلِ علیٰ کا ہے	141
۲	ہر فرشتہ عرش سے آتا ہے نوکر کی طرح	146
۳	ثنائے فاطمہ زہراؑ جو میرے لب پر ہے	150
۴	تمہارے در کی طرح نہیں ہے کہیں بھی خیرِ کثیر زہراؑ	153
۵	ہے مصطفیٰؐ کے گھر میں ولادت بتولؑ کی	156
۶	پوچھو امامؑ سے کہ ہے کیا شانِ فاطمہؑ	159
۷	میری آنکھوں میں جنتی روشنی ہے	161
۸	شاعرِ خوش کلام زہراؑ کا	165
۹	نبیؐ کی لختِ دل وجہِ بقائے دین و ایماں ہے	167
۱۰	ہر اک زن میں ہو سیرت فاطمہؑ کی	170
۱۱	اس قدر پھیلی ہے زہراؑ تیرے گھر کی روشنی	175
۱۲	بنائے انقلابِ کربلا ہے	177
۱۳	مسدس، بسلسلۂ عقدِ جناب فاطمہؑ زہرا	179

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
	باب مناقبِ حضرت امام علی مرتضیٰ علیہ السلام	187
☆	منتخب منقبتی اشعار درمدحِ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ	188
۱	زہے قسمت درِ حیدرؑ پہ جا کر پہلے ہم ٹھہرے	189
۲	خانۂ حق میں چراغِ حق جلا مدّت کے بعد	192
۳	دلوں میں حبِّ علیؑ بے حساب رکھتے ہیں	195
۴	وسیلے سے علیؑ کے جب دُعا کی	200
۵	ہے حرم میں کس کے استقبال کا منظر نیا	205
۶	ایک یہ معیار دنیا میں ہے بس ایمان کا	209
۷	سُنا جب یہ حرم میں نفسِ محبوبِ خدا آیا	212
۸	جس شخص کو بھی عشقِ شہِ لافتیٰ نہیں	215
	باب مناقبِ حضرت امام حسن علیہ السلام	219
☆	منتخب منقبتی اشعار درمدحِ حضرت امام حسنؑ	220
۱	نبیؐ قرآن ہیں تفسیر شبّرؑ	221
۲	امیرِ شام ہے باقی نہ اب اُس کی حکومت ہے	224
۳	زہراؑ کے لب پہ شکر ہے پروردگار کا	226
۴	جریدۂ بہار ہے قصیدۂ حسنؑ مرا	229
۵	قصرِ دلدارؑ میں ہے جشنِ حسنؑ کی خوشبو	232
۶	یہ نہ پوچھو کہ ہے کس اوج پہ میری قسمت	235
۷	لو آگئے وہ حضرتِ شبّرؑ جہان میں	238

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
۸	ہیں پیشِ بزمِ مدحتِ شبّرؑ لیے ہوئے	242
۹	فکرِ مصطفیٰؐ کا اِک دائمی حوالہ ہے	245
۱۰	قرآں میں وصف دونوں کا یکساں لکھا ملا	248
۱۱	کبھی کنکر جوابِ لعل و گوہر ہو نہیں سکتا	251
۱۲	جشن ہے مولا حسنؑ کا اور مکاں دلدار کا	254
	بابِ مناقبِ حضرت امام حسین علیہ السلام	257
☆	منتخب منقبتی اشعار در مدحِ حضرت امام حسینؑ	258
۱	علاجِ ہر غمِ دنیا عزا حسینؑ کی ہے	259
۲	اِک تشنہ لب نے دشت میں کیا کیا بنا دیا	264
۳	بڑھی جاتی ہے میری بیقراری حدِ امکاں سے	269
۴	لبِ تاریخ پر صدیوں سے جاری یہ ترانہ ہے	272
۵	آج تک قائم جو یہ ایمان ہے	277
۶	یہاں اشعارِ مدحت جتنے بھی تحریر ہوتے ہیں	280
۷	بہ ایں حسرت درِ سرورؑ پہ جانے کی تمنا ہے	284
۸	تصور جب بھی میں نے کرلیا سرورؑ کی صورت کا	288
۹	فاطمہؑ کی گود میں مصداقِ کوثرؑ آگیا	291
	بابِ مناقبِ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	295
☆	منتخب اشعار در مدحِ سید سجادؑ	296
۱	جو لب پرورد نام سید سجاد رکھتے ہیں	297

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
۲	جس نظر میں سیرتِ سجادؑ ہے	300
۳	اُس کی ہر ایک دُعا بابِ اثر سے گزرے	302
۴	تکیہ درِ امامِ مبیں پر سدا سے ہے	304
۵	بہارِ نسلِ امامتؑ کے پاسباں سجاد	307
۶	جبرِ شاہی کے شکنجے سے چھڑانے والا	309
	بابِ مناقبِ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	311
☆	منتخب اشعار در مدحِ امام محمد باقر علیہ السلام	312
۱	مستقل یہ توفیضِ باقرؑ ہے	313
۲	لب پہ مُشکل میں نام باقرؑ کا	317
۳	لب پہ مدحِ امامِ باقرؑ ہے	319
	بابِ مناقبِ حضرت جعفر صادق علیہ السلام	323
☆	منتخب منقبتی اشعار در مدحِ امامِ صادقؑ	324
۱	مدحتِ جعفرِ صادقؑ میں زباں کُھلتی ہے	325
۲	کس جگہ پر امامِ صادقؑ ہیں	329
	بابِ مناقبِ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	333
☆	منتخب منقبتی اشعار در مدحِ حضرت موسیٰ کاظمؑ	334
۱	حضرتِ موسیٰ کاظمؑ کی ثنا کرتے ہیں	335
۲	میں گھبراتا ہوں قمرؔ جب کبھی دنیا کی مُشکل میں	339
۳	مری حاجت روائی موسیٰ کاظمؑ ذرا کر دو	342

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
	باب مناقب امام ضامن وثامن علیہ السلام	345
☆	منتخب اشعار در مدحِ امام علی رضاؑ	346
۱	رضاؑ کا نام ہمیشہ علیؑ کے ساتھ ملا	347
۲	جو پیرو ہیں تقیؑ ابنِ تقیؑ کے	349
۳	جو دستر خوان ہے مولا رضاؑ کا	352
۴	تصویر ہیں سرتا بہ قدم نورِ خدا کی	356
۵	براہِ راست ہمیں کب خدا سے ملتا ہے	359
۶	مسافر ہوں میں راہِ آگہی کا	362
۷	بہت نسبت ہے سورج سے ضیا کو	364
۸	ولا کے فرش پہ مولا رضاؑ کی بات کرو	367
	باب مناقب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	371
☆	منتخب اشعار در مدحِ امام علی تقیؑ	372
۱	مسلسل سورۂ کوثر کے جلوے دیکھے جاتے ہیں	373
۲	نظر میں علم کی بارہ دری ہے	375
	باب مناقب حضرت امام علی نقی علیہ السلام	377
☆	منتخب اشعار در مدحِ حضرت امام علی نقیؑ	378
۱	حاصلِ فکرو آگہی ہیں نقیؑ	379
۲	نبیؐ کے دسویں نائب اب نقیؑ ابنِ تقیؑ آئے	382

صفحہ نمبر	ابواب	نمبر شمار
385	**بابِ مناقبِ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام**	
386	منتخب اشعار در مدحِ امام حسن عسکریؑ	☆
387	کیوں راہِ زندگی میں ہو خوف تیرگی کا	۱
390	کیسے لکھوں میں عسکریؑ کی ثنا	۲
392	مرے پیشِ نظر وصفِ علیؑ ہے	۳
395	**بابِ مناقبِ امام زمانہؑ عجل اللہ فرجہٗ**	
396	منتخب اشعار در مدحِ امامِ زمانہ علیہ السلام	☆
397	اُنؑ کا دیدار میسّر کسی صورت آئے	۱
400	ثنائے مہدیؑ دیں لب پہ بار بار ہے آج	۲
403	اب دن شمار میں ہیں نہ راتیں شمار میں	۳
406	آپؑ آجائیں تو پھر ایسے گزر ہو جائے	۴
408	احمدؐ کے گھرانے میں قائمؑ کی ولادت ہے	۵
411	مہدیؑ دیں کی مودّت سے منوّر دل رہا	۶
414	اُنہیںؑ کو یاد کرنا کام ہے شام وسحر اپنا	۷
417	اُتاروں عکسِ شہِ ذی وقار آنکھوں میں	۸
420	قدم قدم پہ جو قائل ہیں اُنؑ کی غیبت کے	۹
423	زمیں پہ مہدیؑ دیں کا جواب ہو نہ سکا	۱۰
426	یوں عنادل کے لبوں پر نغمہ آرائی ہوئی	۱۱
428	نظر آئیں گے ہم کو ہادیؑ کون ومکاں کب تک	۱۲

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
۱۳	جہاں امامِ زمانؑ کا قیام ہو جائے	432
۱۴	اِس بزمِ منقبت میں صدارت ہے آپؑ کی	436
۱۵	ہوئے ہیں بہلول راہِ فن میں کہ گُن مودّت کے گا رہے ہیں	439
۱۶	ہُوا ہوں جب بھی عریضہ گزار پانی پر	442
	بابِ توصیفِ قرآن مجید	447
☆	جشنِ نزولِ قرآن	449
	بابِ مناقبِ حضرت ابوطالب علیہ السلام	453
☆	منتخب اشعار در مدحِ حضرتِ ابوطالبؑ	454
۱	یوں ابوطالبؑ ذیشان نظر آتے ہیں	455
۲	قیامت تک یہ اُمّت پر ہے احسانِ ابوطالبؑ	459
۳	آئینہ، صورتِ گفتارِ ابوطالبؑ ہے	462
۴	اے صلِّ علیٰ دیکھو یہ شانِ ابوطالبؑ	465
	بابِ مناقبِ جنابِ خدیجۃ الکبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا	469
☆	منتخب اشعار در مدحِ زوجۂ اولین محمدِ مصطفےٰؐ	470
۱	خدا جانے جو اِنؑ کا مرتبہ ہے	471
۲	تمھیںؑ حاصل یہ عظمت ہے خدیجہؑ	474
۳	یہ وہ زوجۂ نبیؐ کی اوّلیں ہے	477
۴	مسدّس در مدحِ جنابِ خدیجہ علیہ السلام	480

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
	بابِ مناقبِ حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام	483
☆	منتخب اشعار در مدحِ حضرت عباسؑ	484
۱	اطاعتِ شہِ مظلومِ کربلا کے چراغ	485
۲	مفہوم جب جہان نے مبہم بنا دیا	489
۳	ایسے عباسؑ ہیں پیہم شہِ ابرار کے ساتھ	493
۴	درِ عباسؑ پر جا کر زباں سے مانگنا کیا ہے	497
۵	کیا سمجھ سکتا ہے کوئی زندگی عباسؑ کی	499
۶	اطمینانِ قلبِ زینبؑ دمبدم عباسؑ ہیں	502
۷	حضرتِ شبیرؑ میں سب مصطفیٰؐ کی شان ہے	505
۸	صورتِ عباسؑ میں پائے جوانوارِ وفا	508
۹	خیالِ تشنگیٔ شہؑ ہے فکرِ آب نہیں	512
	بابِ مناقبِ جناب زینب صلوٰۃ اللہ علیہا	517
☆	منتخب اشعار در مدحِ بی بی زینبؑ	518
۱	ناصرِ سبطِ مصطفیٰؐ زینبؑ	519
۲	زینبؑ بتولؑ کرب و بلا کا کلام ہے	524
۳	کبھی حسینؑ، کبھی فاطمہؑ، کبھی زینبؑ	527
۴	مسلسل مدحِ زینبؑ کر رہا ہے	531
۵	بنتِ زہراؑ کے تدبر کا یہ سب فیضان ہے	535
۶	کچھ ایسے بابِ مدحت وا ہوا ہے	537

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
	بابِ مناقبِ شہزادیِ اُمِ کلثومؑ	539
☆	منتخب بند در مدحِ شہزادی اُمِ کلثومؑ	540
☆	مسدّس در مدحِ شہزادی اُمِ کلثوم	541
☆	منقبتِ کنیزِ خاص جنابِ فاطمہؑ زہراؑ (شانِ فضہؓ)	
☆	کربلا سے شام تک اب روشنی فضہؓ سے ہے	553
	باب، مناقبِ شہزادہ حضرت علیؑ اکبرؑ	557
☆	منتخب اشعار در مدحِ شبیہِ پیغمبرؑ	558
۱	گلستانِ جہاں میں اکبرِ گلفام آتے ہیں	559
۲	کیوں کروں فکرِ روزِ محشر کی	561
۳	رفتہ رفتہ جو اکبرؑ جواں ہو گئے	564
۴	آمدِ خلفِ شہؑ جنّ و بشر تو دیکھو	566
۵	علیؑ کی آنکھ کا تارا حسینؑ کا دلبر	569
۶	نبیؐ کو دیکھنا لکھا نہیں گر تیری قسمت میں	572
	بابِ مناقبِ شہزادہ علی اصغر علیہ السلام	575
☆	منتخب اشعار در مدحِ حضرت علیؑ اصغرؑ	576
☆	قصیدہ کیوں نہ لکھوں میں علیؑ اصغرؑ کی مادرؑ کا	577
	بابِ مناقبِ شہزادہ حضرت قاسم علیہ السلام	581
☆	منتخب اشعار در مدحِ حضرت قاسمؑ	582
۱	حسنؑ کی گود میں قاسمؑ جو مسکرائے ہیں	583

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
۲	کیسی ابنِ حسنؑ کی صورت ہے	586
	بابِ مناقبِ حضرت عونؑ و محمدؑ، بی بی سکینہؑ و معصومہ قمؑ	
۱	مدحتِ عونؑ و محمدؑ جو بشر کرتے ہیں	589
۲	ہوتے ہیں بیاں آپؑ کے اذکار سکینہؑ	593
۳	فضائے علم قم میں ہے، عطا معصومہؑ قم کی	597
	بابِ توصیفِ امیرِ مختارؒ ثقفی	599
☆	منتخب اشعار بر توصیفِ امیرِ مختارؒ	600
☆	منقبت میں نے پڑھی جب حضرتِ مختارؒ کی	601
	بابِ انبساطِ عیدین (غدیر و مباہلہ)	605
☆	منتخب اشعار بر عیدِ غدیر	606
۱	غدیرِ خُم کی محفل میں نئے منبر سے ملتی ہے	607
۲	منبر ہے، مصطفیٰؐ ہیں، علیؑ ہیں، غدیر ہے	611
۳	علیؑ کے سر رہے گی حشر تک تکمیلِ ایمانی	615
۴	مبارک حیدرِؑ کرّار کو عہدہ ولایت کا	618
۵	طاقِ دل میں ضوفشاں ہے شمعِ ایمانِ غدیر	622
۶	مجھے ہوتی جو مولاؑ کی زیارت خُم کے میداں میں	625
۷	مکمل ہو گیا کارِ نبوتؐ خُم کے منبر پر	628
۸	ملیں ہیں اِس قدر خوشیاں غدیرِ خُم کے میداں سے	630
۹	منبر نیا نبیؐ نے بنایا غدیر میں	633

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
۱۰	تبدیل ہو رہا ہے جو منظر غدیر کا	636
۱۱	نگاہوں میں صداقت کا چمن ہے (عیدِ مباہلہ)	641
	باب جشنِ فتحِ خیبر	645
☆	منتخب اشعار برائے جشنِ خیبر	646
۱	خدا کا زورِ علیؑ کا شباب خیبر میں	647
۲	بہت مشکل میں تھے جب احمدِ مختارؐ خیبر میں	649
۳	وہ فقط ایک ذاتِ حیدرؑ ہے	651
☆	کیفیتِ عارضۂ قلب بہ زبانِ شاعر	
☆	طبیبِ وقت بن کر پاس میرے آئیں گے مولاؑ	653

# پیش لفظ		از قمر اسعدی

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اپنی چوتھی کتاب ''ثناء کے چراغ'' زیورِ طباعت سے آراستہ کرکے اہلِ فکر و دانش و ادب کے لئے اور اُن مومنین و مومنات کے لئے جو تمام آئمہؑ و چہاردہ معصومینؑ کے کلام کو محافل میں پڑھنے کے لئے ایک ہی کتاب سے حاصل کرسکتے ہیں، پیش کر رہا ہوں۔ ''نعت ہی نعت'' جلد اول نعتیہ کلام ''کشکولِ سخن'' مجموعۂ مراثی جلد اول اور ''غزل ہی غزل'' دیوانِ غزلیات پر مشتمل، اللہ کے فضل و کرم سے، پہلے پیش کر چکا ہوں۔ طباعت کا کام بہت ہے تقریباً 9 کتابیں نظم اور ایک دو کتابیں نثر کی طباعت کے لئے باقی ہیں۔ جن کا مکمل ہونا میری صحت اور مالی حالات سے مشروط ہے۔ کیونکہ دو دفعہ ہارٹ اٹیک کی وجہ سے دل متاثر ہوا ہے 25% کام کر رہا ہے۔ بس دعاؤں کے سہارے زندگی گزر رہی ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کا ایک سبب میری چچازاد بہن ہما جعفر اور اُن کے شوہر جعفر نقوی صاحب کا مسلسل اصرار تھا۔ یقیناً اس کتاب سے جہاں کہیں بھی کلام پڑھا جائے گا وہاں حصولِ ثواب میں میرے ساتھ یہ بھی شامل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے گھرانے کو خوش و خرم رکھے اور توفیقات میں اضافہ کرے اور ابدالآباد تک آباد رکھے۔ آمین ثمہ آمین۔

اس کتاب پر ساحر لکھنوی صاحب کا تبصرہ ''منقبت اور منقبتی محافل'' پر ایک تاریخی تبصرہ ہے جو تقسیم پاک و ہند کے بعد پاکستان کے شہر کراچی میں منقبتی محافل کے ماحول کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ساحر لکھنوی اس دور کے واحد قصیدہ گو شاعر ہیں جو اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ورنہ ان بزرگ شعراء کی یادیں ہی ہماری زندگی کا سرمایہ ہیں جو، اب ہم میں نہیں ہیں۔

میں آگے چل کر کچھ بزرگوں کے حوالوں سے کچھ یادداشتیں تحریر کروں گا۔ جو شاید موجودہ دور کے نو آموز شعراء کے لئے مشعلِ راہ ہوں گی۔ شاید موجودہ ماحول میں اُن کے لئے اِن کی کوئی اہمیت نہ ہو۔ لیکن یہ یادداشتیں انشاء اللہ ادبی تاریخ کا حصہ ضرور بن جائیں گی۔

اس کتاب پر ڈاکٹر ہلال نقوی صاحب نے فلیپ کے لئے جو مختصر مضمون تحریر فرمایا ہے وہ اُن کی قابلیت کی دلیل ہے۔ ''رثائی ادب'' کے روحِ رواں جناب ڈاکٹر ہلال نقوی دورِ حاضر کے ادبی ماحول سے ہمہ وقت باخبر رہنے والی شخصیت ہیں، اس کتاب میں ساحر لکھنوی صاحب کے تحریر کردہ مضمون میں جن بزرگ شعراء اور محافل کا تذکرہ ہوا ہے ڈاکٹر ہلال نقوی اسی ماحول کے پروردہ ہیں، میرا ذاتی تجربہ ہے کہ کسی شخص کو اچھائی اور برائی کے پرکھنے کا گر اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک اس کے گھر کے اندر کا ماحول ٹھیک نہ ہو اور باہر بھی ایسے ہی بزرگ میسر آئیں جیسا کہ اُس کے گھر میں، جس گھر کے بزرگوں میں بزرگ دوستوں کی بیٹھک ہو۔ وہاں بچے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ یقیناً ہلال نقوی نے اپنے بزرگوں کے علاوہ ان بزرگ شعراء کے ماحول سے بھی استفادہ کیا ہے۔ جو پاکستان ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مناقب اور منقبتی محافل کو وہ اسی ماحول میں پرکھتے ہیں جو ان بزرگوں نے تقسیمِ ہند کے بعد یہاں قائم کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی مصروفیت کے باوجود ایک مختصر مگر جامع مضمون لکھا ہے۔ جس کے لئے اُن کا شکرگزار ہوں۔

ڈاکٹر آغا سلمان باقر (لاہور) نے میری تمام مطبوعہ کتابوں اور ''ثنا کے چراغ'' کے مسودہ کو بہ نظرِ عمیق مطالعہ کر کے ایک مقالہ تحریر کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ کرم کیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ کوئی بھی شخص کسی کے کلام پر تبصرہ لکھنے سے پہلے اُس کے کلام کا مطالعہ ضرور کرے۔ اکثر تبصرہ نگار بغیر کتاب پڑھے صاحبِ کتاب کے بارے میں اپنی رائے قائم کر لیتے ہیں یا سرسری طور پر مسودے کے کچھ اوراق جگہ جگہ سے پڑھ کر اظہارِ خیال کر دیتے

مطبوعہ کتب اور" ثنا کے چراغ " کے مسودے کو بچشم عمیق مطالعہ کرنے کے بعد اپنی آراء مقالے میں قلمبند کی ہیں انہوں نے میرے غزلیہ دیوان کا بھی عرق ریزی سے عمیق مطالعہ کیا اور فون پر مجھ سے اور آغا طالب حسین صاحب سے، اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ کسی فرصت کے قریبی لمحے میں میرے غزل کے دیوان پر بھی مقالہ قلم بند کریں گے۔ جس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ قمر اسعدی کی غزل اور غزل کے خیال میں جو قوت کارفرما ہے۔ یہ مقالہ اُسی کا شاخسانہ ہوگا۔ میری عزت افزائی کے لئے کافی ہے۔ کاش غزل کے دیوان کی طباعت سے پہلے میری ان سے واقفیت ہوتی تو یقیناً ان کا تبصرہ غزل کی کتاب کی بھی زینت ہوتا۔ میں ان کے بچشم عمیق "ثنا کے چراغ" کے مسودے کے مطالعہ کے بعد یہ مقالہ لکھنے پر اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یہاں میں ایک واقعہ لکھنا چاہتا ہوں۔ جب ساحر لکھنوی کی مرثیے کی کتاب "آیاتِ درد" کی تقریب رونمائی آرٹ کونسل کراچی میں ہوئی اس وقت ڈاکٹر عالیہ امام نے 1-1/2 صفحہ کا مضمون پڑھا تھا جو انہوں نے کتاب کے حوالے سے پڑھا تھا اور مختصر اچھا مضمون تھا۔ ورنہ کسی نے بھی ساحر صاحب کی شخصیت اور کتاب پر روشنی نہیں ڈالی۔ ایک پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ میں فزکس کا آدمی ہوں کیا تبصرہ کروں۔ ساحر صاحب بہت شریف انسان ہیں۔ ایک صاحب نے عمودی اور افقی مرثیہ کی گردان شروع کردی۔ ایک عمومی مرثیہ ہوتا ہے ایک افقی۔ صاحب کتاب اور کتاب پر سرے سے کوئی بات نہیں کی۔ ایک پروفیسر صاحب نے وہیں اسٹیج پر کتاب کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا پھر فہرست دیکھی اور فرمایا یہ فقرہ وشمشیر کیا عنوان ہے کاش وہ کتاب نہ پڑھتے صرف فقرہ وشمشیر مرثیہ ہی پڑھ لیتے تو وہ کتاب اور صاحب کتاب پر کوئی رائے قائم کرتے۔ یہ ادبی بددیانتی مجھ جیسے طالبعلم کے لئے بہت تکلیف دہ ہے۔ دوسرے آپ بند کے حوالوں سے گفتگو کریں یا کلام کے حوالے کے ساتھ تو ہم جیسے طالبعلم کے علم میں بھی اضافہ ہو کہ آپ کی فکر صاحب کتاب کے کلام کے

ساتھ ساتھ سفر کر رہی ہے۔ یا ہٹ کر۔

عارف منصور صاحب نے میری تینوں مطبوعہ کتب ''نعت ہی نعت''، ''کشکولِ سخن''، ''غزل ہی غزل'' اور ''ثناء کے چراغ'' کے مسودے کا مطالعہ کرنے کے بعد فلیپ کے لئے ایک مضمون تحریر کیا ہے۔ جس کے لئے میں اُن کا شکر گزار ہوں۔

میرے دوست آغا طالب حسین نے جو کچھ میرے بارے میں لکھا ہے یہ اُن کی محبت ہے۔ دوسرے ان کا شکر گزار یوں بھی ہوں کہ انہوں نے ''ثناء کے چراغ'' کے مسودہ کی پروف ریڈنگ میں میری مدد کی ہے۔ پچھلی کتابوں میں کتابت کی غلطیوں کی وجہ سے اغلاط نامہ / تصحیح نامہ چھپا تھا۔ پھر بھی غلطیاں رہ گئیں۔ بات یہ ہے کہ شاعر اپنے کلام کو روانی سے پڑھ جاتا ہے کیونکہ اس کا کہا ہوا کلام تقریباً اُسے زبانی یاد ہوتا ہے۔ اس لئے کتابت کی غلطیوں کی طرف اکثر اُس کی نظر نہیں جاتی لیکن دوسرا شخص کتابت کی غلطیوں کو گرفت میں باآسانی لے آتا ہے۔ سو یہ کام آغا طالب حسین نے انجام دیا ہے۔ میں اُن کا بہت شکر گزار ہوں۔

میں انوار الحسن نقوی صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے کتاب کے مسودے کی کمپوزنگ بہت محنت سے کی ہے بار بار کہا کہ کتابت میں تاخیر اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ میں دورانِ کتابت آپ کے اشعار سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ حضرت نجم آفندی کے خانوادے سے تعلق رکھنے والے (نجم آفندی کے سگے نواسے) محترم انوار الحسن نقوی صاحب نے کتاب پر اپنے خیالات قلمبند کئے ہیں جو میں نے بطور مضمون اس کتاب کی زینت کر لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے رزق میں وسعت دے۔ اور ان کی تمام مشکلات چہاردہ معصومینؑ کے طفیل حل ہو جائیں آمین ثم آمین!

کچھ یادداشتیں:۔

اورنگی ٹاؤن کراچی میں میرے غزل کے استاد دردؔ اسعدی اعلی اللہ و مقامہٗ رہائش پذیر تھے۔ وہاں اکثر طرحی اور غیر طرحی مشاعروں میں شریک رہا۔ دردؔ اسعدی صاحب اور ان کے دوستوں اور شاگردوں کا ایک حلقہ تھا۔ اسی طرح ایک حلقہ استاد نازشؔ حیدری کا تھا۔ ایک رشید انجم لکھنوی کا۔ نازشؔ حیدری صاحب حیدرؔ دہلوی کے شاگرد تھے۔ حیدرؔ دہلوی کے ایک اور شاگرد غلام

عباس ظاہر حیدری دہلی میں مقیم تھے۔ انہوں نے ہجرت نہیں کی ۔ یعنی ظاہر حیدری، نازش حیدری کے استاد بھائی تھے، ظاہر حیدری میرے والد کے رشتہ کے چچا تھے۔ میری پیدائش پر انہوں نے میرا تاریخی نام اس قطعۂ تاریخ پیدائش میں لکھ کر والد صاحب کو دہلی سے ارسال کیا تھا۔ یہ بات مجھے میرے چھوٹے چچا ذاکر اہلبیت محترم مرزا ظہیر الحسن صاحب قبلہ نے بتائی تھی۔ انہوں نے وہ قطعہ تاریخِ پیدائش مجھے لکھوایا جو انہیں زبانی یاد تھا۔ جب میرے گھر نعتیہ مشاعرے میں نازش حیدری نے صدارت کی۔ تو اس مشاعرہ میں والد صاحب نے غلام عباس ظاہر حیدری کے حوالے سے ہمارے خاندان کا تعارف نازش حیدری سے کرایا تھا۔ قطعہ تاریخ پیدائش یہ ہے۔

بہر تنویر خانۂ اصغر
پسرِ نیک بخت پیدا شد
فکرِ نازش ہمیں کہ ظاہر کرد
آغا قمر علی ہویدا شد

یہ شاید 74-1973 کی بات ہے کہ میرے استاد درد اسعدی صاحب نے ایک نئی غزل مشاعرہ میں پڑھی۔ جس میں ایک شعر یہ پڑھا۔

غمِ دنیا۔ غمِ عقبیٰ۔ غمِ دوراں۔ غمِ دوست
جس جگہ میں ہوں فرشتہ ہو تو پاگل ہو جائے

اس شعر کی گونج اورنگی ٹاؤن کے درد صاحب کے مخالف ادبی حلقوں میں ہونے لگی اور شعراء میں چرچا ہو رہا تھا کہ درد اسعدی نے کفر کہا ہے۔ فرشتہ کو پاگل کہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر ایک بڑی تعداد نو آموز شعراء کی استاد نازش حیدری کے پاس گئی اور اُن سے درد صاحب کی شکایت کی کہ انہوں نے فرشتہ کو پاگل کہا ہے۔ نازش صاحب نے اُن سے شعر سنا۔ اور فرمایا کہ درد نے تو فرشتے کو پاگل نہیں کہا تم غلط سمجھے تو اُس کا کیا قصور۔ پھر نازش حیدری صاحب نے انہیں یہ سمجھا کر مطمئن کیا کہ درد صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ میں جہاں ہوں وہاں دنیا کے غم ہیں، عقبیٰ کے غم ہیں، زمانے کے غم ہیں اور دوستوں کے غم ہیں۔ درد صاحب کہہ رہے ہیں کہ اِن غموں

کے درمیان بھی میں اپنے ذہن و دماغ سنبھالے ہوا ہوں۔ اگر میری جگہ وہاں فرشتہ ہو تو پاگل ہو جائے۔ وہاں نہ فرشتہ ہے نہ وہ پاگل ہے پھر دنیا کے غم، عقبیٰ کے غم، زمانے کے غم، دوستوں کے غم کی بھی حدود کا تعین نہیں ہے۔ کہ یہ غم کہاں تک ہیں۔ تو دردؔ صاحب نے تو فرشتے کو پاگل نہیں کہا بلکہ انتہائی آلام وغم کا اظہار کیا ہے۔ تمام لوگ قائل ہو گئے۔ شام کو دردؔ صاحب کے گھر انہوں نے دردؔ صاحب سے یہ واقعہ بیان کیا۔ یہ وہ بزرگ تھے جو ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے۔ اور اپنے شاگردوں کی صحیح رہنمائی کرتے تھے اور ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال بھی کرتے تھے۔ اپنے سے پیشرو اساتذہ کے واقعات بھی بیان کرتے تھے۔ یہ وہ مجلسی علم ہے جو کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بزرگوں سے نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔ وہ بدنصیب ہیں جو اپنے دور کے بزرگوں کا احترام نہیں کرتے۔

شاید 1975ء کی بات ہے کہ بزمِ حمیدی کا طرحی مشاعرہ لانڈھی فائر اسٹیشن کے ہال میں ہو رہا تھا اور دردؔ اسعدی صاحب صدارت کر رہے تھے مصرعۂ طرح تھا:

خشک پتہ ہوں میں اپنی شاخ سے ٹوٹا ہوا

ابھی محفل شروع ہوئے ایک گھنٹہ ہوا ہوگا کہ مہر پیلی بھیتی (عمر تقریباً ۹۰ سال سے زیادہ)، عظیم عاقل بریلوی، زین پرتاب گڑھی اور دیگر کہنہ مشق شعراء کے ساتھ داخلِ مشاعرہ گاہ ہوئے۔ بس دردؔ صاحب فوراً مسندِ صدارت سے اُٹھ گئے اور کہا بزرگ استاد مہر پیلی بھیتی تشریف لے آئیں ہیں۔ اب وہ صدارت کریں گے۔ ان بزرگ اساتذہ کا ایک دوسرے کا احترام نوآموز شعراء کے لئے درس تھا۔ یہ تمام بزرگ ایک جگہ ہوتے ہوئے بھی مشاعرے میں بے ادبی کا ماحول پیدا نہیں ہونے دیتے تھے۔ اس مشاعرے میں میری غزل، کامیاب غزلوں میں سے ایک تھی۔ جس کا یہ شعر مشاعرے کے بعد بھی شعراء کی زباں زد تھا۔

یا قلم کو توڑ دیں اہلِ قلم عزت کے ساتھ

یا جگا دیں اب ضمیرِ آدمی سویا ہوا

1975ء میں اورنگی ٹاؤن کے ایک غیر طرحی مشاعرہ میں، میں نے نئی غزل پڑھی، غزل دردؔ صاحب کو میں نے سُنائی تھی۔ غزل بہت اچھی تھی دردؔ صاحب نے سرسری سنی تھی۔ کہیں اصلاح نہیں دی۔ گویا گنجائش نہیں تھی کہ اصلاح ہو۔ دوسرے وہ اپنی نئی غزل کہنے میں منہمک تھے اور دوسرے شاگردوں کی اصلاح میں۔ رات کو محفل میں، میں نے مطلع کا پہلا مصرعہ پڑھا اور میرے اوسان خطا ہو گئے۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا لوگ بعد میں سمجھے، میں پڑھتے ہی سمجھ گیا کہ مطلع میں ذم ہے لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ پوری غزل بہترین تھی مگر مطلع نے پوری غزل پر پانی پھیر دیا۔ میں پسینے میں شرابور۔۔۔ مشاعرہ ختم ہو گیا۔ عظیم عاقل بریلوی نے مجھ سے پوچھا غزل دردؔ صاحب کو سنائی تھی۔ میں نے کہا اگر سنائی ہوتی تو یہ غلطی سرزد نہ ہوتی مطلع یہ تھا۔

تم کو محفل میں تمھاری، دیکھنے آئے بہت
تابِ نظارہ نہ پایا جب تو گھبرائے بہت

پڑھنے میں "تم کو محفل میں" کے ساتھ تمھاری نہیں آرہا تھا بلکہ "تمھاری" دیکھنے آئے بہت کے ساتھ پڑھا جا رہا تھا اور "تمھاری دیکھنے آئے بہت" ذم تھا۔ اور دوسرے مصرعے نے اس ذم کو اور تقویت بخش دی تھی۔ مشاعرے کے بعد میں اور دردؔ صاحب، دردؔ صاحب کے گھر آ گئے میری آنکھوں میں آنسو تھے۔ استاد نے مجھے سینے سے لگایا اور کہا چوک ہو گئی۔ تم، تمھاری کو تمھارے سے بدل لو:

تم کو محفل میں تمھارے دیکھنے آئے بہت
تابِ نظارہ نہ پایا جب تو گھبرائے بہت

مطلع صاف ہو گیا۔ اصلاح کا گُر میں نے دردؔ صاحب سے ہی سیکھا ہے۔ دردؔ صاحب جب کلام کہتے تو مشقِ سخن کے طور پر بہت اشعار یعنی سو سوا اشعار کہہ لیتے تھے۔ مگر صرف 9، 11، ۱۳، ۱۵ اشعار پڑھتے تھے۔ یعنی باقی اشعار مشقِ سخن کے لئے کہتے تھے۔ پھر اپنے اشعار پر خود اصلاح کرتے تھے۔ اور مصرعوں کو کئی کئی زاویوں سے تبدیل کرتے تھے میں ان کی مشقِ سخن کی

کاپیوں کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ وہ میرے ذوق وشوق کو دیکھ کر مجھے اپنی کتابوں کاپیوں کو ہاتھ لگانے سے نہیں روکتے تھے۔ مجھ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ شاید تمام شاگردوں سے زیادہ۔ یہی وجہ ہے کہ میری غیر موجودگی میں احباب میں اور شاگردوں میں میرا تذکرہ خاص طور پر فخریہ کرتے تھے۔ جو مجھے ان کے احباب اور شاگرد بتاتے تھے۔ میں نے اپنے آپ کو اُن ہی کے راستے پر ڈھال لیا۔ زیادہ سے زیادہ مشقِ سخن اور اپنے کلام کی نوک پلک سنوارنا۔ مجھے غزل کی مشقِ سخن نے کسی بھی صنفِ سخن میں ناکام نہیں ہونے دیا۔ دردؔ صاحب اکثر غزلوں میں صحیح اشعار پر "✓" یا (ص) بنادیتے تھے اور کوئی شعر زیادہ پسند ہوتا تو دو دفع "✓✓" یا (ص ص) بنادیتے تھے۔

دردؔ صاحب کے کچھ شاگرد اور احباب ایسے تھے جو تمام بوجھ دردؔ صاحب پر ڈال دیتے تھے۔ دردؔ صاحب بھی اُن کا دل رکھتے تھے۔ ایک دن میرے گھر طرحی نعتیہ مشاعرہ تھا۔ میں نے نعت کہی تقریباً پچاس اشعار تھے، دردؔ صاحب نے ۱۴، اشعار پر ص اور ص ص کے نشان لگا کر کہا باقی اشعار مجھے اُتار دو۔ میں نے اشعار اُتار کر دے دئے۔ انہوں نے اپنے کلام سے اپنے لئے اشعار پسند کئے اور باقی میرے اور اپنے اشعار سے ۱۱ اور ۱۰، اشعار کی نعتیں تیار کیں اور اُن اشعار کی ساتھ ساتھ اصلاح کرتے رہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے اشعار میں سے انہوں نے ایک شعر کا لفظ بدلا تو شعر کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ میں نے کہا استاد یہ شعر نہیں دوں گا۔ مسکرائے اور کہنے لگے تم اُتار لو اور اپنے پاس سے کاٹ دیا۔

یہ سورج سے کہہ دو کہ رُخ کو چھپالے
تصور میں میرے رُخِ مصطفےٰ ہے

دردؔ صاحب نے پہلے مصرعہ کے رُخ کو بدل کر منہ کردیا۔

یہ سورج سے کہہ دو کہ منہ کو چھپالے
تصور میں میرے رُخِ مصطفےٰ ہے

منہ چھپانا محاورہ بھی ہے۔ اور رُخ کی تکرار دونوں مصرعوں میں اچھی نہیں تھی۔ اور شعر میں روانی اور خوبصورتی پیدا ہوگئی۔

یہ واقعہ درد صاحب کے کراچی سے حیدر آباد منتقل ہونے کے بعد کا ہے۔ منور عباس صاحب ایڈووکیٹ کے گھر طرحی نعتیہ مشاعرہ تھا۔ اُسی دن صبح میں اور مشہود جعفری مرحوم، پیرزادہ نظامی مرحوم مدیر "دور جدید" کے گھر لیاقت آباد ملنے گئے۔ اتوار کا دن تھا ۱۱ بجے دن کا وقت ہوگا نظامی صاحب نے کہا کہ سہ پہر منور عباس ایڈووکیٹ کے گھر نعتیہ مشاعرے میں آرہے ہو۔ میں نے کہا میں مدعو نہیں ہوں۔ کہنے لگے وہاں سب جاسکتے ہیں دعوت نامہ نہیں ہوتا۔ میں خاموش ہوگیا۔ پھر کچھ لمحوں کے بعد کہنے لگے میں نے 40 اشعار کہے ہیں تم ۱۰ اشعار لے لو آپس کی بات ہے درد صاحب میرے دوست ہیں مجھے معلوم ہے کہ وہ حیدر آباد میں ہیں۔ میرے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔ میں نے کہا میں سہ پہر محفل میں آؤں گا اور نئی نعت پڑھوں گا آپ بے فکر رہیں۔ میں درد صاحب کا شاگرد بھی ہوں اور شاعر بھی ہوں۔ مجھے شعر کہنا آتا ہے۔ میں اور مشہود جعفری (مرحوم) رخصت ہو کر گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ میں راستے میں شعر کہتا رہا اور ذہن میں محفوظ کرتا رہا۔ گھر آکر وہ اشعار کاغذ پر اُتارے اور مزید شعر کہے 14 اشعار کی نعت میں نے صبا اکبر آبادی کی صدارت میں ہونے والے منور عباس ایڈووکیٹ کے گھر نعتیہ محفل میں پیش کی۔ اس نعت کا ایک شعر یہ تھا جو بہت پڑھوایا گیا۔ نعت ختم ہونے کے بعد بھی کئی دفعہ پڑھوایا۔

اگر ہم دوستو چاہیں تو نامِ مصطفےٰؐ لے کر
بساطِ گردشِ دوراں اُلٹ دیں ایک ٹھوکر میں

اس کے بعد نظامی صاحب میرا بہت احترام کرتے تھے۔ وہ پیری مریدی کے سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ محفل سماع میں رات رات بھر بیٹھتے تھے۔ ان آستانوں میں نعتیہ محافل میں شریک رہتے تھے مجھے ۲ / ۳ محفلوں میں مدعو کیا تھا اور ساتھ لے کر گئے تھے اس کے بعد وہ لیاقت آباد سے کہیں اور کرائے کے مکان میں چلے گئے پھر رابطہ نہیں ہوا۔ بعد میں خبر آئی کہ وہ بزرگ دارِ فانی سے کوچ کر گئے اللہ اُنہیں غریقِ رحمت کرے۔ آمین!

یہ واقعات اس وقت کے ہیں جب میں کسی کا باقاعدہ شاگرد نہیں تھا۔ خود کہتا تھا اور جیسا کہتا ویسا پڑھتا تھا۔ بغیر کسی مشورے کے، میں مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں طرحی محفل میں اپنا کلام پڑھ رہا تھا۔ عزم جونپوری صاحب ایڈوکیٹ صدارت کر رہے تھے۔ میرے ہر اچھے شعر پر وہ داد دیتے تھے میری ہمت افزائی کرتے تھے۔ محفل ختم ہونے کے بعد چائے خانہ میں گئے تو عزم صاحب نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا اچھا کہتے ہو کسی کو سنا لیا کرو۔ اس کے بعد کرار جونپوری کو بلایا اور کہا بھئی بچوں کو سنبھالو۔ ان کی تربیت کرو۔ ورنہ ہمارے بعد سناٹا ہے۔ (یہ وہ وقت تھا کہ جب صرف شعراء رات رات بھر محفل میں کلام پڑھتے تھے منقبت خوانی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ کوئی سرمایہ دار اپنے سرمایہ کے بل پر یا ایک دو دیگ بریانی کے اخراجات دے کر محفل کی صدارت نہیں کر سکتا تھا۔ ایک تہذیب تھی چھوٹے بڑوں کا احترام تھا۔ سامعین بھی اردو داں اور شعراء بھی۔ شعراء معائب شعری اور محاسنِ شعری سے واقفیت رکھتے تھے۔ معائب شعری سے بچتے تھے۔ محاسنِ شعری عمدہ عمدہ طریقے سے برتتے تھے۔ ان بزرگوں کی آنے والے وقت پر نظر تھی۔ اب جو چند اچھے شعراء ہیں وہ ان بزرگوں کے ماحول کی دین ہیں)۔ پھر مجھے عزم جونپوری صاحب نے ایک سگریٹ کے خالی پیکٹ پر ایک مصرعہ طرح لکھا اور تاریخ، وقت اور پتہ لکھ کر دیا کہ یہ محفل میرے گھر ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہو رہی تھی، ایک بزرگ میری ہمت افزائی کر رہے تھے۔ کیا نورانی چہرہ جس کا ظاہر و باطن ایک۔ منافقت نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی۔ یہ میرے گھر کے بزرگ نہیں تھے مگر عادات و سکنات میں ایسے ہی تھے۔ یہ ادبی دنیا کے بزرگ تھے مجلسی لوگ تھے۔ ایک تہذیب کے پروردہ تھے۔ میں جب گھر آ گیا تو میں نے 2 دن میں 22 اشعار کہے۔ میں عزیز آباد اُن کے بتائے ہوئے پتہ پر گیا۔ گھر کی گھنٹی بجائی۔ ایک خاتون دروازے پر آئیں۔ میں نے عرض کی کہ عزم صاحب سے ملنا ہے۔ کہا وہ یہاں نہیں رہتے۔ میں نے کہا کہ اتوار کو محفل بھی یہاں ہوگی انہوں نے یہی پتہ دیا تھا۔ کہنے لگیں محفل تو ہوگی مگر عزم صاحب جاوید کلینک لسبیلہ پل کے

قریب رہتے ہیں۔ میں جاوید کلینک پہنچ گیا۔ میں نے کمپوڈر سے کہا کہ عزم صاحب سے ملنا ہے۔ اصل میں جاوید کلینک عزم صاحب کے گھر میں باہر کی طرف تھا۔ عزیز آباد کا گھر شاید اُن کی بیٹی کا تھا اور یہ گھر ان کے صاحبزادے کا۔ کمپوڈر نے گھر میں اطلاع دی۔ عزم صاحب آئے اور مجھے دیکھ کر مسکرا کے کہنے لگے، ارے تم۔ بیٹھو بیٹھو مریضوں کی بنچ پر ایک طرف میں اور ایک طرف وہ بیٹھ گئے۔ میں نے کہا منقبت کے 22 اشعار کہہ لئے ہیں۔ عزیز آباد گیا تھا وہاں معلوم ہوا کہ آپ یہاں رہتے ہیں۔ تو یہاں آ گیا۔ کرار صاحب کا گھر مجھے معلوم نہیں تو اشعار آپ کو ہی سنانے آیا ہوں۔ پھر مسکرائے اور سنجیدہ ہو گئے اس وقت جو انہوں نے مجھے بتایا اور سمجھایا وہ زندگی بھر میری رہنمائی کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ (میں نے اپنے گھر میں جس ماحول میں پرورش پائی تھی۔ وہاں ظلم کا کوئی تصور نہیں تھا۔ وہ ماحول عدل و انصاف کا درس دیتا تھا۔ جس شے کا مقام جہاں کا ہے وہیں وہ چیز ہونی چاہیے۔ معاشرے میں برائیاں اس وقت جنم لیتی ہیں جب ہم جس شے کا جہاں مقام ہے وہاں نہیں رکھتے۔ اپنے مفاد کے لئے ہر غلط کام کرتے ہیں وہ چاہے شہرت کے لئے ہو یا دولت کے لئے لیکن ہم لوگ دانستہ بے خبر ہیں کہ بہر حال ہمیں کائنات کی سب سے بڑی عدالت میں بالآخر پیش ہونا ہے۔ اللہ نے ہمیں آسان اور مکمل دین دیا۔ مگر ہم نے مشکل اور نامکمل دین اپنے مفاد کے لحاظ سے بنا لیا۔ اگر ہم دیکھیں تو ماحول کی یہ صورتِ حال 1400 سال میں آہستہ آہستہ اپنے مفادات کے لحاظ سے ہمیں اس مقام پر لے آئی کہ ہر شخص پریشان ہے گو کہ لوگ بے گناہ روز مارے جا رہے ہیں پھر بھی جو زندہ ہیں وہ اپنے مفادات کی حفاظت کیلئے یہ بھولے ہیں کہ انہیں بھی اُس طرف جانا ہے جس طرف سب خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ صرف اعمال ہی اُس وقت اس کے مقام کا تعین کرتے ہیں)۔ عزم صاحب نے مجھ سے کہا کہ کل لانڈھی میں ظفر جونپوری کے گھر جناب فاطمۂ زہراؑ کی ولادت کے سلسلے میں محفل تھی۔ واپسی میں، میں، کرار جونپوری، حسین بھائی نظر، نفیس فتحپوری، شاہد نقوی، عزت لکھنوی وغیرہ ایک ہی گاڑی

میں آرہے تھے کہ میں نے ایک شاعر سے کہا کہ تم نے سب سے اچھی منقبت پڑھی۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ اُن ہی میں سے ایک شاعر (جس کی میں تعریف کر رہا تھا) اُس سے بولے کہ میرے شعر کیسے چلے پھر فوراً ایک اور شاعر بولے میرے شعر کیسے چلے (گویا منقبت دو شعرا کی کاوش تھی) عزم صاحب کا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا بولے تربیت کرتے نہیں شعر کہہ کر دیتے ہیں اور پھر شہر میں ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ راز کو راز نہیں رکھتے۔ ظلم کرتے ہیں)۔ وہ کچھ خاموش ہوئے تو میں انہیں اپنی نئی منقبت کا کاغذ دینے لگا۔ انہوں نے مجھے فوراً ٹوکا کہ کبھی کسی کو کلام لکھا ہوا کاغذ مت دینا۔ سُنانا۔ تاکہ اصلاح کے وقت سمجھ سکو کہ غلطی کیا ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ قمر جلالوی کے بہت شاگرد تھے۔ قمر جلالوی کا انتقال کیا ہوا کہ تقریباً 95% شاگردان کے ساتھ ہی دفن ہو گئے یعنی استاد کے ساتھ ہی اُن کی شاعری بھی انتقال کر گئی۔ قمر جلالوی بڑے شاعر تھے اگر وہ زیادہ پڑھے لکھے ہوتے تو بہت بلند پائے کے شاعر ہوتے۔ قدرتی شعر گوئی کی صلاحیت سے انہوں نے یہ مقام حاصل کیا کہ لفظ ''استاد'' اُن کے نام کا لازمی جزو ہو گیا۔ میں نے اشعار سنانے شروع کئے تو پھر کہنے لگے کہ اگر اچھا شاعر بننا ہے تو کسی سے بھی شعر یا مصرعہ نہیں لینا۔ خود کہنا۔ دورانِ اصلاح ایک جگہ مصرعہ تبدیل کروایا تو میں نے کہا کہ آپ نے تو مصرعہ لینے کے لئے منع کیا تھا۔ کہنے لگے غور سے دیکھو، خیال بھی تمھارا ہے الفاظ بھی تمھارے ہیں صرف الفاظ کی بندش کیلئے الفاظ کی نشست تبدیل کی ہے۔ بات صحیح تھی۔ ایک جگہ جب میں نے شعر پڑھا تو رُک کر کہنے لگے۔ چلے گا، چلنے دو۔ میں نے فوراً کہا کیا کوئی خامی ہے۔ مسکرا کر کہنے لگے تمھارے لئے ٹھیک ہے (یعنی نو آموز کے لئے) میں نے ذرا ضد کی کہ عیب تو بتا دیں تو انہوں نے بتایا کہ شعر کے پہلے مصرعہ میں ''جو'' اور رومال کا ''رُو'' مل کر ''جورُو'' بن رہا ہے۔ تم ''جو'' پر رُک کر رومال الگ پڑھنا

وہی محفوظ رہ جاتا ہے جو۔ رومالِ زہراؑ میں
وہی اشکِ عزا بے شک کلیدِ بابِ جنت ہے

الفاظ کی نشست تبدیل نہیں ہورہی تھی۔ اس لیے میں نے جو، پر رُک کر مصرعہ پڑھا۔ کسی استاد بزرگ شاعر سے یہ میرا پہلا مشورہ تھا پھر میری پوری شاعری کی بنیاد یہی گفتگو رہی۔ ہمیشہ محنت کرتا تھا، مطالعہ کرتا تھا۔ خود کہتا تھا۔ مشقِ سخن کرتا تھا۔ اب ماحول تبدیل ہوگیا ہے۔ اول تو شاعر ہی کتنے رہ گئے ہیں۔ (دوسرے گروہ بندی، منقبت خوانوں کے ساتھ ایک دو شاعر مدحِ حاضر سے ہٹ کر غیر منقبتی اشعار لکھے اور پڑھے جاتے ہیں۔ رکیک الفاظ اور مضامین نظم ہورہے ہیں، نعت ومناقب کا تقدس پامال کیا جارہا ہے۔ نہ چھوٹے بڑے کی تمیز نہ ادب وآداب بس ایک تفریح بن کر یہ محفلیں رہ گئیں ہیں۔ میرے نزدیک شعراء کے مشاعروں میں منقبت خوانی نہیں ہونا چاہئے اور منقبت خوانوں کی محفلوں میں شعراء کو کلام نہیں پڑھنا چاہئے۔ منقبت خوانی کی محفل الگ ہونی چاہئے شاعری کی محفل الگ۔ منقبت خوانی لحن کے کمال پر داد لینے کا نام ہے۔ اور شاعری محاسن برت کر اور معائب سے بچ کر فکرِ سخن پر داد حاصل کرنے کا نام ہے۔ ملکی سیاست کا بھی عمل دخل محفلوں میں در آیا ہے۔ یعنی سیاسی لوگ سیاسی مفادات کے حصول کے لئے اِن ادبی اور مذہبی محافل میں آگئے۔ یہ رموزِ شاعری سے ناواقف لوگ صدرِ محفل اور مہمانِ خصوصی بن کر حصولِ ثواب سے ہٹ کر حصولِ مفاد کے چکر میں لگے ہیں۔ جو زیادہ مجمع کرلے۔ وہ اس کی قیمت بھی اسی حساب سے حاصل کررہا ہے۔ کیا محراب کیا منبر کیا مسجد کیا امام بارگاہ ہر جگہ لوگ حصولِ مفاد میں لگے ہیں۔ روزانہ لوگ مررہے ہیں۔ مرنے والے تو اللہ کی عدالت میں۔ باقی زندہ لوگ لاشوں پر سیاست میں مصروف گویا ان کو عدالتِ خدا جانا ہی نہیں ہے۔ ادب وعلم ودانش جو ہماری محافل کا طرۂ امتیاز تھا۔ نہ جانے اُسے کس کی نظر کھا گئی۔ نام نہاد صاحبانِ منبر ومحراب اور نام نہاد ڈاکٹر، پروفیسر اور ادیبوں نے علم ودانش وادب کی دنیا اُجاڑ دی یہ اپنے اپنے مفاد میں الگ الگ گروہ میں بٹے ہیں اور قوم کو بھی بانٹ رہے ہیں۔ اس دورِ پُر آشوب میں ہم جیسے کو گھر بیٹھ کر اپنی عافیت کی فکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ عدالتِ خدا میں ہر ایک کو اپنے اعمال کا حساب خود دینا ہے۔ گھر سے باہر والوں کو تو چھوڑ دیئے۔ گھر کے اندر والوں میں بھی ماں باپ نے اولاد کا اور اولاد نے ماں باپ کا جواب نہیں دینا)

غالباً یہ بات 73-1972 کی ہے کہ میں نے سیٹھ جعفر کی 3 شعبان کی طرحی محفل پڑھی تھی۔ دوسرے دن اتوار کو شام میں نفیسؔ فتحپوری کے گھر گیا۔ 15 شعبان کی مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کی نئی طرحی منقبت کہہ کر پہنچا تو وہاں عزمؔ جونپوری، نفیس فتحپوری اور حسین بھائی نظر دروازے کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ میں پہنچا تو ایک کرسی میرے لئے بھی آگئی۔ کیا بزرگ تھے۔ ان کے پاس بیٹھو تو کچھ لے کر اُٹھو۔ رات کی محفل پر گفتگو ہوئی تو میں نے کہا کہ رات ہلال نقوی صاحب نے کتنی اچھی نظم پیش کی تھی (اس وقت تک ہلالؔ بھائی نے پی ایچ ڈی نہیں کیا تھا۔ اس لئے ڈاکٹر نہیں لکھ رہا) تو سب بہ یک زبان بولے اس نوجوان نے کیا کلام پیش کیا۔ اس نے جہاں محفل پہنچائی تھی پھر صبح تک کسی کے کلام نے محفل وہاں تک نہیں پہنچائی۔ (باہر صحن میں بھی لوگ داد دے رہے تھے)۔ پھر عزمؔ صاحب نے کہا نفیسؔ صاحب رات آپ نے بھی اس کے بعد صحیح فیصلہ کیا کہ اپنا کلام اپنے نواسے (یا پوتے) سے ترنم میں پڑھوایا۔ گویا یہ بزرگ حق وانصاف سے کہہ رہے تھے کہ ہلالؔ نقوی کا کلام سب سے اچھا تھا۔ ان بزرگوں میں حسد نام کی کوئی چیز عادتاً اور فطرتاً نہیں تھی یہ لوگ کھرے لوگ تھے اور نوجوانوں کی ہمت افزائی میں پیش پیش۔ میں نے کئی دفعہ مرکزی امام بارگاہ میں عین جوانی کے دور میں ساحر لکھنوی کے قصیدہ پڑھنے کے بعد عزمؔ صاحب کو ساحرؔ لکھنوی کے کلام کی تعریف کرتے سنا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ ساحر لکھنوی محفل میں چھا جاتے تھے۔ میرے خیال میں اس وقت پاک وہند میں ساحرؔ لکھنوی ہی واحد قصیدہ نگار ہیں۔ ان سے بہتر کوئی قصیدہ نگار نہیں ہے۔

حسین بھائی نظرؔ مرکزی امام بارگاہ کی طرحی منقبت دونوں بزرگوں کو سنا چکے تھے۔ مجھ سے پوچھا تم نے منقبت کہی ہے۔ میں نے فوراً جیب سے کاغذ نکال کر سنائی۔ ایک شعر کے مصرعہ اولیٰ کو نفیسؔ صاحب نے بدلنے کا مشورہ دیا۔ تو سب فکرِ سخن میں لگ گئے مگر نفیسؔ صاحب نے اسی مصرعہ کو رد وبدل کر کے صحیح کیا تو عزمؔ صاحب کی تائید پر وہ مصرعہ رکھا گیا۔ عزمؔ صاحب نے ایک مصرعہ تبدیل کرنے کا مشورہ دیا تو نفیسؔ صاحب نے کہا نہیں اس مصرعہ میں منظر نگاری ہے اور صحیح ہے کہ لفظ پو پھٹنا ہی ہے۔ پھر عزمؔ صاحب نے بھی سر ہلا کر نفیسؔ

صاحب کی بات کی تائید کی۔ میں نے ان بزرگوں کو آپس میں مشورہ کرتے کئی دفعہ دیکھا ہے۔ میرا شعر یہ ہے۔

سحر کی پو پھٹی ہو اور وہ بیٹھے ہوں مصلّے پر

اور ایسے میں عریضہ لے کے پہنچے نامہ بر اپنا

اس کے بعد نفیس صاحب نے اپنا قصیدہ سنایا۔ عزم صاحب توجہ سے سُن رہے تھے۔ اور داد دے رہے تھے۔ اس کے بعد عزم صاحب نے اپنا قصیدہ سنایا۔ ایک جگہ نفیس صاحب نے کہا دوبارہ پڑھیے۔ عزم صاحب ہنس دیے کہنے لگے مجھے معلوم ہے ابھی تبدیل نہیں کرسکا۔ بدل لوں گا۔ اللہ ان بزرگوں کو غریقِ رحمت کرے۔ مجھے وہ ماحول یاد آتا ہے تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ یہ وہ بزرگ تھے جو محاسنِ شعری اور معائبِ شعری سے نہ صرف واقف تھے بلکہ گرفت رکھتے تھے۔ عیب کو دور کرنا اور محاسن کو برتنے کا گُر جانتے تھے۔ کہنہ مشق استاد تھے۔ مگر مشورۂ سخن، باہم تبادلۂ خیال کی اہمیت سے بھی واقف تھے۔

یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جب علامہ نجم آفندی کچھ ہی دن ہوئے کراچی آئے تھے۔ سیٹھ جعفر صاحب کے گھر کی 3 شعبان کی طرحی محفل تھی۔ پہلی نشست میں ڈاکٹر یاور عباس صاحب کی صدارت میں، میں نے منقبت پڑھی تھی۔ صبح کی آخری نشست کی صدارت عزم جونپوری کر رہے تھے جس کمرے میں یہ محفل ہوتی ہے وہاں 3 دروازے ہیں ایک مسندِ صدارت کی سیدھی طرف ایک اُلٹی طرف اور ایک سامنے، سیدھے ہاتھ کے دروازے سے نسیم امروہوی صاحب بمعہ احباب اور الٹے ہاتھ کے دروازے سے علامہ نجم آفندی دو نوجوانوں کے سہارے ایک ساتھ داخلِ محفل ہوئے تو عزم صاحب مسندِ صدارت سے فوراً نیچے اُتر آئے اور نجم آفندی کا ہاتھ تھام کر مسندِ صدارت پر بٹھا دیا۔ نسیم امروہوی صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اُن کی صدارت میں پڑھا۔ عزم صاحب فرش پر آگئے پھر باقی وقت محفل کی صدارت علامہ نجم آفندی صاحب نے کی۔ یہ تھی تہذیب۔ میں نے عزم جونپوری،

نفیس فتحپوری، ظفر جونپوری، کرار جونپوری اور دوسرے بزرگوں کو ایک دوسرے کی صدارت میں محفل پڑھتے دیکھا ہے۔ ان لوگوں نے کبھی محافل کو صدارت کے چکر میں تقسیم نہیں کیا۔ ادب و تہذیب کو اپنی ذات سے مقدم رکھا۔ ایک دوسرے کا احترام کیا۔ لیکن ان بزرگوں کے بعد جو چند بزرگ ان کی جگہ آئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی غیبت کی اور ایک دوسرے سے حسد کیا اور محفل کی صدارت کے چکر میں اپنے اپنے گروہ بنائے۔ ادب و تہذیب سے اپنی ذات کو مقدم رکھا۔ محافل کا تقدس پامال ہوتا چلا گیا۔ اور ان کے دیکھا دیکھی جونیئر شعرا نے بھی گروہ بنا لئے اور منقبت خوانوں کا سہارا لیا۔ غیر تربیت یافتہ شعرا کو کہنہ مشق شعرا کے مقابل اہمیت دی۔ امام زمانہ کی آمد سے پہلے زمانہ ظلم سے بھر جائے گا۔ ہر شعبۂ زندگی میں ظلم ہوگا۔ تو یہ شعراء کی دنیا کیسے محفوظ رہ جاتی مگر افسوس ہے کہ یہ منظر دیکھنے کے لئے ابھی اچھے وقتوں کے ہم جیسے کچھ شعراء اور سامعین موجود ہیں۔

ایک دن، میں، درد اسعدی صاحب سے ملنے حیدرآباد سندھ گیا۔ شام کو ان کے گھر پہنچا تو وہ احباب کے ساتھ طرحی بہاریہ مشاعرہ میں جا رہے تھے۔ شعراء آپس میں کہہ رہے تھے۔ بہت خراب طرح ہے مصرع میں گنجائش نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ میں بھی درد صاحب کے ساتھ مشاعرہ سننے کے لئے جانے لگا تو میں نے سنا کہ کچھ احباب درد صاحب سے کہہ رہے تھے کہ ہم سب ایک ایک دو دو شعر نکال کر قمر کے لئے غزل کر دیتے ہیں۔ مجھے بہت غصہ آیا مگر پی گیا۔ کہ میں نے دیکھا کہ درد صاحب نے اُن سے ترش لہجے میں کہا کہ قمر اسعدی شاعر ہے وہ کبھی مانگ کر شعر نہیں پڑھتا۔ خود کہتا ہے اور خوب کہتا ہے۔ ہم مشاعرہ گاہ آ گئے۔ طرحی مشاعرہ ہوا۔ کوئی مرصع غزل نہیں آئی۔ مشاعرہ کے بعد مجھ سے چند غیر طرحی غزلیں سن گئیں۔ نازش رضوی، درد صاحب کے دوستوں میں تھے۔ رئیس امروہوی سے مشورہ کرتے تھے۔ درد صاحب کی اُن سے ملاقات رئیس امروہوی کے دفتر میں ہوئی تھی۔ اکثر کراچی کی منقبتی محافل میں وہ مجھے سُن چکے تھے۔ میرے گھر مسالمے میں شریک رہے۔ ایک دفعہ میں

حیدرآباد گیا تو درد صاحب نے کہا کہ نازش رضوی یہاں ایک مشاعرے میں آئے تھے تمھاری بہت تعریف کر رہے تھے۔ کہ کراچی میں آپ کے شاگرد نے آپ کے نام کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا استاد یہ آپ کا فیض ہے۔ یہ بات بعد میں نازش رضوی نے بتائی۔ کہ درد صاحب کو تم پر بہت فخر ہے۔ تمھاری تعریف پر پھولوں نہیں سماتے تھے۔

میں نے باقاعدہ درد صاحب کی شاگردی 1974ء میں اختیار کی۔ مٹھائی کا ڈبہ لے کر گیا۔ اُن کے حلقۂ احباب کے درمیان نیاز کے بعد سب نے مٹھائی کھائی۔ اس کے بعد غزل گوئی کا بھرپور دور شروع ہوا جو 1984ء تک قائم رہا۔ اس دور کی مشقِ سخن میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ غزل کی مشقِ سخن نے ہر صنفِ سخن میں میری لاج رکھی۔ میں رات گیارہ بجے ورکشاپ نوکری پر جاتا تھا۔ صبح گھر آتا تھا۔ میری امّی کی جہیز کی پرانے زمانے کی بڑی مسہری تھی۔ گدے کے نیچے ایک طرف کتابوں کا انبار ہوتا تھا۔ بغیر مطالعہ کے نیند نہیں آتی تھی۔ قلم کاغذ کاپی رکھے رہتے تھے جب تک نیند غالب نہیں آتی تھی لکھتا تھا یا پڑھتا تھا گھر کا کوئی فرد میری غیر موجودگی میں بھی کتابیں نہیں اُٹھاتا تھا۔ بازار سے کتابیں لاتا تھا۔ مطالعہ کرتا تھا اور کتاب گدے کے نیچے، آخر اتنی کتابیں ہو جاتیں کہ میرے لیٹنے کی جگہ کم ہو جاتی۔ پھر وہ کتابیں بکس میں رکھ دیتا۔ دوسری نئی کتابیں خرید کر لاتا رہتا۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ پڑھتا اور لکھتا۔ نئی طرحی اور غیر طرحی غزلیں کاپی یا کاغذ پر لکھ کر سوتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ شعر کہتا تھا۔ نوک پلک درست کرتا تھا۔ پھر درد صاحب کو سناتا تھا۔

ایک دفعہ اورنگی ٹاؤن میں نوجوان شعراء کا مشاعرہ تھا۔ مجھے نہیں بلایا۔ درد صاحب کو افسوس تھا۔ میں شام کو درد صاحب کے گھر گیا۔ رات کو میں نے اور درد صاحب نے بنارس چوک پر ہوٹل میں نمکین گوشت کھایا۔ استاد کہنے لگے تمام نوجوان شعراء کو بلایا۔ مجھ سے حسد ہے تو تم کو نہیں بلایا۔ میں نے کہا اُستاد آپ بھی کس فکر میں گھل رہے ہیں۔ میں صرف اورنگی ٹاؤن کا شاعر نہیں ہوں۔ پاکستان کا شاعر ہوں۔ سینے سے لگا لیا۔ رات ۱۱ بجے میں ورکشاپ ڈیوٹی پر چلا گیا۔

ایک دفعہ ایک طرحی نعتیہ محفل کے لئے نعت کہی۔ پروگرام کے مطابق درد صاحب اور مجھے الگ الگ عاقل بریلوی کے گھر لیاقت آباد پہنچنا تھا۔ وہاں سے مشاعرہ گاہ جانا تھا۔ درد صاحب نے کہا نعت وہیں سُن لوں گا۔ مگر میں پہلے پہنچ گیا۔ تو عاقل بریلوی نے کہا نعت کہہ لی۔ میں نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگے سناؤ۔ میں نے فوراً سنادی بعد میں درد صاحب پہنچے۔ میں نے کہا عاقل صاحب آپ سے پہلے سننا چاہتے تھے۔ سو میں نے سنادی مسکرانے لگے۔ پھر میں نے درد صاحب کو نعت سنائی۔

ایک دفعہ بزمِ وارثی کا طرحی مشاعرہ حیدر آباد میں تھا۔ میں نے کراچی میں غزل کہی تقریباً چالیس اشعار اور ایک ہفتے پہلے درد صاحب کو حیدر آباد پوسٹ کر دیئے اور انہیں لکھا کہ مزید شعر کہہ رہا ہوں۔ حیدر آباد آ کر سناؤں گا۔ پھر میں نے 25 اشعار اور کہے اور حیدر آباد گیا۔ درد صاحب نے 40 اشعار میں سے کچھ پر (✓) (✓✓) کے نشان لگا رکھے تھے۔ کچھ اشعار 35 اشعار میں سے نکالے اور میں نے وہ اشعار مشاعرے میں پڑھے۔ درد صاحب اپنے احباب کو بتا چکے تھے کہ 40 اشعار قمر کے آگئے ہیں، مزید وہ کہہ کر لائے گا۔ بہت محنت کرتا ہے۔ یہ بات مجھے ان کے احباب سے معلوم ہوئی۔ استاد درد اسعدی بہت تیز تاریخی مصرعہ نکالتے تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر مصرعہ تاریخ نکالنے کا گُر سیکھا تھا، میں نے عزم جونپوری صاحب کے انتقال پر پہلی تاریخ کہی تھی۔

جس جگہ جنت میں سب معصومؑ ہیں
عزم واں ہیں مدح خوانِ اہلبیتؑ

۱۳۹۴ھ

جب میں مصرعۂ تاریخ نکال کر درد صاحب کے پاس پہنچا اور بتایا کہ میں نے عزم صاحب کی وفات پر مصرعۂ تاریخ نکالا ہے تو انہوں نے مصرعہ کے اعداد جوڑے۔ اس کے بعد کھڑے ہوگئے۔ مجھے سینے سے لگایا۔ پیشانی کو چوما۔ شاباش کہا۔ پھر میں نے کافی تاریخیں نکالیں۔

اب بھی اکثر و بیشتر تاریخیں کہتا رہتا ہوں۔ اللہ نے صحت دی، زندگی دی۔ مالی حالات سازگار ہوئے تو سہرے، رخصتیاں، قطعات و رباعیات، نظمیں، قطعات، تاریخ وفات کی الگ کتاب چھپے گی۔

1975ء میں، میں نے زندگی کے عنوان پر مرثیہ کہا تھا اور 47 بند کہے تھے۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد مصائب نہیں تھے۔ 1981ء میں یہ مرثیہ میں نے ڈاکٹر یاور عباس صاحب کے عشرۂ مراثی میں پڑھا تھا۔ میں نے باقاعدہ فیض بھرتپوری کی شاگردی اختیار کی۔ انہوں نے 47 بند سُن کر کہا کہ مصائب کہو۔ اور دو، رُخ مجھے بتائے کہ امامِ عالی مقام کی شہادت کے بعد یا تو شامِ غریباں نظم کرو۔ یا کوتل گھوڑا جب خیمہ گاہ پہنچتا ہے تو وہاں بیبیوں کے بین نظم کرو۔ میں نے دوسرا رُخ نظم کیا یہ میری پہلی ملاقات فیض صاحب سے تھی اس کے بعد مرثیہ کے عنوان کے لحاظ سے مصائب کا تعین اور مصائب نظم کرنا مجھے کبھی مشکل نہیں ہوا۔ فیض صاحب کے گھر روزانہ تقریباً میں جاتا تھا۔ مرثیہ پر گفتگو، پرانے اساتذہ کے واقعات، نسیم امروہوی صاحب، آلِ رضا کے قصے۔ بھرتپور کے مرثیہ نگاروں کے قصے۔ بس پھر میں مرثیہ گوئی اور مناقب گوئی کی دنیا میں زندگی گزارنے لگا۔ لیکن میری دسترس میں تقریباً ہر صنفِ سخن رہی ہے۔ میرے مالک نے کبھی مجھے مایوس نہیں کیا۔ فیض صاحب کے تعلق کے واقعات کبھی بعد میں لکھوں گا۔ بہت یادیں ہیں۔ فیض صاحب بھی وردصاحب کی طرح مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک واقعہ لکھ رہا ہوں۔ ڈاکٹر نعیم نقوی کے گھر طرحی نعتیہ مشاعرہ تھا۔ میں نے نعت کہی۔ اور فیض صاحب کو سنانے کے لئے اُن کے گھر گیا۔ شہید پروفیسر سید سبط جعفر زیدی کے والد راہی جہانگیر آبادی بھی موجود تھے۔ راہی جہانگیر آبادی پابندِ شریعت، شریف النفس انسان تھے۔ میرے دادا مولانا مرزا احمد حسین صاحب کے پاس اکثر گھر ملنے آتے تھے۔ جب میں پہنچا تو راہی جہانگیر آبادی نے کہا ابھی ابھی تمہارا تذکرہ ہو رہا تھا۔ راہی صاحب کہنے لگے نعت کہہ لی میں نے کہا جی ہاں، کہنے لگے سناؤ۔ میں نے انہیں نعت سنائی، فیض صاحب بھی موجود تھے۔ نعت سُن کر راہی جہانگیر آبادی صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے سینے سے لگالیا۔ کہنے لگے فیض صاحب ابھی تمہاری تعریف کر رہے تھے۔ کہہ رہے تھے آگے قمر اسعدی سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔

ایک دفعہ حیدر آباد میں مولا علیؑ کی قدم گاہ پر مولائے کائنات کی منقبتی محفل تابش دہلوی کی صدارت میں تھی۔ کراچی سے اُمید فاضلی، ڈاکٹر ہلال نقوی اور میرے علاوہ دس بارہ شعراء اور تھے۔ محفل میں جب میرا نمبر آیا تو میں نے مطلع ہی پڑھا تھا کہ لائٹ چلی گئی۔ مجھے منقبت کے اشعار تقریباً زبانی یاد تھے۔ میں نے اندھیرے میں بھی جم کر منقبت

پڑھی۔ مجمع تھا کہ داد دے رہا تھا۔ اندھیرے میں کوئی بھی محفل سے نہیں اُٹھا۔ جب میں نے مقطع پڑھا تو لائٹ کا انتظام ہوگیا۔ تمام شعراء اور سامعین حیرت میں کیونکہ لائٹ جانے کے بعد اگر میں خاموش ہو جاتا تو مجمع اُٹھ جاتا اور محفل خراب ہو جاتی۔ بعد میں امید فاضلی، تابش دہلوی، تقی رہبر، ہلالؔ نقوی سب نے کہا نیرؔ کمال کیا۔ اگر تم محفل میں لائٹ جانے کے بعد خاموش ہو جاتے تو محفل گئی تھی مگر تم نے اندھیرے میں محفل کو جمائے رکھا۔

میرے نزدیک شاعری ایک مشکل فن ہے یہی وجہ ہے کہ اساتذہ دشتِ سُخن کی ایک عرصہ سیاحی کے بعد بھی ایک دوسرے سے مشورہ کرتے تھے۔ میں نے ایسے اساتذہ کے قصے بھی بزرگوں سے سُنے ہیں۔ جو اپنا کلام اپنے شاگردوں کو برائے تنقید سناتے تھے تاکہ کلام سنوارنے اور ردوبدل کے بعد بہتر سے بہترین ہو جائے۔ میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اچھا شاعر اُسی وقت کوئی بن سکتا ہے جب وہ خود محنت کرے، ہمیشہ خوب سے خوب تر کی جستجو میں رہے۔ اساتذہ سے کسبِ فیض کرے، اُن کی عزت کرے اور ہمیشہ احسان مند رہے۔

میں کل بھی ادب کا ایک طالب علم تھا، آج بھی ہوں، کل بھی رہوں گا۔ میرے لئے مہد سے لحد تک کی راہ کا ہر سنگِ میل، ایک نئی منزل کی نوید ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو میری فکر میں جمود طاری ہو جائے۔ کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ اپنی فکر کی جلا کے لئے ہر کلام کو تنقیدی نظر سے دیکھنا، سُننا اور سوچنا، میرا وہ محبوب مشغلہ ہے جو اسپِ تخیل کو مہمیز رکھتا ہے۔ جب احباب مجھ سے کچھ پوچھتے ہیں تو راہِ تحقیق و جستجو میں اُس وقت تک محوِ سفر رہتا ہوں جب تک اپنی اور احباب کی پیاس نہ بجھالوں۔ یہی کاوش مجھے خودستائشی کے سراب سے محفوظ رکھتی ہے۔ یادیں بہت ہیں کبھی آئندہ اُس پر الگ کتاب لکھوں گا۔ فی الحال یہ واقعات کافی ہیں جو آج کی ادبی دنیا کے لئے درس ہیں۔ کاش دورِ حاضر کی محافل کا یہ ماحول خالصتاً ادبی ہو جائے جیسا ہمارے بزرگ شعراء کے دور میں تھا۔

میں آخر میں ایک دفعہ پھر ساحرؔ لکھنوی، ڈاکٹر ہلالؔ نقوی، ڈاکٹر سلمان باقرؔ، عارف منصور، آغا طالب حسین، ذاکرہ حنا عباس اور ذاکرہ ہما جعفر نقوی اور سید انوار الحسن نقوی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے لئے مضامین لکھے۔

دُعاؤں کا طالب

آغا نیرؔ علی اسعدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

یا علی مدد

ساحر لکھنوی

ثناء کے چراغ ۔ روشن اور شفاف

فنونِ لطیفہ میں شاعری سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ لطیف اور وسیع تر حلقوں کو متاثر کرنے والا فن ہے۔ شاعری مختلف اصناف کا مجموعہ ہے جو اظہار کے مختلف پیرائے اور اسلوب فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً غزل ہے جس میں محبت کے لطیف جذبات کا اظہار بڑے دلکش انداز میں کیا جاتا ہے۔ عشقِ حقیقی ہو یا عشقِ مجازی، ان کے جذبات کا بہترین اظہار غزل ہی میں ہوتا ہے۔ رومانوی لب ولہجہ میں نرم، رواں اور مترنم الفاظ وہ اثر رکھتے ہیں جو شاعر کے دل سے نکلتے ہیں اور قاری وسامع کے دل میں اُتر جاتے ہیں۔ غزل ہمیشہ سے شاعری کی لطیف ترین صنف سمجھی گئی ہے۔

اسی طرح دوسرے اصنافِ سخن کا اپنا مزاج ہے۔ وہ نظم ہو یا مثنوی، قصیدہ ہو یا مرثیہ، قطعہ ہو یا رباعی، یہ اظہار کے نوع بہ نوع پیرائے ہیں۔ اردو شاعری میں اظہار کی کوئی راہ بند نہیں ہے۔

اسی شاعری میں جب ذواتِ مقدسہ کو موضوعِ سخن بنایا گیا تو حمد ونعت ومنقبت اور سلام، نوحہ اور مرثیہ نے شاعری کے امکانات کو اتنی وسعت دے دی کہ حیات وکائنات کے سارے رُخ اور ساری جہتیں اس کے دامن میں اُتر آئیں۔ ذواتِ مقدسہ کی مدح ورثاء نے شاعری کو تقدس عطا کر دیا۔ اس طرح شاعری محض ذوقِ سخن کی آبیاری، جذباتِ حُسن وعشق کی تسکین اور زندگی کے تلخ وشیریں جذبات وتاثرات کے اظہار سے آگے بڑھ کر عقیدہ وعقیدت کے جذبات کے اظہار اور اُخروی سعادت کے حصول کا ذریعہ بھی بن گئی۔

اردو زبان کی خوش نصیبی ہے کہ اس کا آغاز ہی ذواتِ مقدسہ کے مدح ورثاء سے ہوا۔ مدح ورثاء کا یہ نجوگ اتنا مبارک ومسعود ہوا کہ اردو شاعری پر پوری طرح چھا گیا۔

ذواتِ مقدسہ کی مدح و رثاء میں قطعات و رباعیات، حمد و نعت، مناقب و قصائد، سلام، نوحے اور مرثیوں کا ایسا عظیم الشان ذخیرہ اُردو میں جمع ہو گیا جو کسی دوسری صنفِ سخن کو نصیب نہیں۔ بلکہ دوسرے تمام اصنافِ سخن کا مجموعی طور پر بھی اتنا بڑا ذخیرہ نہیں ہے۔

برِ صغیر پاک و ہند میں گولکنڈہ، دکن کی شیعہ قطب شاہی سلطنت کا شعر و ادب کا اعلیٰ ذوق رکھنے والا بادشاہ محمد قلی قطب شاہ (۱۵۸۰ء تا ۱۶۱۱ء اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر، اردو کا پہلا مرثیہ نگار بھی ہوا۔ ایک جدید نکتۂ نظر کے مطابق اردو کا پہلا مرثیہ گو برہان الدین جانم تھا۔ مگر یہاں اس پر بحث کا موقع نہیں ہے۔

قصیدہ یوں تو اُردو میں پہلے سے موجود تھا مگر وہ شاہ و سلاطین کی مدح تک محدود تھا۔ محمد قلی قطب شاہ چونکہ خود ایک بادشاہ تھا لہذا اس کے لئے کسی دوسرے بادشاہ کی مدح میں قصیدے لکھنے کا کوئی محل نہ تھا۔ یہ کام بیشتر درباری شاعروں کا تھا۔ اس لئے اُس نے اپنے ذوقِ سخن اور حُسنِ عقیدت کے اظہار کے لئے ذواتِ مقدسہ کی مدح میں قصیدہ نگاری کا آغاز کیا۔ بادشاہ کے اتباع میں درباری شاعروں نے بھی ان اصنافِ سخن میں طبع آزمائی شروع کر دی۔ اس طرح ذواتِ مقدسہ کی مدح و رثاء میں اُردو شاعری کا سفر شروع ہو گیا۔

۳۳۔۱۷۳۲ء میں فضل علی فضلی نے واقعہ کربلا سے متعلق نثر میں ''دہ مجلس'' لکھا۔ ملا حسن نظیر نے اس کا منظوم ترجمہ ''کربلا کتھا'' کے نام سے کیا۔

وقت کے ساتھ ساتھ یہ دونوں اصنافِ سخن، ''قصیدہ اور مرثیہ'' ہیئت میں تدریجی ترقی کرتی ہوئی تجربوں کی بھٹی میں تپ تپ کے سونے سے کندن بن گئیں۔ مدح و رثاء میں اردو کے ایسے عظیم المرتبت شاعر منظرِ عام پر آتے گئے جو پیمبرانِ سخن کی منزلت سے بھی آگے بڑھ کر خدائے سخن ہو گئے۔ یہ لقب زبان پر آتے ہی انیسؔ و دبیرؔ کے درخشندہ و پُر نور چہرے نگاہ و تصور کو خیرہ کرنے لگتے ہیں اور سوداؔ و غالبؔ، صفیؔ و عزیزؔ و محشرؔ وغیرہ کی یادیں دیدہ و دل پر دستک دینے لگتی ہیں۔

شعروادب کے عظیم ترین مرکز "لکھنؤ" کے اجڑنے کے بعد تقسیمِ ہند کے نتیجے میں اُس دور کے نہایت اہم اور عظیم المرتبت شعرائے کرام کراچی (پاکستان) آ گئے۔ ان میں شاعرِ انقلاب حضرت جوشؔ ملیح آبادی، حضرت سید آلِ رضا، حضرت نجمؔ آفندی اور حضرت نسیمؔ امروہوی کے علاوہ بادشاہ مرزا اخترؔ، استاد قمرؔ جلالوی، زیباؔ ردولوی، صباؔ اکبرآبادی، تجملؔ لکھنوی، علامہ رشیدؔ ترابی، علامہ محمد مصطفیٰ جوہرؔ، ڈاکٹر یاورؔ عباس، رئیسؔ امروہوی، احسان امروہوی، ضیاءالحسن موسوی، عزمؔ جونپوری، محسن اعظم گڑھی، عالیؔ جونپوری، کرّارؔ جونپوری، شاہدؔ نقوی، جیسے نامور اور عالی مرتبت شعرائے کرام اور ان کے جلو میں حضرت نفیسؔ فتحپوری، ظفرؔ جونپوری، سعیدؔ جونپوری، شادانؔ دہلوی، سردارؔ نقوی، عارفؔ امروہوی اور جلیؔ امروہوی وغیرہ ان اصنافِ سخن کی ترقی وبقا کے لئے اپنا خونِ جگر صرف کرتے رہے۔ اِن حضرات کے وجودِ مسعود سے کراچی برِّصغیر پاک وہند میں شعروادب کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔

اس نئی سرزمین پر ذواتِ مقدسہ کے مدح ورثاء کے ذوق کو پروان چڑھانے کے لئے بعض بزرگ اور استاد شعراء نے ایامِ عزا میں مرثیہ خوانی (تحت اللفظ) کی مجالس کا آغاز کیا اور جلد ہی مجالسِ مرثیہ کے عشرے قائم ہو گئے جو عاشورِ محرم کے فوراً بعد ہفتہ وار تعطیل کے دنوں میں ۸ ربیع الاوّل تک منعقد ہوتے۔ ان میں حسینیہ ایرانیان کھارادر کا عشرہ جس میں حضرت جوشؔ ملیح آبادی بھی اپنا مسدس پیش کرتے تھے نیز ڈاکٹر یاورؔ عباس کی طرف سے ان کی رہائش گاہ واقع فردوس کالونی، ناظم آباد کراچی میں منعقد ہونے والا عشرہ جس میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی تحریک پر جناب سید محمد جعفری جیسے بلند پایہ مزاح نگار شاعر اور جناب شوکتؔ تھانوی جیسے معروف مزاح نگار ادیب نے بھی مرثیے تصنیف کرکے پڑھے۔ اس کے علاوہ حضرت نسیمؔ امروہوی نے اپنے ادارہ "فروغِ مرثیہ" کے تحت جامعہ امامیہ ناظم آباد میں ایک عشرہ قائم کیا جو آخری سال علامہ رشیدؔ ترابی اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی رہائش گاہ واقع انچولی سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا میں منتقل ہو گیا تھا۔ حضرت یاورؔ اعظمی نے جعفرِ طیار سوسائٹی،

ملیر میں عشرہ قائم کیا۔ حضرت شاہد نقوی نے اپنی رہائش گاہ انچولی سوسائٹی میں عشرہ قائم کیا۔ ایک اور اہم عشرہ جناب سید حسین اکبری (سیدی صاحب) نے اپنی رہائش گاہ فردوس کالونی ناظم آباد میں قائم کیا۔ یہ یکم محرم سے بارہ محرم تک روزانہ مجالس پر مشتمل تھا۔ اس میں حضرت آلِ رضا بھی مرثیہ پیش فرماتے تھے۔ یہ عشرہ سیدی صاحب کے کینیڈا منتقل ہو جانے سے ختم ہو گیا۔ مذکورہ بالا دوسرے سب عشرے بھی ختم ہو چکے ہیں۔ البتہ حضرت شاہد نقوی کے فرزندانِ ارجمند نے اُن کے انتقال کے بعد بھی عشرہ کو اب تک باقی رکھا ہے۔ امید ہے کہ توفیقاتِ الٰہی سے وہ اِس عشرہ کو ہمیشہ جاری رکھیں گے۔ ڈاکٹر یاور عباس کے انتقال کے بعد حضرت سردار نقوی نے ان کے قائم کردہ عشرہ کو انچولی سوسائٹی میں منتقل کر کے اسے جاری رکھا تھا مگر ان کے انتقال کے بعد وہ بھی ختم ہو گیا۔

اب مرثیہ فاؤنڈیشن کراچی کے قائم کردہ بعض عشرے اور انفرادی مجالس بڑی تعداد میں منعقد ہو رہے ہیں جو مجالسِ مرثیہ کی ترویج و بقا میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ اس کی مساعیِ جمیلہ سے مرثیہ کی مجالس اور مرثیہ نگاری کا سلسلہ انشاء اللہ قائم رہے گا۔

دوسری طرف مجالسِ مرثیہ کے عشروں کی طرح بڑی تعداد میں حمد و نعت و منقبت کی چھوٹی بڑی متعدد محافلِ میلاد کا انعقاد ہونے لگا۔ ان میں وہ محافل بھی تھیں جو رات بھر جاری رہتی تھیں۔ ان محافل میں مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کی مختلف ذواتِ مقدسہ کے میلاد و مبارک پر منعقد ہونے والی طرحی محفلیں خصوصاً ۱۵ رشعبان المبارک کی محفل جو یادگار محافل میں سے تھی نیز حضرت عالیؔ جونپوری کے یہاں منعقد ہونے والی امام حسنؑ کے میلادِ مبارک کی طرحی محفل جو بہت بڑی اور اہم محافل میں شامل تھی۔ اسی طرح کی قصرِ ولدار فیڈرل بی ایریا کی طرحی محفل، ۳ رشعبان کی جعفر بھائی نذر علی کے یہاں امام حسینؑ کی طرحی محفلِ میلاد۔ بدر اللہ آبادی کے یہاں حضرت ابوالفضل العباسؑ کے میلاد و مبارک کی طرحی محفل۔ پروفیسر ڈاکٹر نعیم تقوی کی ۱۲ رربیع الاوّل کی طرحی محفلِ میلاد سرورِ کائناتؐ۔

حضرت ظفرؔ جونپوری کی کورنگی میں قائم کردہ میلاد مبارک خاتونِ جنت کی طرحی محفل۔ جناب سید حسین اکبری (سیدی صاحب) کے یہاں کی طرحی اور غیر طرحی محافل غلام حسین کی طرف سے امام بارگاہ حسن کالونی اور امام بارگاہ پیپلز کالونی میں ہونے والے ذکرِ وفا کی طرحی محفلِ مدحِ حضرت عباسؑ میں۔ جناب شہید اکبری کے یہاں کی طرحی محفل۔ حضرت قمیرؔ اسعدی کے یہاں کی محافلِ میلاد اور ایامِ عزا میں مجلسِ مسالمہ۔ اسی طرح سرخ بنگلہ کی محفلِ میلاد و نیز حضرت تحسینؔ لکھنوری کے یہاں کی محفلِ میلاد مشہودؔ جعفری کے گھر امام حسنؑ علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام کی ولادت کے سلسلے میں طرحی محفلِ میلاد وغیرہ۔ پروفیسر زین العابدین صاحب کے گھر عید غدیر پر غیر طرحی محفل جس کا مجلہ بھی وہ چھپواتے تھے، حضرت یاورؔ اعظمی کے یہاں عید غدیر کی محفل وغیرہ۔ یہ تو چند بڑی بڑی محافل کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ کراچی کی تمام امام بارگاہوں میں ذوات مقدسہ کے میلاد مبارک کی محافل اور پھر بعض گھریلو محافل یا شعری نشستیں کثرت سے منعقد ہونے لگیں جن کے نتیجے میں نوجوان شعراء میں خصوصاً ان اصناف سخن میں شاعری کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔

مجالسِ مرثیہ کے عشرے اور محافلِ میلاد کے انعقاد کے پیشِ نظر ضرورت ہوئی کہ نو واردانِ بساطِ شعر و سخن اور اپنی شاعری کو غزل تک محدود رکھنے والے شعراء کو بھی مرثیہ گوئی اور قصیدہ و منقبت نگاری کی طرف متوجہ اور آمادہ کیا جائے تا کہ مجالس اور محافل کے لئے زیادہ تعداد میں شعراء وجود میں آئیں اور ان کی ضروریات پوری کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بزرگ اور استاد شعراء نے اپنی رہنمائی میں مرثیہ گو اور منقبت نگار شعراء تیار کئے۔ ان کو ان اصناف کے فکری اور فنی رموز و اسرار سے آگاہ کر کے اور ان کے کلام کی نوک پلک درست کر کے انہیں مجالس و محافل میں متعارف کرایا۔

مرثیہ اور قصیدہ و منقبت کے ان بزرگ اور استاد شعراء کے علاوہ جن کا نام نامی پہلے مذکور ہو چکا ہے قصیدہ گوئی میں حضرت فیضؔ بھرتپوری، حضرت یاورؔ اعظمی، حضرت سید حسن انجمؔ، حضرت رفیقؔ رضوی، حضرت ظفرؔ جونپوری، حضرت عالیؔ جونپوری، حضرت سعیدؔ جونپوری وغیرہ معروف ہوئے اور منقبت نگاری میں خدا کے فضل سے اتنی بڑی تعداد میں اچھے شعراء

سامنے آئے کہ ان کے اسمائے گرامی یہاں درج کرنا ممکن نہیں۔اسی طرح بعد کی نسل میں دورِ حاضر تک مرثیہ گوئی میں بھی متعدد شعراء سامنے آئے۔ان تمام مرثیہ گو اور قصیدہ ومنقبت نگار شعراء نے ان اصنافِ سخن میں اپنے اپنے فکروہنر کے چراغ جلائے اور ان چھوٹے بڑے چراغوں سے مدح ورثاء کی شاعری کی دنیا جگمگانے لگی۔

ہجرت کر کے کراچی آنے والے بزرگ اور استاد شعراء کے بعد آنے والے شعراء کی پہلی نسل میں جن شعراء نے اس فن میں اپنا مقام بنایا اور کامیابی کے ساتھ نام بھی پیدا کیا اُن میں جناب قمر اسعدی کا نام نامی بھی نمایاں طور پر شامل ہے۔

قمر اسعدی کل کے نوجوان اور آج کے پختہ کار شاعر ہیں۔انہوں نے ہجرت کر کے آنے والے بزرگ شعراء کا زمانہ دیکھا۔ مجالس ومحافل میں ان کا کلام ان کی زبان سے سنتے رہے۔ان کی قربت اور صحبتوں سے فیض اٹھایا۔ان کے فکروفن کے نقوش اپنے دل ودماغ پر رقم کرتے رہے۔ان کی شاعری کی مختلف جہتوں اور فنی نزاکتوں کو غوروفکر کا محور بنایا۔اسی طرح ان کا ذہن روشن ہوتا گیا۔فکر نکھرتی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ مشقِ سخن نے ان کی شاعری پر جلا کی۔ان اساتذۂ فن کی موجودگی میں محافل ومجالس میں اپنا کلام کامیابی کے ساتھ پیش کرتے رہے جس سے خوداعتمادی میں اضافہ ہوتا گیا۔مشق اور تجربہ سے فنی رموز ونکات واضح ہوتے گئے یہاں تک کہ بقول جناب آغا طالب حسین، جعفر طیار سوسائٹی، کراچی میں نوآموز شعراء کو شاعری کے علم وفن پر درس دینے لگے۔یہ شعروسخن ہی ان کے فکروفن کے سفر کا ایک مختصر سا خاکہ ہے۔

قمر اسعدی ایک مختلف الجہات شاعر ہیں۔غزل سے مرثیہ تک ہر صنفِ سخن ان کی قلمرو میں شامل ہے۔اب تک ان کا ایک دیوانِ غزل، ایک مجموعہ نعتیہ کلام کا اور ایک مجموعۂ مراثی شائع ہو چکا ہے۔چوتھا مجموعہ جو زیرِ نظر ہے انشاء اللہ بہت جلد منظرِ عام پر آجائے گا۔

قمر اسعدی کے کلام کے مختلف اصناف کا تفصیلی جائزہ تو اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں۔

اس وقت جو اُن کا کلام پیشِ نظر ہے اس پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے گی۔

قمرؔ اسعدی کے کلام کی جو خصوصیات حاصلِ مطالعہ ہیں ان میں لفظوں کا برمحل استعمال، بندشوں کی سلاست اور روانی، تخئیل میں نیا پن اور بحیثیت مجموعی شعری جمالیات کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ دینی شاعری میں عقیدہ و عقیدت کے جذبات کے ساتھ احترام واجب کا لحاظ، رثائی کلام میں جذبات کی فراوانی چشمِ نمناک کی اشک افشانی میں ڈھل جاتی ہے۔

قمرؔ اسعدی نے عقیدہ و عقیدت اور مودّت کے گہرے جذبات کے حوالے سے کہیں کہیں اپنی شاعری پر فخر و مباہات کا اظہار کیا ہے۔ جس سے ان کی دینی شاعری کی بنیادی اہمیت اور شعری رویوں پر روشنی پڑتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

قمرؔ رہِ غزل میں بھی کچھ کم نہ تھا مگر
اب راہِ منقبت نے معظّم بنا دیا

غزل لکھنے سے کیا حاصل سرِ بزمِ ولا قمرؔ
نقیؑ کی منقبت لکھو تو لطفِ شاعری آئے (۱)

حمدِ خالق، نعتِ احمدؐ، مدحتِ آلِ رسولؐ
کس قدر ساماں ہے مجھ بے سروساماں کا

خسروانہ مزاج رکھتا ہے
کیونکہ قمرؔ غلامِ باقرؑ (۲) ہے

گدا ہوں میں درِ آلِ نبیؐ کا
مجھے کس چیز کی فکر کی ہے

معراجِ فکر مدحتِ زین العباؑ (۳) سے ہے
یہ انتہا کا شوق مجھے ابتدا سے ہے

دوسرے مصرعے میں صنعتِ تضاد کیا لطف دے رہی ہے۔

ایسے اشعار میں شاعرانہ تعلّی بے جا غرور نہیں بلکہ حسنِ عقیدت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

اب ہم آخر میں حضرت قمرؔ اسعدی کے سرسری طور پر منتخب کیے ہوئے کچھ اشعار یہاں درج کر رہے ہیں جو صاحبانِ ذوق اور اہلِ نظر سے خود داد طلب ہوں گے۔

---

(۱) امام علی نقیؑ (۲) (امام محمد باقرؑ) (۳) (امام زین العابدینؑ)

حمدِ باری تعالیٰ

ثنائے رب کروں کیسے زباں سے
زبانِ اعجاز لاؤں کہاں سے

نعتِ رسولِ مقبول

اسی امید پہ آنکھوں کو بچھا رکھا ہے
جو زمیں دیکھ چکی، میں وہ کفِ پا دیکھوں

مدحِ حضرت علی

زمیں کا عرش پہ اُس دم دماغ ہوتا ہے
کہ جب زمیں پہ قدم بوترابؑ رکھتے ہیں

جس شخص کو بھی عشقِ شہِ لافتیٰ نہیں
میں بھول کر بھی اُس کی طرف دیکھتا نہیں

لکھوں کیا منقبت شیرِ خدا کی
کہ وہ نوری ہیں قمر اور میں خاکی

مدحِ جنابِ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا

کوئی زہراؑ سے سیکھے گھر گرہستی
کہ شہزادی ہے چکی پیستی ہے

سب کو اِک کردار میں ڈھالا ترے فرزندؑ نے
مل نہیں سکتی اِکائی اب بہتر کی طرح

پئے رسالتؐ ادائے اُجرت بجز مودت نہیں ہے کچھ بھی
تری مودت ہے کُل جہاں پہ اسی لئے ناگزیر زہراؑ

مدحِ امام حسن مجتبیٰ

لو آگئے وہ حضرتِ شبّر جہان میں
دنیا تمام آگئی امن و امان میں

میری سانسوں سے چلی مدح حسنؑ کی خوشبو
دور تک پھیل گئی میرے ذہن کی خوشبو

زہراؑ کے لب پہ شکر ہے پروردگار کا
آئے حسنؑ کہ آگیا موسم بہار کا

مدحِ امام حسین

خدا نے پوچھا کوئی کربلا بسائے گا
تو ہر نبیؑ نے کہا کربلا حسینؑ کی ہے

شہ رگِ اسلام جس خنجر کی زد پر آئی تھی
شہ رگِ شبیرؑ کی زد پہ وہ خنجر آگیا

اگرچہ کٹ کے سر سجدے سے پہنچا ہے سرِ نیزہ
مگر انداز سبطِ مصطفیٰؐ کا فاتحانہ ہے

مدحِ امام زین العابدینؑ

ہوگئے نقشِ قدم اُنؑ کے نشانِ منزل
راہ بنتی گئی سجادؑ جدھر سے گزرے

حسینؑ فرشِ شہادت کے عرشِ اعظم ہیں
زمینِ صبر و تحمل کے آسماں سجادؑ

مدحِ امام محمد باقرؑ

ـــہ جس سے دریائے علم بہتا ہے
وہ زبانِ امامِ باقرؑ ہے

مدحِ امام جعفرِ صادقؑ

ـــہ مدحتِ جعفرِ صادقؑ میں زباں کھلتی ہے
سچے موتی ہیں جہاں پہ وہ دُکاں کھلتی ہے

مدحِ امام موسیٰ کاظمؑ

ـــہ حضرت موسیٰ کاظمؑ کی ثنا کرتے ہیں
قرض ہے اجرِ رسالتؐ سو ادا کرتے ہیں

ـــہ بھیک ہم اِنؑ کے وسیلے سے لیا کرتے ہیں
حق سے ہم مانگتے ہیں اور یہؑ عطا کرتے ہیں

مدحِ امام رضاؑ

ـــہ رضاؑ کا نام ہمیشہ علیؑ کے ساتھ ملا
کہ روشنی کا سفر روشنی کے ساتھ ملا

ـــہ حضورؐ نے جو بتایا تھا ہم کو وہ رستہ
نقوشِ پائے امامِ رضاؑ سے ملتا ہے

مدحِ امام محمد تقی علیہ السلام

تقی کے علم کے آگے نہیں ٹھہرے کبھی عالم
کہ جب سورج نکلتا ہے ستارے ڈوب جاتے ہیں

مدحِ امام علی نقی علیہ السلام

جو اماموں کا اِک تسلسل ہے
اس تسلسل کی اِک کڑی ہیں نقی

مدحِ امام حسن عسکریؑ

نعت ہو یا ہو عسکریؑ کی ثناء
ہر طرح ہوگی روشنی کی ثناء

مدحِ امام زمانہؑ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ

ایک دیوار جو غیبت کی ہے حائل مولاؑ
اس میں کعبہ کی طرح اب کوئی در ہو جائے

دکھائے گی نہ آہِ نیم شب کب تک اثر اپنا
رہے گا غیب میں کب تک امام منتظر اپنا

کوئی کیا جانے لگا کر پردۂ غیبت سے لو
میری آنکھوں کو میسر کتنی بینائی ہوئی

یہ اشعار پڑھتے رہیے اور اپنی چشمِ ظاہر، چشمِ دل اور چشمِ عقیدت کی بینائی میں اضافہ کرتے رہیے۔

ساحرؔ لکھنوی

نیّر اسعدی کی منقبت نگاری کا مُرقّع

''ثنا کے چراغ''

ڈاکٹر آغا سلمان باقر

جس طرح غزل کہتے ہوئے غزل گو کا، محبوب کی عشق و مستی میں دل و جان سے مبتلا ہونا ضروری ہوتا ہے تاکہ متعلقہ غزلیہ اشعار میں دل و روح کی پکار اور محبوب کی محبوبیت بیان ہو سکے، اُس کا حُسن و جمال بیان ہو سکے۔ اُسی طرح منقبت کہتے ہوئے منقبت نگار کا حُبِ خاندانِ مصطفیٰؐ اور عشقِ سرورؑ کو نین سے لبریز ہونا از حد ضروری ہے۔ منقبت گوئی اِس اعتبار سے روحانی کشف اور حُبِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرمستی اور محبت و وارفتگی کی ایک علامت قرار پاتی ہے۔ اِسی وجہ سے منقبت میں اعلیٰ پائے کی محبوبیت اور سرمستی کی کیفیت یکجا ہو کر سامنے آتی ہے۔ منقبت نگاری، غزل نگاری کے بہت قریب ہے۔ بس صرف فرق یہ ہے کہ غزل میں محبوب، مجازی ہوتا ہے اور منقبت میں محبوب ہستیاں ماورائی روحانی التزام کے ساتھ حقیقی و ابدی ہوتی ہیں۔ غزل کا محبوب تبدیل ہو سکتا ہے مگر منقبت کا محبوب دائمی ہوتا ہے۔ غزل عشقِ مجازی سے عبارت ہے اور منقبت عشقِ حقیقی کا پرتو ہے۔ منقبت میں روحانی قوت کارفرما ہوتی ہے۔ یہ روحانی قوت ماورائی اور روحانی فضیلتوں سے آراستہ، منقبت کے اشعار و الفاظ سے راستہ بناتی ہوئی، اُن ہستیوں کے روحانی حُسن و جمال کو بیان کرتی ہے کہ جن سے باری تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اللہ کا راضی ہونا، عظیم فضیلتوں میں سے عظیم تر عظمت و کارکردگی کی نہ مٹنے والی علامت قرار پاتا ہے۔ گویا منقبت نگاری صرف اُن ہستیوں کے لئے زیبا ہے کہ جن کی زندگی خوشنودیِ باری تعالیٰ کے لئے وقف ہو اور اللہ اُن سے راضی ہو۔ اِس سے کم تر سطح پر منقبت کہنا یا لکھنا قطعی اہمیت کا حامل نہیں ہو سکتا۔

قیّم اسعدی کا تمام کلام میں نے بہ نظرِ عمیق پڑھا۔ اُن کے شعری سفر کا آغاز غزل سے ہوتا ہوا منقبت تک آیا ہے۔ اُن کی زیرِ نظر تصنیف ''ثنا کے چراغ'' بنیادی طور پر مناقب کا حسین اور پُر تاثیر مجموعہ ہے۔ اِس لئے مجھے یقین ہے کہ موجودہ دور میں ''ثنا کے چراغ'' مناقبِ اہلِ بیتؑ کا ایک جامع اور خوبصورت مجموعہ ثابت ہوگا۔ قیّم اسعدی نے منقبت نگاری میں ایک اچھوتے تاثر کی بنیاد اِن مناقب میں سمو کر بلا مبالغہ ایک نئے شعری عہد کے طور پر رکھی ہے۔ اُنہوں نے اِن مناقب میں ایک نئے شعور کو بیدار کیا ہے، جو عہدِ حاضر کی مناقب نگاری میں ایک واضح اور گراں قدر سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُن کے مناقب میں غزل کی چاشنی اور حب و مودّت کے روحانی اثرات بدرجۂ اُتم کثرت سے ملتے ہیں۔ منقبت نگاری کے اِس تجربے میں قیّم اسعدی نے عمومی منقبت نگاری کی روایت سے ہٹ کر خیال اور شعری اسلوب کے تجربات کئے ہیں۔ جن کے سبب قیّم اسعدی کی منقبتی شاعری میں نئے رجحانات کی فاضلانہ تجسیم بارہا ملتی ہے۔ جس میں زبان کی لطافت، خیال کی گرفت، مجوبانہ غزلیت کے ماورائی اسالیب خاص طور پر نمایاں ہیں۔ جس نے اُن کی منقبت نگاری کو ایک انفرادی اور قابلِ قدر مقام عطا کیا ہے۔

منقبت نگاری کے تخلیقی عمل کا بنیادی اصول ہے کہ وہ منقبت نگار شاعر سے اُسی وقت عملِ تخلیق میں آتی ہے کہ جب وہ حب و عشق و سرمستی میں تخلیقی کیف و مستی اور وجد کے عالم میں ہو۔ یعنی کیف و وجد، منقبت میں تاثیرِ مودّت پیدا کرنے کا محرک بنتا ہے، یہ وہی لمحہ ہوتا ہے کہ جب منقبت نگاری کی روح میں ثنا کے چراغ پوری روحانی توانائی کے ساتھ روشن ہو رہے ہوتے ہیں۔ عین اُس لمحہ تخلیقِ منقبت میں حمد و ثناء کی محبت بھری ملکوتی اور ماورائی روشنی، چراغ سے نکل کر آفاق کو خیرہ کرنے لگتی ہے قیّم اسعدی منقبت کہتے ہوئے اپنی اِس حب و مودّت کی خیرہ کُن روشنی سے ثنا کے چراغ روشن کرتے نظر آتے ہیں۔

''ثنا کے چراغ'' بنیادی طور پر آغا قیّم اسعدی کے مناقب کا شعری مجموعہ ہے۔

جس کا آغاز حمدِ باری تعالیٰ کے بعد نعتِ سرورِ کونین سے ہوتا ہے۔قمر اسعدی کی نعت نگاری کا اسلوب غزلیہ حسنِ زبان سے آراستہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ اُن کی نعت میں ترنم،تغزل اور موسیقی بھرا آہنگ ملتا ہے۔وہ نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تجسیم حُسن لامکاں کے قائل نظر آتے ہیں۔اُن کی نعتوں کا مجموعہ ''نعت ہی نعت''عشقِ محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گواہ ہے۔ قمر اسعدی کی نعت نگاری میں خلوص اور محبت کے مسلسل نغمے ملتے ہیں۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قمر اسعدی بطور شاعر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا حق ادا کرنے میں نہ تو سچائی کو ہاتھ سے کھوتے ہیں اور نہ ہی شانِ مصطفیٰؐ میں کسی بے طرح آوارگی کا شکار ہوتے ہیں۔اُنہوں نے نعت گوئی میں بھی غزل کا التزام کر کے اُسے مزید خوبصورتی اور لفظوں کا جامع حُسن عطا کیا ہے۔جس کے سبب اُن کی نعت میں شعور کی ماورائی اور ملکوتی خوبیاں لفظ بہ لفظ نکھر نکھر کر سامنے آتی ہیں۔وہ عصری شعری تقاضوں میں نہ تو تاریخ کو مسخ کرتے ہیں اور نہ ہی ایسے لفظ اور خیال کو نعت کا حصہ بناتے ہیں کہ جس سے شانِ محمد مصطفیٰؐ کی فضیلت وتوقیر میں کسی کجی کا احساس پروان چڑھے۔یہ بات کہنے کی ضرورت اِس لئے پیش آئی ہے کہ آج کے بہت سے نعت گو شعراء نے ایسا کلامِ نعت کہا ہے۔جس سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلت و مرتبے میں بین السطور کمی ہو جاتی ہے مگر وہ اپنی نعت گوئی کی شعری توصیف میں اِس حد کو در گزر کر جاتے ہیں۔قمر اسعدی نے اِن مراتب اور الفاظ کی نشست و برخاست اور خیال کی پرواز کو نعت گوئی میں قابلِ قدر مقام پر احتیاط کے ساتھ رکھا ہے۔جس سے اُن کی نعتوں میں محبت،سرمستی اور وارفتگی کی پاکیزہ اور اصول مثالیں قائم ہوئی ہیں۔

''ثنا کے چراغ'' کی ابتدا میں قمر اسعدی نے جو نعتیں پیش کی ہیں وہ عشقِ محمد مصطفیٰؐ کے حسین اور پاکیزہ سانچے میں ڈھلی ہوئی ہیں۔قمر اسعدی کا مجموعۂ نعت ''نعت ہی نعت'' اِس کا گواہ ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ نعت بذاتِ خود منقبت ہوتی ہے۔

تاریخ کو اُن کی نعت کا سب سے حسین زیور قرار دیا جاسکتا ہے۔قمر اسعدی نعت کہتے ہوئے تمام سلیقے ،قرینے اور آداب کو پیشِ نظر رکھ کر نعت کہتے نظر آتے ہیں۔اُن کے یہاں نبیؐ کی سیرتِ پاک ،اُن کی نعت کا بنیادی ماخذ ٹھہرتا ہے۔اُن کی نعت،خلوصِ دل کی مرہونِ منت ہے۔جس کی تفصیل قمر اسعدی اِن اشعار میں یوں بیان کرتے نظر آتے ہیں۔

نعت گوئی میں خلوصِ انتہائی کے لئے
خونِ دل ہم نے دیا ہے روشنائی کے لئے

لحنِ داؤدیؑ مجھے مطلوب ہے پروردگار
بس ترے محبوبؐ کی مدحت سرائی کے لئے

نعتیہ کلام کے بعد''ثنا کے چراغ'' منقبت کے مرحلے میں داخل ہوتی ہے۔جو اِس کتاب کا بنیادی موضوع قرار دیا جاسکتا ہے۔مگر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اُن کی نعت حضور اکرم صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کے خوبصورت مناقب کا درجہ بھی رکھتی ہیں۔گویا قمر اسعدی نے نعت اور منقبت کو نہایت خوبصورتی اور شعری چابکدستی سے یکجا سمو دیا ہے۔حضور صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں اُن کی نعت ہی منقبت ہے اور منقبت ہی نعت کا لبادہ اوڑھے ہوئے نظر آتی ہے۔یہ خوبیِ کلام، اُردو کے قدیم کلاسیکی شعراء میں ہوا کرتی تھی جس کو قمر اسعدی نے نئے عہد میں ایک نیا روپ دے کر پھر سے جوان اور تر و تازہ کر دیا ہے۔ اِس اعتبار سے قمر اسعدی کی نعت منفرد اور گُل رنگ مقام کی حامل قرار دی جائے تو قطعی مبالغہ نہ ہوگا۔

ثناء کے چراغ میں سب سے پہلے مناقب جناب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔ خاتونِ جنت کی سیرت، کردار اور اُن کے دنیاوی و اُخروی مقام پر اِن مناقب میں

نہایت بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ قمرؔ اسعدی، جنابِ فاطمۃ الزہراؑ کی پوری شخصیت، حسب نسب اور اُن کی عظمت کو یوں بیان کرتے ہیں، جو کوزے میں دریا بند کرنے کے مترادف ہے۔

خدیجہؑ سیرت، رسولؐ صورت، کنیزِ ربّ قدیر زہراؑ
زمیں پہ ڈھونڈا، فلک پہ دیکھا، ملی نہ تیری نظیر زہراؑ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم اور خاتونِ جنت جناب فاطمۃ الزہراؑ کے بعد "ثناء کے چراغ" میں جن ہستیوں پر قمرؔ اسعدی نے اپنے مناقب، تعدادِ کثیر میں شامل کئے ہیں اُن کے اسمائے گرامی کچھ یوں ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، حضرت امام علی رضا علیہ السلام، حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت امام زمانہ عجل اللہ وفرجہ۔ یاد رہے کہ یہ وہ تمام نسل در نسل ہستیاں ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کے براہِ راست خون سے ہیں۔ گویا کہ یہ سب رسولِ اکرم صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کے بعدِ وصال، حضورؐ کی تعلیمات کو زندگی کے ہر موڑ پر زندہ رکھنے میں اپنا کردار، اپنے خونِ جگر اور جان و مال سے، عمل و فضل اور اعمالِ تقویٰ سے انجام دیتے رہے۔ قمرؔ اسعدی نے اِن ہستیوں کے مناقب میں اُن کے قول و فعل و کردار کو اپنا موضوعِ منقبت بنا کر حقِ رسولؐ اللہ ادا کیا ہے۔ گویا یہ ہستیاں بھی فروغِ تعلیماتِ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کی امین اور علمبردار تھیں اور قمرؔ اسعدی نے اُن کی عظیم اسلامی ارتقاء کی عظمتوں کی مرحلہ وار کہانی اپنے مناقب میں نہایت خوبصورتی اور تاریخی عظمت کے ساتھ بیان کی ہے۔ جو موجودہ اُردو زبان وادب میں مناقب نگاری میں یقیناً ایک عظیم مقام کی حامل قرار پائے گی۔ فنی اور علمی اعتبار سے ہر

شخصیت پر تین سے کہیں زیادہ مناقب تحریر میں لانا اور پھر اُن موضوعات کو کہیں بھی بار دِگر سے دوچار نہ کرنا، یہ قیصر اسعدی کی خیال اور فن پر گرفت اور محبتِ رسولؐ اللہ کا منہ بولتا ثبوت ٹھہرتا ہے۔ جو تعلیماتِ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کی نسل میں فروغ اسلام کی بنیادی اور خصوصی عظمت کا ایک خوبصورت ذریعہ اظہار ہے۔ قیصر اسعدی نے نہ صرف ان مناقب میں، ان ہستیوں کی عظمت وتوقیر کو بیان کیا ہے بلکہ اُن کے کردار اور فروغ اسلام کے لئے مسلسل جدوجہد کی پوری کہانی کو بھی اُن کے کردار وعمل کی روشنی میں نہایت خلوص اور دیانت داری سے اپنے شعری کلام کا موضوع بنایا ہے۔ جس سے سوچنے، پرکھنے اور محبت کرنے کے کئی ایسے دَر، وا ہوتے ہیں جو بہت سے محبانِ رسولؐ کی نظروں سے ابھی تک پوشیدہ ہیں۔ جس کی ضرورت بہت عرصے سے اُردو زبان وادب میں محسوس کی جارہی تھی۔ قیصر اسعدی نے "ثنا کے چراغ" میں اس کا پورا حق، عمدہ اور زندہ رہنے والی شاعری کی صورت میں ادا کر کے قیامت تک ثوابِ دارین حاصل کیا ہے۔

خاندانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ بھی ایسی ہستیاں ہیں، جن کے ذکر و اذکار کے بغیر حضور اکرم صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان اور اُن کے اسوہ کی فرغیت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ قیصر اسعدی نے اُس حق کو بھی محسوس کیا اور "ثنا کے چراغ" میں دل کھول کر ادا کیا ہے۔ اُن ہستیوں میں جن کے مناقب قیصر اسعدی نے مذکورہ کتاب میں اپنی پوری توقیر اور عظمت کے ساتھ بیان کیے ہیں، اُن میں حضرت علی علیہ السلام کے والدِ گرامی حضرت ابوطالبؑ، جنابِ خدیجۃ الکبریٰؑ، حضرت علی اکبرؑ، حضرت ابوالفضل العباسؑ، جنابِ زینب سلام اللہ علیہا، شہزادی اُمِ کلثومؑ جنابِ سکینہؑ، معصومہ قُمؑ، حضرت علی اصغرؑ، شہزادہ حضرت قاسمؑ، حضرت عونؑ ومحمدؑ اور امیر مختار ثقفیؓ خصوصاً شامل ہیں۔ سب سے خاص بات، جو قابلِ ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا شخصیات پر اُردو زبان وادب میں مناقب کا کوئی جامع اور یکجا سلسلہ کہیں بھی نظر نہیں آتا اور نہ دستیاب ہوتا ہے کہ جس کو قیصر اسعدی نے

"ثنا کے چراغ" میں غالباً پہلی بار اس خلوص سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان مذکور شخصیات نے اپنی اپنی جگہ اور موقع پر حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اپنا کردار نہایت دیانت داری اور جان و مال سے، فروغِ اسلام کے لئے، اللہ کی راہ میں بے دریغ پیش کیا اور اسلام کے ابتدائی دور میں جد وجہد کی تاریخ سنہرے حروف سے رقم کی ہے۔ عمومی مناقب نگار مذکورہ ہستیوں کو عموماً فراموش کر جاتے ہیں جبکہ قمر اسعدی نے ایک تواتر کے ساتھ اُن کی اسلام کے لئے خدمات کا بھر پور تذکرہ، تاریخ اور حقائق میں رہ کر کیا ہے۔ جس کی نظیر اُردو زبان میں، ایک جگہ پر اور ایک کتاب میں بہت مشکل سے ملتی ہے۔ ہاں مگر قمر اسعدی کی کتاب مناقب "ثنا کے چراغ" میں یہ حق پوری شان و شوکت اور احترام اور پوری فنی کاوش کے ساتھ ادا ہوتا ہوا نظر آیا ہے۔ اس اعتبار سے مذکورہ کتاب "ثنا کے چراغ" یقیناً ایک منفرد مقام کے حصول میں صفِ اوّل میں نظر آنے کی حق دار ٹھہر سکتی ہے۔

"ثنا کے چراغ" میں مناقب کا سلسلہ اِن ہستیوں سے ہٹ کر ایک اور مقام پر بھی اپنے غور و فکر کے سنگِ میل نصب کرتا نظر آتا ہے کہ جس سے قمر اسعدی کے مناقب اور اُن کی مناقب نگاری میں ایک نئی سوچ و فکر کا آغاز ہوتا ہے۔ جس کے ذکر کے بغیر حق منقبت نگاری کبھی پورا نہ ہوتا۔ قمر اسعدی نے یہ حق بھی ادا کیا ہے۔ انہوں نے منقبت نگاری کے لئے سب سے منفرد موضوع "قرآنِ مجید" فرقانِ حمید کو بھی بنایا ہے۔

قرآنِ پاک کسی ایک قوم یا مذہب کا دستور العمل نہیں ہے بلکہ یہ دنیا بھر کے ہر انسان اور ہر صاحبِ سوچ و فکر کے لئے، اللہ کی ایک کامل دستاویزِ حیات ہے۔ جو ابتدا سے آخرت تک کی رہنمائی پر مشتمل مقالہ اور آئین ہے۔ جس سے انسانیت کی بھلائی اور انسان اور انسانیت کی فلاح ممکن ہے۔ جناب قمر اسعدی نے "قرآنِ پاک" پر منقبت نگاری کیلئے بھی قلم اُٹھایا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا ہستیوں کی زندگی، اسوہ اور خیر العمل کا تانا بانا اور مرکز قرآنِ پاک کی فطری اور اُخروی تعلیمات کو قرار دیتے ہیں۔

قرآنِ پاک کے ذکر کے بغیر سلسلۂ مناقب کی دستاویزی صورت کو کبھی بھی واضح نہیں کیا جاسکتا بلکہ قمؔر اسعدی یہ ثابت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے جن شخصیات اور عظیم ہستیوں پر مناقب لکھے اور اُن کی ثنا کی، اُس کا مرکز ومحور اصل میں قرآنِ پاک ہے اور سنتِ رسول صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ یہ قمؔر اسعدی کی مثبت اور جامع سوچ کا امین ہے۔ اُنہوں نے قرآنِ پاک پر منقبت تحریر کر کے منقبت نگاری میں نئی راہیں، وضع کی ہیں، جس کے بغیر "ثنا کے چراغ" کامل نظر نہ آتی اور اُدھوری قرار دی جاتی۔

اِن سب موضوعات کے علاوہ قمؔر اسعدی نے اپنی کتاب "ثنا کے چراغ" میں ایسے اہم واقعات کو بھی منقبت کا موضوع بنایا ہے، جن پر اسلامی تاریخ کے طالب علموں کی نظر بہت کم جاتی ہے۔ جس سے اسلامی تاریخ کے روشن باب رقم ہوئے تھے۔ یعنی عیدِ غدیر، عیدِ مباہلہ، جشنِ فتحِ خیبر، مسدس بسلسلہ عقدِ جناب فاطمہ زہراؑ اور باغِ فدک۔ اِن معاملات و واقعات پر مناقب نے مذکورہ کتاب میں تاریخی توانائی کا بھی اضافہ کیا ہے، جس کو قمؔر اسعدی نے نہایت غیر جانب داری اور دیانت داری کے ساتھ، حقائق اور سچائی کے ساتھ نہایت بالغانہ انداز میں رقم کیا ہے۔ جس سے نہ تو کسی کی دل آزاری ہوتی ہے اور نہ ہی حقائقِ تاریخِ اسلامی مسخ ہوتے ہیں۔ یہی وہ عواملِ شعری اور فکری بالیدگی ہے۔ جس نے مجھے اِس کتاب پر یہ مقالہ تحریر کرنے پر مجبور کیا۔ توازن اور سچائی "ثنا کے چراغ" کا سب سے بڑا وصف ہے۔ جس کی آج اشد ضرورت ہے۔

منقبت نگاری ایک ایسا فن ہے، جس پر طبع آزمائی، ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ سوچ وفکر میں مثبت توانائی اِس کا بنیادی ماخذ ٹھہرتا ہے۔ تب جا کر منقبت نگاری کا حق ادا ہونا ممکن ہوتا ہے۔ حقائق و واقعات پر عبور اِس کی اوّلین شرط ٹھہرتی ہے۔ الفاظ اور خیال کی نشست و برخاست اور طنز و مزاح سے حقائق کو پاک رکھنا، فضیلت کو حد سے نہ بڑھانا اور معیار سے کم نہ کرنا، منقبت نویسی کا ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ دل آزاری کے کسی

پہلو کو نہ چھوتا، حق بات کہنا اور اُس کے لئے مناسب خیال اور لفظوں کا انتخاب کرنا، منقبت کی عمدہ تعریف ہے۔ قمر اسعدی نے اپنی منقبت نگاری میں ان التزامات کا خاص خیال، بڑی خوبی اور جانفشانی سے رکھا ہے۔ جس سے اُن کی منقبت میں حُسنِ خیال کا جوہر، اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اُبھر کر سامنے آیا ہے۔

منقبت نگاری اس بات کی بھی متقاضی ہوتی ہے کہ پوری تاریخ، منقبت نگار کے سامنے ہو۔ نہ صرف سچائی کے ساتھ پیشِ نظر ہو بلکہ وہ اُس میں منقبت تحریر کرتے ہوئے ایسی کوئی موشگافی نہ کرے جو حقائق کو مسخ کردے۔ سچائی کا دامن تھامے رہے اور حق سوچے اور حق لکھے۔ منقبت کے لئے ایسی بحروں کا انتخاب کرے جو آہنگ اور موسیقی سے لبریز ہوں، رواں ہوں اور فنِ شاعری کی اعلیٰ خصوصیات سے ہم آہنگ ہوں۔

قمر اسعدی نے اپنی کتاب ''ثنا کے چراغ'' میں ان سارے التزامات کا بخوبی احاطہ کیا ہے۔ تنقید کی گنجائش اور گرفت کی کوشش اِسی لئے ناکامی سے دوچار ہوئی کہ قمر اسعدی کی منقبت نگاری میں قوت اور توانائی کے چشمے رواں دواں نظر آتے ہیں۔ اُنہوں نے منقبت کو دل و جان سے قلم کے سپرد کیا جس سے منقبت کی موجودہ ادبی تاریخ کبھی انکار نہ کر سکے گی۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قمر اسعدی کی مذکورہ کتاب ''ثنا کے چراغ'' اُردو ادب میں منقبت نگاری پر ایک سند کے درجے پر فائز ہونے کی پوری خصوصیات سے مالامال ہے۔ قمر اسعدی کی منقبت نگاری میں غزل کی چاشنی ایک اہم شعری جزو کے طور پر بھی سامنے آتی ہے جس سے اُن کی منقبت میں شیرینی پیدا ہوئی ہے، اور وجدانی روحانیت، کیف وسُرور کی سی مستی، روح میں پیدا کرتی ہے۔

۱۹؍مارچ ۲۰۱۳ء
ڈاکٹر آغا سلمان باقر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

دبستانِ کراچی کا شاعر ”قیّر اسعدی“

آغا سید طالب حسین رضوی

ملیں تو سوچ سمجھ کر ملیں جہاں والے
خلوص شرط ہے قیّر سے دوستی کے لئے

احباب کا اصرار ہے کہ قیّر اسعدی کی نئی منقبت کی کتاب ”ثناء کے چراغ“ کے لئے مضمون لکھوں۔ مضمون تو خیر میں کیا لکھوں گا کہ اس کا اہل نہیں، لیکن یہ فیصلہ کرلیا کہ جو کچھ لکھوں گا سچ لکھوں گا کیونکہ جس شخص کی کتاب پر لکھا جارہا ہے وہ شخص خود بہت سچا اور کھرا، با اخلاص اور محبت کرنے والا انسان ہے۔ عزم وہمت میں بے پناہ ہے حالات جو بھی رہے وہ قلم وقرطاس کا دامن تھامے اپنے شعری سفر پہ گامزن رہا۔ یہی اوصاف انسانی کردار کا خاصہ اور آئینہ دار ہوتے ہیں۔

قیّر کے حصے میں یوں تو بہت سی خوبیاں آئیں، لیکن ایک خوبی جس پر قیّر اسعدی خود فخر کرتے ہیں وہ ہے ان کا اعلیٰ خاندان کا چشم وچراغ ہونا۔ دادا ذاکرِ اہلبیتؑ مولانا مرزا احمد حسین صاحب ناصر اعلیٰ اللہ مقامہ۔ والد محترم ذاکرِ اہلبیتؑ الحاج آغا محمد اصغر صاحب مرحوم ومغفور، بڑے چچا ذاکرِ اہلبیتؑ جناب مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ مرحوم ومغفور، چھوٹے چچا ذاکرِ اہلبیتؑ مرزا ظہیر الحسن صاحب قبلہ۔ ان ہستیوں کو بچپن سے زیبِ منبر ہوتے ہوئے دیکھا اور دل میں جذبۂ مدح وثنائے محمدؐ وآلِ محمدؐ اجاگر ہوا۔ قیّر کا یہی جذبہ اشعار کی صورت میں ظاہر ہوا۔ میں بجا طور پر فخر کرسکتا ہوں کہ قیّر کے والد مجھ سے بہت شفقت فرماتے تھے اور میں بھی اُن سے بہت محبت کرتا تھا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ قیّر اسعدی ایک سچا، کھرا، نیک اور سادہ لوح انسان

ہے۔ جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آجاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہماری دوستی آج تک قائم ہے۔ میری اور قمر اسعدی کی دوستی اُس وقت کی ہے جب قمر بھی جوان تھے اور میں بھی۔

پرانی بات ہے اب سن مجھے یاد نہیں۔ قمر حیدرآباد میں تھے اور میرے گھر کی مجلس کی تاریخ آگئی۔ قمر سیدھے حیدرآباد سے عین مجلس کے وقت میرے غریب خانے پر پہنچے اور اپنے ساتھ تجسم اسعدی کو بھی لے کر آئے، دونوں نے سلام پڑھا۔ وعدے کا سچا ہونا مومن کی نشانی ہے۔

میرا اور قمر اسعدی کا ساتھ سعودی عرب میں بھی رہا، جہاں قمر کے اعزاز میں خوب محفلیں ہوئیں اور مختلف شہروں میں سلام، منقبت اور مرثیے پڑھے۔ ایک غزل کا مشاعرہ جو ''بزمِ سفیرانِ علم'' کے تحت قمر اسعدی کی صدارت میں ہوا یادگار ہے، جس میں اِن کی غزل نے محفل لُوٹ لی، اس غزل کے دو اشعار تو ہر شخص کی زبان پر تھے۔

خبر نہیں ہے یہ زنجیر کرنے والوں کو
بلند حوصلے کتنے ہیں ناتوانوں کے

صدا یہ آتی ہے زنجیرِ بے گناہی سے
کہ قفل ٹوٹنے والے ہیں قید خانوں کے

دوسری محفل جو مولائے کائنات حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اور جنابِ فاطمہؑ زہرا کے عقد کے حوالے سے ہوئی (جس کے بانی مولانا علی مرتضیٰ صاحب جو کافی عرصہ الخبر سعودی عرب میں مقیم رہے اور اب حیدرآباد دکن انڈیا میں رہائش پذیر ہیں) قمر اسعدی نے میری فرمائش پر اُس محفل کے لئے 23 بند کا مسدس میرے گھر بیٹھ کر ایک رات میں کہا۔ یہ نو تصنیف بند اُس محفل میں بہت پسند کئے گئے اور مومنین نے خوب داد دی۔ میری دعا ہے کہ یہ مکمل مرثیے کی شکل میں جلد سامنے آئیں۔

قمر اسعدی کو اپنے زمانے کے معتبر اساتذہ اور شعراء کی صحبت نصیب ہوئی اور بڑے بڑے اساتذہ کے ساتھ اور اُن کی صدارت میں محفلیں اور مشاعرے پڑھے۔ جیسے حضرت تجسم آفندی،

تجلؔ لکھنوی، صباؔ اکبرآبادی، فیضؔ بھرت پوری، دردؔ اسعدی، تابشؔ دہلوی، راغبؔ مرادآبادی، پروفیسر ڈاکٹر نعیم تقوی، عزمؔ جونپوری، ظفرؔ جونپوری، نسیمؔ امروہوی، نفیسؔ فتحپوری، علامہ محسن اعظم گڑھی، رئیسؔ امروہوی، نازشؔ حیدری، جوہر سعیدی وغیرھم۔ اور اب ماشاءاللہ کم سہی لیکن محفلوں اور مشاعروں کے مسند صدارت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

آج کے دور میں جہاں ہر شاعر خود استاد کا درجہ حاصل کر لیتا ہے، وہاں قمرؔ اسعدی اپنے عظیم اساتذہ پر فخر کرتے ہیں۔ کشکولِ سخن مجموعۂ مراثی قمرؔ اسعدی "جلد اول" کے انتساب میں حضرت فیضؔ بھرتپوری کے بارے میں قمرؔ اسعدی لکھتے ہیں "کہ میری عزت و توقیر جو ارباب ادب میں ہے، وہ میری اپنی کاوش کے علاوہ اس سلسلے سے تربیت میں مضمر ہے"۔ اسی انتساب میں حضرت دردؔ اسعدی کے متعلق لکھتے ہیں جن سے قمرؔ اسعدی نے غزل میں فیض اٹھایا "اپنے غزل کے استاد دردؔ اسعدی صاحب کی تربیت نے مجھے مشقِ سخن کا عادی بنادیا اور یہ مقام اسی مشقِ سخن اور تربیت سے حاصل ہوا کہ اہلِ ادب مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں"۔ ان ہی کاوشوں اور اساتذہ پر احساسِ تفاخر کا نتیجہ ہے کہ بہت سے ہم عصر شعراء قمرؔ اسعدی سے مشورۂ سخن کرتے ہیں، بہت سے نوآموز شعراء کے کلام پر اصلاح بھی دیتے ہیں اس کے علاوہ، گوشہ نشینی کے باوجود کم سہی مگر اپنے شاہکار کلام سے بزمِ ادب کو منور کئے ہوئے ہیں۔

قمرؔ اسعدی نے حمد۔ نعت۔ مرثیہ۔ منقبت۔ سلام۔ غزل۔ قطعات۔ تاریخ اور سہرے، رخصتی غرض ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ قمرؔ اسعدی کے قطعاتِ تاریخ وفات میں صباؔ اکبرآبادی مرحوم کے قطعہ تاریخ وفات کا مصرعۂ تاریخ وفات جس رعایت سے نظم کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے مصرعہ یہ ہے۔

صباؔ گلزارِ عالم سے چلو گلزارِ جنت میں

۱۴۱۲ھ

لیکن قیرؔ اسعدی مرثیہ گوئی اور منقبت گوئی میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ اِن دونوں اصناف میں شاعر کا محمدؐ و آلِ محمدؐ سے جذباتی لگاؤ اور محبت لازمی جُو ہے۔ شاعر انہی اصنافِ سخن میں انسان کے لطیف احساسات کو اُجاگر کرتا ہے۔ رثاء اور منقبت میں جہاں جذبات کے ساتھ ممدوح سے عقیدہ اور عقیدت بہت گہرا ہونا چاہئے وہاں شاعر کا کام ہے کہ وہ اظہارِ عقیدت کے ساتھ شعریت کو بھی ترجیح دے۔ قیرؔ اسعدی کے کلام میں سادگی اور خیال کی بلندی بہت خوبی سے نمایاں ہوتی ہے۔ سادگی سے میری مراد ہے کہ موصوف لفظوں کا گورکھ دھندا نہیں بناتے کہ اشعار کے معنٰی ہی گنجلک ہو جائیں۔ بلندیٔ خیال میں اِس کا لحاظ رکھتے ہیں کہ خیال سطحی نہ ہو بلکہ انسانی فطرت اور قدرتِ کائنات کے عین مطابق ہو۔ یہ دونوں عناصر شعر کو معنوی اعتبار سے ممتاز کرتے ہیں۔

میں نے "ثنا کے چراغ" کا مسودہ بہت غور سے پڑھا اور ایک ایک مصرعے کے مزے لئے۔ ہر شعر موتیوں سے آراستہ اور ہیروں سے جُڑا ہے۔ میں اِس مسودے سے منتخب اشعار پیش نہیں کروں گا کہ قاری خود ہر شعر اور منقبت سے محظوظ ہو اور قیرؔ اسعدی کو دادِ سخن دیتے ہوئے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے حضور ثنا کے چراغ روشن کرے۔

آخر میں اپنے اس سادہ سے بیان کو جو میں نے اپنے عزیز دوست اور کرم فرما کے لئے لکھا ہے مبارکباد کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ ختم کروں گا کہ قیرؔ اسعدی کو بہ طفیلِ سیّد الساجدین علیہ السلام مکمل صحت نصیب ہو اور

ہزاروں سال جیو اور جلاؤ اے قیرؔ
حضورِ آلِ رسولِ خدا، ثنا کے چراغ

آمین ثم آمین

آغا سید طالب حسین رضوی
بزمِ سفیرانِ علم۔ پاکستان

اپریل 18/ 2013ء

راست گو اور سادہ لوح بھائی

ذاکرہ قمر زہرہ عرف ہما جعفر نقوی

دوحہ قطر

میں ۱۹۸۴ء میں شادی کے بعد اپنے شوہر جعفر عباس نقوی کے ساتھ قطر میں مقیم ہو گئی تھی۔ جولائی ۲۰۱۲ء میں جب میں نے اپنے فرزند طٰحہٰ جعفر کی شادی کے سلسلے میں امریکہ کا رختِ سفر باندھا تو طٰحہٰ سلمہٰ کے سُسر جناب عظیم یٰسین صاحب کی طرف سے فرمائش آئی کہ طٰحہٰ کی تقریب شادی میں سہرا پڑھنے کی رسم بھی ہونی چاہئے۔ عظیم یٰسین بھائی خود بھی ادبی ذوق رکھتے ہیں اور امریکہ کی ادبی محافل کے روحِ رواں بھی ہیں۔ میرا خاندانی پس منظر اُن کے سامنے تھا چنانچہ انہیں یہ فرمائش بڑی سہل لگی اور مجھ پر کوہِ گراں گر پڑا۔ مختصراً یہ کہ اُس وقت مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ میرے تایا زاد بھائی قمر اسعدی اتنے بڑے شاعر بن چکے ہیں کہ وہ میری یہ مشکل حل کر دیں گے۔ میری بہن حنا جو میرے ہر کارِ خیر کا ایک عظیم محرک ثابت ہوتی ہے وہ قمر بھائی کی چھوٹی بھاوج بھی ہے چنانچہ اُس نے ایک رات کی مختصر مدت میں قمر بھائی سے طٰحہٰ سلمہٰ کا سہرا لکھوایا۔ اس سہرے نے جو دھوم پاکستان سے قطر اور قطر سے امریکہ تک مچائی وہ از خود داستانِ ادب کی ایک داستان ہے۔ ۱۴ر جولائی ۲۰۱۲ء کو میں نے امریکہ کے شہر ڈلس میں ہزاروں لوگوں کے مجمع میں جب یہ سہرا مترنم انداز میں پڑھا تو نعرہ صلواۃ اور دُرود کی گونجوں نے مجھے خود بھی مسحور اور پُر کیف کر دیا۔ اختتامِ تقریب پر وہاں دنیائے ادب کے بڑے بڑے لوگوں نے مبارک باد کے ساتھ مجھے یہ پیغام بھی دیا کہ یہ سہرا بلاشبہ اردو ادب کا ایک گراں قدر سرمایہ بھی ہے۔

قمر بھائی کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے میں اپنے خاندانی پس منظر کے بارے میں اتنا ضرور کہوں گی کہ میرے دادا مولانا مرزا احمد حسین ناصر پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور عطا تھی وہ بڑے متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ میرے والد مولانا مرزا محمد اطہر نے مجھے بتایا کہ

پاکستان بننے سے پہلے ہی ہمارے دادا "واگھر یجی" سندھ میں آگئے تھے اور انہیں اُس وقت اندرونِ سندھ ذاکری کی خدمت پر اُس وقت کے بزرگوں نے آفتابِ سندھ کے لقب سے نوازا تھا۔ ہندوستان میں لکھنو کے مولانا کلبن صاحب قبلہ اور نقن صاحب قبلہ، جے پور کے مولانا الطاف حسین قبلہ اور اُس دور کے دیگر علماء کی صحبت میں رہے۔ تقسیم پاک و ہند کے بعد مولانا مصطفےٰ جوہر، مولانا القا علی حیدری قبلہ، مولانا صفدر حسین، مولانا جوادالاصغر، مولانا محسن صاحب مارٹن روڈ امام بارگاہ۔ آقائے شریعت، مولانا غلام مہدی اعلیٰ اللہ مقامہٗ (واگھر یجی) جنہیں آقائے شریعت وقت کا سلمان کہتے تھے۔ اور بہت سے علماء کی صحبت سے استفادہ کیا۔

اُن کی ذاکری کے محور نہی عن المنکر، سیرتِ محمدؐ وآلِ محمدؐ کے آئینے میں پیغامِ توحید۔ کردار سازی۔ پرہیزگاری۔ درسِ اعمالِ صالح تھے۔ ان کی زبان میں جو تاثیر تھی اُس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خود متقی، پرہیزگار اور باعمل تھے اور سادہ زندگی گزارتے تھے۔ مجلس پڑھنے کا معاوضہ نہیں لیتے تھے۔ اس لئے بہ بانگِ دُہل فرائض پڑھتے تھے چاہے کسی کو اچھا لگے، چاہے کسی کو بُرا۔

۱۹۹۳ء میں جب میں نے پہلی بار حج کی سعادت حاصل کی تو عرفات کے منبر سے مولانا صادق حسن صاحب کی زبانی اپنے دادا مرحوم کا نام سنا جو فرمارہے تھے کہ مجھ میں ذاکری کا شوق مولانا مرزا احمد حسین صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ کو دیکھ کر اُجاگر ہوا۔

میرے والد مرزا اطہر مرحوم کی مجلسِ سوئم میں مولانا عون محمد نقوی نے فرمایا کہ میری ملاقات ان تینوں بھائیوں (میرے تایا مرحوم آغا محمد اصغر عالی اللہ مقامہٗ، میرے والد مرحوم مرزا محمد اطہر عالی اللہ مقامہٗ اور چچا مرزا ظہیر الحسن) سے جب بھی ہوئی یا تو مسجد میں یا اسکول میں۔

پروفیسر سبطِ جعفر شہید فرماتے تھے۔ آپ کے خانوادے کے تو دیوانے بھی بہلول ہوا کرتے ہیں (غالباً اُن کا اشارہ شاعرِ اہلبیت آغا اکرم علی کی طرف تھا جو ایک قلندر صفت شاعر تھے)۔ مولانا مرزا احمد حسین اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے تمام بیٹے، بیٹیوں، پوتے، پوتیوں، اور نواسے نواسیوں نے

آلِ رسولؐ سے اپنا ناطہ کچھ اس طرح جوڑ لیا ہے کہ سب اپنے اپنے فطری جواہر کو بروئے کار لاتے ہوئے ملتِ جعفریہ کی خدمت میں سرگرمِ عمل ہیں اور بطحا و کاظمین، کربلا و نجف، خراسان و سامرہ کے راستوں سے گزرتے ہوئے بہشت کی فضاؤں کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

باغِ احمدؐ پہ یہ اکرامِ خداوندی ہیں
اس کے سب نخل و ثمر قیصرؔ و اکرم ٹھہرے

قیصر بھائی پر اپنے تاثرات لکھتے ہوئے مجھے پیر الٰہی بخش کالونی میں گزرا ہوا اپنے بچپن کا ایک ایک منظر یاد آ رہا ہے۔ جہاں ہمارا پورا خاندان آمنے سامنے آباد تھا۔ محافل و مجالس اور ماتم و جلوس ہماری تربیت گاہ تھے۔ قیصر بھائی کے ہاتھوں اکثر ہماری پٹائی اس بات پر ہوتی تھی کہ ہم نے انہیں اُن کی عرفیت سے کیوں پکارا۔ آج ایک خوشگوار احساس کے ساتھ میں اس بات پر نازاں ہوں کہ مجھے اپنے راست گو اور سادہ لوح بھائی کے بارے میں چند سطور لکھنے کا موقع مل رہا ہے۔

میں نے پہلی مرتبہ قیصر اسعدی کے مجموعوں ''کشکولِ سخن'' اور ''غزل ہی غزل'' کا مطالعہ کیا۔ نفسیات کی طالبہ ہونے کی حیثیت سے ان کی شاعری میں پوشیدہ ایک اضطراب کو محسوس کیا۔ وہ بارہا مفاد پرست خوشامدی اور حرص و ہوس کی دنیا کا گلہ کرتے ہیں اور خود نمائی اور ستائش سے اپنا دامن بچاتے ہوئے سچائی اور خلوص کے ساتھ دنیائے ادب کی خدمت کو اپنا مشن سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ وہ ایک درویش صفت سچے، کھرے اور خوددار انسان ہیں اور میں اس امر کی گواہ ہوں

کہ انتہائی خفیہ طریقے سے بہت سے مستحق مومنین کی مالی اعانت بھی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اہلِ بیتؑ کے توسط سے ان کا نیا مجموعۂ کلام "ثنا کے چراغ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد قمر بھائی کی صحت یابی کے لئے ضرور دُعا کیجئے۔ پروردگار اُن کا شفیق سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور آپ اسی طرح مومنین کے دلوں کو حُبِّ اہلبیتؑ سے گرماتے رہیں۔ آمین!

تمام قارئین سے خانوادۂ مولانا مرزا احمد حسین اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے جملہ مرحومین کے لئے ایک سورۂ فاتحہ کی التماس ہے

والسلام

ذاکرہ: قمر زہرہ عرف ہُما جعفر نقوی

دوحہ قطر

maablib.org

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

''ثنا کے چراغ'' کا خالق ہمارے خاندان کا چشم و چراغ

تمام تعریفیں اُس پروردگار کے لئے جس کے قبضۂ قدرت میں ہماری جان ہے۔ لائق شکر ہے وہ پروردگار جس نے محمدؐ و آلِ محمدؑ جیسے ہادی ہمیں اپنی بارگاہ سے عطا کئے۔ تمام درود و سلام ان ہی مصطفیٰ اور مرتضیٰ پاکیزہ ہستیوں کے لئے مخصوص ہے جو تمام کائنات کی تخلیق کا باعث قرار پائی ہیں۔ صد شکر ہے اُس مالک کا جس نے ہمیں اس اسلامی اور مودتِ اہلبیتؑ سے سرشار گھرانے میں پیدا کیا جہاں ذاکرینِ محمدؐ و آلِ محمدؑ اور شاعرِ اہلبیتؑ آغا قیصر علی اسعدی صاحب جیسے چشم و چراغ، اپنی مدح گوئی کے چراغوں سے دنیا و آخرت میں اپنا اور خاندان کا نام روشن کر رہے ہیں۔ خدا انہیں عمرِ خضرؑ عطا فرمائے۔ آمین!

برادرم کی خواہر ہونا میرے لئے باعثِ فخر ہے۔ قیصر اسعدی میرے تایا آغا محمد اصغر صاحب کے فرزندِ اکبر اور رشتے میں میرے جیٹھ ہوتے ہیں لیکن ان کی تمام محبتیں اور شفقتیں میرے لئے ایسی ہیں جیسے میرے سگے بھائی۔

آپ انتہائی سادہ مزاج، دل کے صاف اور راست گو انسان ہیں۔ خوش اخلاق خوش مزاجی اور نرم گوئی جیسی خصوصیات خاندانی قربت کے سبب سے آپ کی بزم میں بیٹھ کر بارہا محسوس کیں۔ بہترین صاحب دیوان شاعر ہونے کے باوجود برادرمن نے کبھی اپنی بڑائی ہم چھوٹوں پر ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جب جہاں جس وقت آپ کی شاعری سے ذاکرِ اہلبیتؑ ہونے کے ناطے استفادہ چاہا بغیر حیل و حجت کے آپ نے اپنا کلام پیش کر دیا یہ ہی نہیں بلکہ مجھ کم علم نے خاندانی کہہ لیں یا موروثی اثرات کے سبب بہ طفیلِ محمدؐ و آلِ محمدؑ، امام رضاؑ اور امام زین العابدینؑ کی تاریخِ ولادت پر میلاد پڑھنے کے لیے خود مناقب کہیں اور اپنے اندازِ فکر سے خوب لکھی مگر میرے شوہر نے کہا کہ ''ارے قیصر بھائی آئے ہیں تم اپنے اشعار ان کو دکھا دو۔ میں نے اس بات کو اپنے لئے قابلِ فخر سمجھا۔ کیا عرض کروں، برادرِ عزیز نے چند

لمحوں میں اس بہترین انداز سے اصلاح کر کے حیران کر دیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اچھے مضمون اور مصرعہ پر تحسین کے کلمات کہے اور ہمت افزائی کی۔ دورانِ اصلاح کئی خامیاں اور خوبیاں مجھے سمجھائیں مثلاً میری ایک منقبت کی بحر میں چار حرفی قافیے نظم ہوئے تھے،۔ اس میں پانچ حرفی قافیے سے شعر وزن سے خارج ہو جاتا تھا۔ جیسے "خالی، مالی، ڈالی، جالی" چار حرفی قافیوں میں پانچ حرفی قافیہ "مثالی" وزن سے خارج ہو جاتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اس بحر میں پانچ حرفی قافیے نہیں آئیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ تجربہ کے ساتھ آہستہ آہستہ تم خود دیکھ جاؤ گی۔

میں تو طفلِ مکتب ہوں اس میدان میں مگر امید کرتی ہوں اگر میری یہ صلاحیت فروغ پاتی رہی تو برادرِ عزیز سے مشورہ سخن میرے لئے باعثِ فخر ہو گا۔ خدا مجھے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! میرے والد مولانا مرزا محمد اطہر قبلہ نے بھی آخری ایام میں شاعری شروع کی تھی۔ انشاء اللہ برادرم قیصر اسعدی کی آئندہ آنے والی کتاب میں اُن کے مشورے سے اپنے مضمون میں اس مختصر کلام کو شامل کروں گی۔

"ثنا کے چراغ" منظرِ عام پر لانے سے قبل برادر نے میرے اور بڑی ہمشیرہ کے کہنے پر اُن کے فرزندِ اکبر طٰحٰہ جعفر نقوی کے عقد کے موقع پر جو سہرا کہہ کر دیا اس کلام کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ عزیز و اقارب کے ناموں کو جس انداز سے اشعار میں استعارات کے ساتھ استعمال کیا ہر شعر میں ہر نام نگینہ کی طرح اپنی وجہ تسمیہ ظاہر کر رہا ہے۔

مثلاً دولھن کے والد کا نام یٰسین ہے اور دولھا کا نام طٰحٰہ اور کربلا کے دولھا جناب حضرت قاسم علیہ السلام کو وسیلۂ عاقبت بنا کر جناب نے سہرے کا مطلع جس خوبصورت انداز سے لکھا ہے ملاحظہ کیجئے۔

فیضِ یٰسین سے میں طٰحٰہ کا سہرا لکھوں
سائے میں حضرت قاسم کے ہے دولھا لکھوں

اور پھر دولھا کی سب سے چہیتی پھوپھی کشور جو پاکستان میں ہیں اور دولھا امریکہ میں ان کی محبت اور پھوپھی کے نام کو کس قدر خوبصورت انداز سے نظم کیا ہے۔

دور کشور سے بھتیجا ہے مگر دل سے قریں
جا کے امریکہ بندھا سر سے جو سہرا لکھوں

میری بڑی بہن ذاکرہ ہما جعفر نقوی نے اپنے بیٹے کی شادی کے موقع پر یہ 31 اشعار کا سہرا امریکہ میں ہزاروں افراد کے مجمع میں ترنم سے پڑھا اور ایک ایک مصرعہ پر داد وصول کی۔ بعد تقریب کچھ بزرگوں نے ہما جعفر کے پاس آ کر ہما جعفر سے کہا کہ یہ صنفِ سخن اب کہیں سننے میں نہیں آتی۔ یہ ادب کا شہ پارہ ہے۔ یہ شاعر صاحب کہاں رہتے ہیں تو میری بہن نے کہا کہ میرے تایا زاد بھائی ہیں اور کراچی میں مقیم ہیں۔

ہم سب کی خواہش تھی کہ مدحِ اہلبیتؑ میں منقبت کا کلام جلد منظرِ عام پر لائیں تا کہ مجالس اور محافل میں بحیثیت ثنا خوانِ محمدؐ اور آلِ محمدؐ ہم مومنین کی سماعتوں کی نظر کر سکیں۔ برادرم نے یہ عملِ صالح انجام دیا۔

انشاءاللہ معصومین علیہم السلام کے طفیل ہم سب کا عقیدہ ہے موصوف اسی طرح صحت و سلامتی کے ساتھ ثنا کے چراغ روشن کرتے رہیں گے۔ خداوندِ عالم میرے بھائی کو زندگی، صحت اور تندرستی عطا کرے (آمین) اور ہم یونہی آپ کے کلام سے روح اور نفس کو تسکین دیتے رہیں۔ (آمین)

آپ کے حق میں مسلسل دُعا گو
ادنیٰ کنیزِ آلِ محمدؐ ذاکرہ حنا عباس

اظہارِ خیال

سید انوار الحسن نقوی

میں یقیناً اسے اپنی خوش قسمتی ہی سمجھوں گا کہ مجھے بحیثیتِ سامع و قاری اس بات کا موقع مل رہا ہے کہ میں دورِ حاضر کے ایک نامور شاعر جناب آغا قیصرؔ علی اسعدی کی مستقبلِ قریب میں منظرِ عام پر آنے والی کتاب ''ثناء کے چراغ'' (جو کہ ایک مجموعۂ مناقب محمدؐ و آلِ محمدؐ ہے) پر اپنا اظہارِ خیال تحریری شکل میں پیش کر سکوں۔ ایک اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس کتاب ''ثنا کے چراغ'' کو قارئین کے ہاتھ میں آنے سے پہلے مجھے کئی کئی بار اس کے مطالعے کا شرف بھی حاصل رہا ہے۔ جسے میرے شوقِ مطالعہ پہ محمول نہ کیا جائے بلکہ اس کی اصل وجہ یہ رہی کہ ''ثنا کے چراغ'' کو زیورِ طبع سے آراستہ ہونے میں اس کا ابتدائی مرحلۂ کتابت میرے ذمہ معاوضتاً سونپا گیا۔ میں اپنی معاشی مصروفیتوں کی وجہ سے عدمِ مطالعہ اور شاعری کے فنی رموز سے ناواقفیت کی بناء پر نہ تو دورِ حاضر کے دیگر شعراء کے کلام سے اس کا موازنہ کرنے کے قابل ہوں اور نہ ہی اس پر کوئی تبصرہ رقم کر سکتا ہوں۔ میں فقط دورانِ کتابت جناب قیصرؔ اسعدی کے اشعار سے محظوظ ہونے اور دل و دماغ پر ہونے والے اثر و نفوذ کے بیان پر ہی اکتفا کروں گا۔ یہاں پر اس کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ دورانِ کتابت ان کے اشعار سے پیدا ہونے والی کیفیتِ سُرور کتابت کے عمل کو مکمل کرنے میں تاخیر کا سبب بھی بنی لیکن جناب قیصرؔ اسعدی نے اپنی سادہ لوح طبیعت کے سبب اسے شکایت بن کر لب پر نہ آنے دیا جس کے لئے میں اُن کا شکر گزار رہوں گا۔ ورنہ شاید یہ کتاب آج سے بہت پہلے منظرِ عام پر آچکی ہوتی۔

اس سے پہلے کہ میں جناب قیصرؔ اسعدی کے تخلیق کردہ اُن اشعار کو نظرِ قارئین کروں جو نہ صرف قاری کی روحانی تسکین کا سبب بنتے ہیں بلکہ دنیاوی معاملات میں برتاؤ کا صحیح انداز بھی

عیاں کرتے ہیں اور وہ اپنے اِن اشعار سے معاشرے کے افراد کو بھی اِس کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں۔ لہذا یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اُن کی شخصی معرفت جو اِس دوران مجھے حاصل ہوئی اُس سے قارئین کو بھی متعارف کراؤں جس کے تناظر میں ان کی شاعری کے وہ پہلو بھی قارئین پر اُجاگر ہو سکیں جو اُن کے عقیدے، مودّتِ اہلبیت، تصورِ وحدانیت اور عوام الناس خصوصاً مومنین کے لئے اُن کی خواہشِ تصورِ حیات کا مظہر ہیں اور اُن کی اپنی شخصیت میں بھی بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اِس شعر میں ملاحظہ کریں:۔

صراطِ حق کا رستہ مت بدلنا
زمانے کی روش پر تم نہ چلنا

یقیناً بہت سے قارئین اُن کے خاندانی پس منظر سے بھی واقفیت رکھتے ہوں گے کہ جناب آغا قمر علی اسعدی کے اجداد علم کی ترویج میں منہمک، سیرتِ آئمہ کے حقیقی پیروکار بننے کی سعی کرنے اور ذاکرِ اہلبیت ہونے کا شرف بھی رکھتے ہیں اور یہی اوصاف حمیدہ آغا قمر اسعدی نے بھی اپنے بزرگانِ ماسلف سے کچھ موروثی طور پر کسب کئے ہیں اور کچھ اپنی کردار سازی میں جہادِ اکبر کرتے ہوئے اپنے اندر سمو لئے ہیں جس کا عکس ان کی شاعری میں بھرپور طریقے سے اِن کے اشعار میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

تسلسل سے عبادت کر رہا ہوں
خدا کی حمد سے جو ابتدا کی
نبیؑ کی نعت لکھ کر درمیاں میں
علیؑ کی منقبت پر انتہا کی

جسے سکوں کی طلب ہو وہ راہِ ہستی میں
امامِ وقت کا دل سے غلام ہو جائے

بس اسی بات پہ ناراض ہے ساری دنیا
گُل کو گُل، خار کو ہم خار کہا کرتے ہیں

جناب آغا قیر علی اسعدی کا دورِ حاضر کے معروف پختہ کار شاعروں میں شمار ہوتا ہے اور انہوں نے تقریباً ہر صنف سخن یعنی، غزل، منقبت، قصیدہ، مرثیہ، قطعات پر بھرپور طبع آزمائی کرنے کے علاوہ قطعہ تواریخ، سہرا اور رخصتی وغیرہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ قطعہ تاریخ وہ جس سرعت سے نکال لیتے ہیں اس سے اُن کی شاعری پر بھرپور گرفت کے ساتھ ساتھ علم الاعداد سے واقفیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ابھی حال ہی میں شہید سید سبطِ جعفر زیدی کی شہادت پر اُن کی سوئم کی مجلس سے پہلے ہی عیسوی قطعہ تاریخ مکمل کرلیا جسے انہوں نے رضویہ امام بارگاہ میں منعقدہ سوئم کی مجلس میں پیش کیا، ملاحظہ کیجئے۔

سالِ شہادت عیسوی لکھو قیر یکجا سب یہ ہوئے ہیں
میوۂ شیریں، گلشنِ جنت، سید سبطِ جعفر زیدی

2013ء

جناب آغا قیر علی اسعدی نے غزل کو ترک تو نہ کیا لیکن اپنی شاعری کا محور اپنے مذہبی رجحان، خاندانی پس منظر اور مودت وعقیدتِ اہلبیتؑ کی وجہ سے منقبت کو بنالیا جو کہ صنف کے اعتبار سے غزل ہی کی ایک اعلیٰ وارفع اور پاکیزہ شکل ہے۔ جس میں محبوبِ مجازی کے بجائے کائنات کی مقتدر اور منصوص من اللہ شخصیات کی مدح و توصیف کا بیان ہوتا ہے۔ جس سے دنیاوی داد و تحسین حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ خوشنودیِ آئمہ اطہار و اہلِ بیت نامدار اور قُربِ الٰہی کا حصول بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ اور شاعر اپنے ساتھ ساتھ سامع و قاری کو بھی حصولِ ثواب کا موقع فراہم کرتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ قیر اسعدی اپنے اشعار میں آج کے معروضی حالات کے مطابق کس طرح ایک بہترین اور متوازن فکر کی زندگی گزارنے کے لئے ترغیب دیتے نظر آتے ہیں اس کی وضاحت آگے دیئے گئے اشعار میں ملاحظہ کریں۔

حسینؑ ابنِ علیؑ کے ہم ہیں دیوانے مگر ایسے
کہ ہم پر سنگ باری کر کے خود پاگل زمانہ ہے

اسلام کے لباس میں فکرِ یزید لعنہ نے
دہشت گری کو دینِ خدا کا بنا دیا

امن کی بات کرو پیر و شیرؒ ہو جاؤ
زندہ رہنے کی زمانے میں یہی صورت ہے

انہیں تعلیم دیں دے دو مرے مولاؑ یہاں آ کر
مسلماں پھر نظامِ جہل کی تصویر ہوتے ہیں

نہ خدا سے تُو بڑھا مجھ کو نہ خدا سے تُو گرا مجھ کو
یہ دونوں ظلم ہیں، اچھے نہیں جو چشمِ عادل میں

اپنے اعمال پہ نظر رکھو
کیا وہ اسلام کے مطابق ہیں

ہو قائم سیرت سجادؑ گھر گھر
عزاداری آئمہ کی طرح کر

قیصر اسعدی کا عقیدہ وعقیدت یقینِ کامل کی منزل پر ہے یہی سبب ہے کہ ان ہستیوں کے معجز نما ہونے کا اظہار ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

صحت مرے دل کو ملے صدقے میں حسن کے
ٹوٹا ہوا دل لے کے نہیں جاؤں گا گھر آج

طبیب وقت بن کر پاس میرے آئیں گے مولاؑ
نہیں جس رگ میں خوں اس رگ میں خوں دوڑائیں گے مولاؑ

شاعرِ شہِ مظلوم قیصر اسعدی کی شاعری کے اس پہلو پر قارئین یقیناً توجہ فرمائیں گے جو سیرتِ محمدؐ وآلِ محمدؐ کے آئینے میں خدا کے بنائے ہوئے نظامِ حیات کو زندگی کے ہر شعبے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ظلم کی مذمّت کرتے ہیں اور مظلوم کی حمایت، گویا ظلم کے خلاف ان کی شاعری میں جگہ جگہ احتجاج نظر آتا ہے۔ وہ منقبت میں سیرتِ محمدؐ وآلِ محمدؐ کے تناظر میں اخوت ومحبت کا پیام دیتے نظر آتے ہیں۔ آخر میں اس دعا کے ساتھ میں اپنے مختصر مضمون کا اختتام کرتا ہوں کہ قیصر اسعدی کو اللہ تعالیٰ بطفیلِ بیمارِ کربلا، صحتِ کاملہ دے اور وہ ثنا کے چراغ مسلسل جلاتے رہیں اور ہم ان کی روشنی سے اسی طرح استفادہ کرتے رہیں۔

آمین ثم آمین

سید انوار الحسن نقوی

حمدِ باری تعالیٰ

میرے مالک بڑا کریم ہے تُو
میں گنہگار ہوں رحیم ہے تُو

maablib.org

منتخب حمدیہ اشعار

وہ فقط لائقِ عبادت ہے
ورنہ دنیا کی کیا حقیقت ہے

خاک میں جان ڈالنے والا
بطنِ مادر میں پالنے والا

خدا نے کس قدر احساں کیا ہے
امامت سلسلہ ہم کو دیا ہے

ثنائے رب کروں کیسے زباں سے
زبانِ انبیاء لاؤں کہاں سے

جسم میں جان روح کی بخشی
تیرا احساں ہے زندگی بخشی

خدا کی حمد لکھوں عظمتِ خدا لکھوں
مگر میں سوچتا ہوں اپنے رب کو کیا لکھوں

حمد۔۱

ثنائے رب کروں کیسے زباں سے
زبانِ انبیاءؑ لاؤں کہاں سے

میں بندہ ہوں وہ ہے معبود میرا
میں ساجد ہوں وہ ہے مسجود میرا

ہیں ختم المرسلیںؐ محبوبِؐ یزداں
محمدؐ مصطفیٰؐ شاہِؐ رسولاں

بہ فیضِ مصطفیٰؐ عرفانِ حق ہے
کہ مجھ کو یاد آقاؐ کا سبق ہے

خدا کو یاد کرنا کام میرا
نبیؐ کے ساتھ ہے اسلام میرا

نبیؐ کے بعد آلِؐ مصطفیٰؐ ہے
ہدایت کا مسلسل سلسلہ ہے

صراطِ حق کا رستہ مت بدلنا
زمانے کی روش پہ تم نہ چلنا

☆

شریعت کے مطابق زندگی ہو
نہ رب کے روبرو شرمندگی ہو

نہ اپنے وقت کے فرعون بننا
ہمیشہ پیروانِ جونؑ بننا

علیؑ کی پیروی حق کی عبادت
عقیدہ ہو تو پابندِ شریعت

عقیدہ، بن شریعت تم نہ رکھنا
عقیدے کو شریعت سے پرکھنا

ہو قائم سیرتِ سجادؑ گھر گھر
عزاداری آئمہؑ کی طرح کر

وضو کا آب ہو اور یادِ اصغرؑ
کبھی یوں دیکھنا آنسو بہا کر

وضو کرلو عزادارو تم ایسے
کیا زین العباؑ نے دیکھو جیسے

☆

مضاف ہوتا رہا پانی پہ پانی
عبادت کی مگر کی پاسبانی

وضو کے واسطے پانی جو پایا
نظر پیاسوں کا اس میں عکس آیا

گرے آنسو تو اور پانی لیا ہے
وضو سجادؑ نے آخر کیا ہے

وضو کرنے سے لیکن منہ نہ موڑا
خدا سے آپؑ نے رشتہ نہ توڑا

عزادارِی شاہِؑ کربلا کی
بالآخر بندگیِ رب ادا کی

عزادارو! نمازِ حق نہ چھوڑو
عبادت سے عقیدہ اپنا جوڑو

وہ زینبؑ تھیں عزاداری کی بانی
ہُوا تھا جن کا خوں آنکھوں میں پانی

☆

حسینؑ ابنِ علیؑ کی تشنگی پر
بہا تھا خون اُن کا اشک بن کر

بہت آنکھوں کو نم رکھا انہوں نے
عبادت کا بھرم رکھا انہوں نے

تھیں خوش آب و غذا بچوں کو دے کر
وہ بھوکی سوگئیں راتوں کو اکثر

بہت کمزور زینبؑ ہوگئیں تھیں
مگر کب شہؑ کے غم میں سو گئیں تھیں

وہ دل میں رکھ کے غم کا سوز زینبؑ
تہجد پڑھ رہی تھیں روز زینبؑ

سرِ تسلیم خم رکھا انہوں نے
غمِ شہؑ کا بھرم رکھا انہوں نے

نمازیں بیٹھے بیٹھے پڑھ رہی تھیں
مشیت کی نظر پہ چڑھ رہی تھیں

☆

عزادارو! یہ ہے زینبؑ کی سیرت
عقیدہ یوں ہے پابندِ شریعت

عزا اور بندگی مربوط رکھو
خدا سے رابطہ مضبوط رکھو

☆☆☆☆☆

خدا نے غرق اُسے کردیا ہے

خدا کا قہر و غضب عینِ عدل ہوتا ہے
کہ سرکشوں کو سزا دی ہے اس نے دنیا میں
اٹھایا سر جو زمیں پر فرعون نے اپنا
خدا نے غرق اسے کردیا ہے دریا میں

☆☆☆☆☆

موسیٰؑ ضرور آئے گا

فرعون بن کے زمانہ جو سر اُٹھائے گا
عذابِ خالقِ اکبر اُسے مٹائے گا
جو ظلم بندوں پہ ڈھائے گا کوئی حد سے سوا
تو غیب سے کوئی موسیٰؑ ضرور آئے گا

حمد۔۲

جسم میں جان روح کی بخشی
تیرا احساں ہے زندگی بخشی

تو نے پھولوں کو تازگی بخشی
تو نے گلشن کو دلکشی بخشی

غم کبھی اور کبھی خوشی بخشی
اِک توازن سے زندگی بخشی

چشم کو، مہر و ماہ و اختر کو
تو نے کس کس کو روشنی بخشی

تو نے معبود ساری دنیا میں
جو بھی شے بخشی کام کی بخشی

بادلوں کی صدا یہ کہتی ہے
آسمانوں کو زندگی بخشی

اِک توازن زمین نے پایا
میخ تو نے پہاڑ کی بخشی

☆

تو نے پہچان ضد سے کروائی
تیرگی بخشی، روشنی بخشی

اپنے بندوں کے واسطے یارب
تو نے ہر چیز کام کی بخشی

ہم کو تسکینِ زندگی کے لئے
تو نے توفیقِ بندگی بخشی

تیرا احسان و شکریہ یارب
تو نے آنکھوں کو روشنی بخشی

اپنے محبوبؐ کی گواہی کو
تو نے کنکر کو زندگی بخشی

خلق دنیا میں کر کے آقاؐ کو
ہم کو آقاؐ کی پیروی بخشی

سب سے افضل نبیؐ ہمیں بخشا
سب سے اعلیٰ ہی رہبری بخشی

☆

حمد گوئی ہے، نعت گوئی ہے
تو نے بھرپور شاعری بخشی

جستجو اپنی ذات کی مالک
تو نے قمرؔ کو جیتے جی بخشی

☆☆☆☆☆

کھا کر حرام پھولا ہے

وہ ظلم وجور کی دنیا میں فخر کرتا ہے
خدا کو بھول کے انسان خود کو بھولا ہے
حیات رکھتا ہے پانی کے بلبلے کی طرح
جو دیکھئے تو وہ کھا کر حرام پھولا ہے

☆☆☆☆☆

بدلتے رہو

خدا کا خوف کرو راہِ حق پہ چلتے رہو
رسولؐ حق کی شریعت میں آپ ڈھلتے رہو
کسی یزیدؔ زمانہ سے تم نہ ہو مرعوب
کہ فکرِ ظلمِ یزیدی کو تم بدلتے رہو

حمد۔۳

حَمدِ خلاقِ دو جہاں کے لئے
لفظ درکار ہیں بیاں کے لئے

المدد اے قلم خدا کے لئے
مجھ کو الفاظ دے ثنا کے لئے

فکر میری رہی سدا محدود
اُس کی ہستی مگر ہے لا محدود

ساری دُنیا پہ حکمراں ہے وہی
مالکِ بزمِ این و آں ہے وہی

وہ زمانے کو پالنے والا
سب کی مشکل کو ٹالنے والا

آنکھ میں روشنی اُسی سے ہے
رُوح میں دلکشی اُسی سے ہے

خاک میں جان ڈالنے والا
بطنِ مادر میں پالنے والا

☆

ہر طرف رحمتیں برستی ہیں
آنکھیں دیدار کو ترستی ہیں

گلستاں میں بہار اُس سے ہے
دل کو حاصل قرار اُس سے ہے

وہ زمانے میں بے مثیل بھی ہے
اُس کے ہونے کی یہ دلیل بھی ہے

ساری چیزوں میں اُس کا جلوہ ہے
اس کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے

وہ فقط لائقِ عبادت ہے
ورنہ دنیا کی کیا حقیقت ہے

زندگی جیسے قرض ہے مجھ پر
بندگی ویسے فرض ہے مجھ پر

پھر بھی ہوں بندگی سے بیگانہ
منصب آدمی سے بیگانہ

☆

میں گنہگار ہوں خدا کی قسم
لائقِ دار ہوں خدا کی قسم

اپنی تخلیق کا نہیں احساس
کھو گئے میرے ہوش اور حواس

یوں طبیعت جو میری گھبرائی
دفعتاً دل سے یہ صدا آئی

فخر کر، امتِ رسولؐ میں ہے
سایۂ رحمتِ رسولؐ میں ہے

تو حبیبؐ خدا کا عاشق ہے
فی الحقیقت یہ عشقِ صادق ہے

تجھ کو آلِ نبیؐ سے اُلفت ہے
تیرے قدموں میں بادشاہت ہے

اپنے مالک سے التجا کرلے
دل سے اِک بار ہی دعا کرلے

☆

ہاتھ اُٹھا کر میں اب دُعا مانگوں
عشقِ احمدؐ کا یوں صلہ مانگوں

اس یقیں پر مجھے بھروسا ہے
میں ہوں بیمار تُو مسیحا ہے

بخش دے عشقِ مصطفٰیؐ کے طفیل
یعنی سلطانِؐ انبیا کے طفیل

میرے مالک بڑا کریم ہے تُو
میں گنہگار ہوں رحیم ہے تُو

☆☆☆☆☆

انصاف کرنے والا ہے

وہ گردِ ظلمِ بشر صاف کرنے والا ہے
وہ دل کا آئینہ شفاف کرنے والا ہے
سزا کڑی سے کڑی دے گا ظالموں کو خدا
وہ صابرین سے انصاف کرنے والا ہے

حمد۔۲۴

بیانِ عظمتِ خلّاقِ عالم
نہیں ممکن مکمل کر سکیں ہم

ہمیشہ اُس کی ہے جلوہ نمائی
اُسے زیبا ہے شانِ کبریائی

ہزاروں نعمتیں اُس نے عطا کیں
زمیں پر رحمتیں اُس نے عطا کیں

بشر کے واسطے کیا کیا بنایا
نظامِ کائنات اُس نے چلایا

جہانِ خشک و تر پیدا کئے ہیں
کہ اُس نے بحر و بر پیدا کئے ہیں

یہ احساں اُس نے بندوں پر کیا ہے
شعورِ بندگی اس نے دیا ہے

اسی نے انبیاء بھیجے زمیں پر
اسی نے اولیاء بھیجے زمیں پر

نبیؐ بھیجے برائے رہنمائی
ولیؑ بھیجے برائے حق رسائی

نبیؐ اپنے محمدؐ مصطفٰےؐ ہیں
ہم امت اُن کی ہیں وہ رہنما ہیں

انہیں کا ہے لقب محبوبؐ یزداں
شب معراج وہ تھے رب کے مہماں

کریں گے جب وہ بخشش کی سفارش
خدا امت پہ کر دیگا نوازش

کیا اجرِ رسالتؐ فرض ہم پر
مودّت آلؑ کی ہے قرض ہم پر

رسالت کی جہاں پر انتہا ہے
امامت کی وہاں سے ابتدا ہے

خدا نے دیں دیا ہم کو مکمل
ہماری رہنمائی کو مسلسل

خدا نے کس قدر احساں کیا ہے
امامتؑ سلسلہ ہم کو دیا ہے

حمد۔۵

خدا کی حمد لکھوں عظمتِ خدا لکھوں
مگر میں سوچتا ہوں اپنے رب کو کیا لکھوں

میں اس کی ذات کے بارے میں کیا کروں منظوم
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

نہ کائنات بنی تھی نہ تھا بشر موجود
نہ مہر و ماہ، نہ دن رات کا سفر موجود

وہ ایک عالمِ "ہُو" شش جہات سے پہلے
صفات ذات میں گم ممکنات سے پہلے

وہ اپنی ذات میں کامل رہا ہمیشہ سے
صفات و ذات کی منزل رہا ہمیشہ سے

ہمیشگی کی صفت کا وہی تو حامل تھا
وہ اپنی ذات میں محفل تھا میرِ محفل تھا

اسی کی ذات تو پوشیدہ اِک خزانہ تھی
جو بے نیاز بھی تھی اور بے زمانہ تھی

☆

نہ کوئی شے تھی مگر وہ تھا ہر طرف موجود
نہ کوئی عبد تھا اُس وقت بھی تھا وہ معبود

یہ اُس نے چاہا کہ اُس کو بھی کوئی پہچانے
کوئی تو ہو کہ جو اُس کو بھی کبریا مانے

تو اپنے نور سے اِک نور اُس نے خلق کیا
وہ نور باعثِ تخلیقِ کائنات ہوا

اس ایک عالم "ہُو" میں یہ معجزہ دیکھا
کہ چھ دنوں میں بنائے خدا نے ارض و سما

بنے جو ارض و سما زندگی بھی جھوم گئی
کہ چاند تاروں کی دنیا فلک پہ گھوم گئی

یہ مہر و ماہ، یہ کوکب، یہ کہکشاں، یہ نجوم
یہ برگ و بار، یہ سبزہ، یہ گل، یہ بادِ سموم

یہ ریگزار یہ صحرا یہ گرد و دشت و جبل
یہ آبشار، یہ دریا یہ بحر، اور بادل

☆

یہ خونخوار درندے، چرند اور پرند
ہرن، چکارے، ببر شیر، فیل اور سمند

چنبیلی، موتیا، بیلہ صنوبر اور گلاب
چمن میں آئے تو آیا بہار پر بھی شباب

مناسبت سے یہ موسم کے سبزیوں کی نمو
یہ مُشک و عنبر و خس اور عود کی خوشبو

یہ جَو، یہ گندم و چاول یہ باجرے کے درخت
کہیں پہ نرم زمیں اور کہیں پہ سخت سے سخت

کہیں کپاس بچھونا ہماری قسمت کا
زمیں اُگلتی ہے سونا ہماری قسمت کا

یہ کائنات کی سب رونقیں خدا کی قسم
ہمارے واسطے ہیں اور ان کے واسطے ہم

ہَوا برائے نفس، دل برائے گردشِ خوں
یہ نعمتیں ہیں کہ جن سے ہے زندگی میں سکوں

☆

زمیں کے نیچے خزانے ہمارے واسطے ہیں
کہ خواب کتنے سہانے ہمارے واسطے ہیں

ہزاروں نعمتوں کا شکر ہم نہیں کرتے
کہ سر برائے خدا اپنا خم نہیں کرتے

مفادِ ذات میں ڈھالے ہوئے ہیں دینِ خدا
کہ اپنے دل میں نہیں رکھتے خوف محشر کا

نفاق و بغض کے صحرا میں پھر رہے ہیں ہم
تباہیوں کے بگولوں میں گھر رہے ہیں ہم

بنے ہیں راستہ ہم دوسروں کی منزل کا
کہ سودا کرنے چلے ہیں خود اپنے ساحل کا

چلا گیا جو یہ ساحل تو ڈوب جاؤ گے
تم اپنی قبر سمندر میں خود بناؤ گے

یہ گشت و خون کہاں تم کو لے کے جائے گا
یقین جانو خدا کا عذاب آئے گا

☆

تمہیں خبر نہیں کیا قومِ نوحؑ کا انجام
کہ غرق کردیا طوفاں میں ظالموں کو تمام

کبھی عذابِ خدا قومِ ہُود پہ آیا
کبھی وہ لشکرِ فرعون غرقِ دریا تھا

تمہیں خبر نہیں ہابیل کا بلند مقام؟
تمہارے سامنے قابیل کا نہیں انجام؟

جو قتل ہوگیا ہابیل خُلد ہے مسکن
تو کر کے قتل، ہے قابیل نار کا ایندھن

خدا کو قتل کسی کا نہیں گوارا ہے
جسے بھی خلق کیا اُس نے، اس کو پیارا ہے

مگر وہ عادلِ مطلق ہے عدل کرتا ہے
کہ قاتلوں سے وہ دوزخ کو خوب بھرتا ہے

ضمیر تم نے جو ڈالر کے مول بیچ دیا
خدا نے اس لئے دستِ کرم بھی کھینچ لیا

☆

گسا ہے تم کو جو دجال نے شکنجے میں
جھپٹ لیا ہے تمہیں شیطنت کے پنجے میں

مفادِ ذات میں احکامِ حق بدلتے ہو
یہودی فکر جو باطل ہے اُس میں ڈھلتے ہو

رسولِؐ حق کا نواسہ جنہوں نے قتل کیا
اسی یہودی تفکّر کے تم ہو پروردا

رسولِؐ حق کے نواسے کے سوگوار ہیں ہم
کہ انبیاء کی شریعت کے پاس دار ہیں ہم

ہمارے قتل کا تم کو حساب دینا ہے
بروزِ حشر نبیؐ کو جواب دینا ہے

لہو میں ڈوبے ہوئے محوِ گفتگو ہوں گے
خدا کے سامنے ہم لوگ سُرخرو ہوں گے

وہ تم ہو روزِ جزا و سزا کو بھولے ہو
مفادِ ذات میں عدلِ خدا کو بھولے ہو

نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرتے دم مجھ کو محمدؐ کی زیارت ہوگی
لوگ حسرت سے مرا آخری دم دیکھیں

maablib.org

منتخب نعتیہ اشعار

حشر میں نامۂ اعمال ملے گا لیکن
ہم خطا اپنی نہیں اُنؐ کا کرم دیکھیں گے

اِسی امید پہ آنکھوں کو بچھا رکھا ہے
جو زمیں دیکھ چکی، میں وہ کفِ پا دیکھوں

مقامِ صاحبِ معراج پوچھ حیدرؓ سے
بلند لوگ ہی دیں گے بلندیوں کی مثال

خدا کرے کہ میں جلوہ رسولؐ کا دیکھوں
خدا کرے کہ رہے اتنی تاب آنکھوں میں

کہیں نہ پائی حیاتِ اویسؓ سے ہٹ کر
نہ قربتوں کی مثال اور نہ فاصلوں کی مثال

جسؐ کا سایہ بھی نہیں ہے، یہ خدا کا فیض ہے
میری ہستی کو اُسیؐ کے زیرِ سایہ کر دیا

نعتِ اوّل

نعت لکھنے کو ترا دستِ کرم دیکھیں گے
بے ہُنر پھر کہیں قرطاس و قلم دیکھیں گے

فرش تا عرش وہی نقشِ قدم دیکھیں گے
راہِ معراجِ شہنشاہِؐ اُمم دیکھیں گے

کس کے سائے میں عرب اور عجم دیکھیں گے
سب پہ پھیلا ہوا وہؐ ابرِ کرم دیکھیں گے

کُن کی منزل پہ اگر اُنؐ کے قدم دیکھیں گے
اُنؐ کے ہی زیرِ قدم ہست و عدم دیکھیں گے

عظمتِ روضۂ سلطانِؐ اُمم دیکھیں گے
سر تو پھر سر ہے، وہاں دل کو بھی خم دیکھیں گے

سر پہ جب آپؐ کا دامانِ کرم دیکھیں گے
غیر ممکن ہے کہ ہم رنج و الم دیکھیں گے

ہم جہاں شاہِؐ دو عالم کے قدم دیکھیں گے
رفعتِ سدرہ و طوبیٰ وہاں خم دیکھیں گے

☆

جب برستا ہوا وہ ابرِ کرم دیکھیں گے
ریگزاروں پہ بہاروں کے قدم دیکھیں گے

مستقل آپؐ کے جو نقشِ قدم دیکھیں گے
ایک دن دیکھنا ہم باغِ ارم دیکھیں گے

ایک پتھر سے محمدؐ نے اُخوت بخشی
ہم اِسی واسطے دیوارِ حرم دیکھیں گے

حشر میں نامۂ اعمال ملے گا لیکن
ہم خطا اپنی نہیں، اُنؐ کا کرم دیکھیں گے

پیشِ سلطانِؐ اُمم حشر میں شاہانِ جہاں
ہم فقیروں کا عجب جاہ و حشم دیکھیں گے

لوگ جنّت کے طلبگار رہیں محشر میں
ہم مدینے میں وہی باغِ ارم دیکھیں گے

کِشتِ تخئیل میں کِھلتے ہیں جو مدحت کے گلاب
دوسرے پھولوں کو اِن پھولوں سے کم دیکھیں گے

☆

اُفقِ ذہن پہ روشن تو ہو معراج کی رات
نورِ حق، نورِ محمدؐ کو ہم دیکھیں گے

اس یقیں پر ہی تو ہستی کا سفر جاری ہے
ایک دن روضۂ سرکار بھی ہم دیکھیں گے

میں ندامت سے سوئے چشمِ کرم دیکھوں گا
وہ محبت سے مرا دیدۂ نم دیکھیں گے

مرتے دم مجھ کو محمدؐ کی زیارت ہوگی
لوگ حسرت سے مرا آخری دم دیکھیں گے

صفحۂ نعت پہ نیرؔ مرے دل کی باتیں
مستقل اشک جو لکھیں گے قلم دیکھیں گے

☆☆☆☆☆

زادِ سفر

سیرتِ محبوبِؐ حق پیشِ نظر ہو جائے گی
زندگی اِک پل میں کتنی معتبر ہو جائے گی
اس طرح اِک دن کریں گے جادۂ ہستی کو طے
الفتِ خیرالبشرؐ زادِ سفر ہو جائے گی

نعتِ دوئم

نورِ اوّل کا ہر اِک سمت اجالا دیکھوں
مطلعِ کُن پہ وہؑ جلوہ قمر آرا دیکھوں

سلسلے وار میں فردوس کا نقشہ دیکھوں
کربلا دیکھوں، نجف دیکھوں، مدینہ دیکھوں

کاش میں محفلِ معراج کو سجتا دیکھوں
میرے اللہ کوئی خواب میں ایسا دیکھوں

زندگی جس کی اویسؓ ہو وہ بندا دیکھوں
ایسا دنیا میں کوئی چاہنے والا دیکھوں

تا بہ خُلد آپؐ کے جو نقشِ کفِ پا دیکھوں
میں پلٹ کر نہ کبھی جانبِ دنیا دیکھوں

پھول مدحت کا ہر اِک رنگ میں کِھلتا دیکھوں
گلشنِ نعتِ نبیؐ اچھے سے اچھا دیکھوں

اتنا دیدارِ محمدؐ کا یقیں ہو مجھ کو
جب تلک زندہ رہوں آپؐ کا رَستا دیکھوں

☆

یہ تمنا ہے مری عالمِ اسلام کو میں
اسوۂ احمدِ مختار میں ڈھلتا دیکھوں

رفعتِ صاحبِ معراج کا جب آئے خیال
فرش پہ اُترا ہوا عرشِ معلّیٰ دیکھوں

اپنی ہستی کی بہاروں کا یقیں آجائے
مسکراتا ہوا جب وہ رُخِ زیبا دیکھوں

ایسی محفل میں بھی اے کاش پڑھوں نعتؐ اُن کی
صدرِ محفل میں انہیںؐ انجمن آرا دیکھوں

اِسی امید پہ آنکھوں کو بچھا رکھا ہے
جو زمیں دیکھ چکی، میں وہ کفِ پا دیکھوں

سب محمدؐ ہی محمدؐ ہیں مرے راہنمؐا
ایک ہی جلوہ میں جلوہ پسِ جلوا دیکھوں

حشر میں یہ مری بخشش کی ضمانت ہوجائے
نعت میں ڈھال کے یوں اپنا سراپا دیکھوں

☆

دل مدینے میں رہے سر یہ جھکے کعبے میں
اس طرح دوہری عبادت کا قرینا دیکھوں

ڈوب کر بحرِ مودّت میں جو نکلوں قمؔر
سامنے اپنے میں کوثر کا کنارا دیکھوں

☆☆☆☆☆

مدینے کا نظارا

میں نے آقا کے تصور کو سہارا کرلیا
بند کیں آنکھیں زمانے سے کنارا کرلیا
لوگ جانے کا مدینے خواب ہی دیکھا کیے
میں نے گھر بیٹھے مدینے کا نظارا کرلیا

☆☆☆☆☆

چراغِ قبر

آرزوؤں پہ اپنی جبر کیا
کیسا دنیا میں ہم نے صبر کیا
خود کو ڈھالا نبیؐ کی سیرت میں
اور روشن چراغِ قبر کیا

نعت سوئم

برائے نعتِ رسالتمآبؐ آنکھوں میں
ہوئی ہے جذب خدا کی کتاب آنکھوں میں

نبیؐ ہیں رشک دہِ ماہتاب آنکھوں میں
دماغ عرش پہ میرا ہے، خواب آنکھوں میں

ہُوا، نہ ہوگا کبھی اضطراب آنکھوں میں
بسا ہے روئے رسالتمآبؐ آنکھوں میں

رہے دیارِ رسالتمآبؐ آنکھوں میں
اتار دے مرے مالک وہ خواب آنکھوں میں

خدا کرے کہ میں جلوہ رسولؐ کا دیکھوں
خدا کرے کہ رہے اتنی تاب آنکھوں میں

ہوا جو خواب میں دیدارِ احمدِؐ مختار
تو کھنچ کے طیبہ سے آئی شراب آنکھوں میں

سوال دل میں جو آقاؐ کی دید کا اُٹھے
تو پھر سوال کا آئے جواب آنکھوں میں

☆

نبیؐ کی راہ میں آنکھیں اگر بچھائی ہیں
دعائیں مانگ، کہ مہکیں گلاب آنکھوں میں

کرم جو شافعِ محشر کا ایک بار ہوا
کُھلا ہے خلد کا سو بار باب آنکھوں میں

اُٹھیں جو دیکھا تو دُنیا مری چمک اُٹھی
سمٹ کے آگئی سب آب و تاب آنکھوں میں

علیؓ کی آنکھوں سے آشوبِ چشم جاتا رہا
لگادیا جو نبیؐ نے لُعاب آنکھوں میں

جو دیکھا شافعِ محشر کو ہم نے آتے ہوئے
تو آنکھیں کھو گئیں روزِ حساب آنکھوں میں

جمالِ گنبدِ خضرا کا جب سے دیکھا ہے
پلٹ کے آیا ہے تب سے شباب آنکھوں میں

کُھلے نہ آنکھ، نبیؐ کو جو خواب میں دیکھوں
کہ مستقل رہے یارب وہ خواب آنکھوں میں

☆

ہیں رندِ آلِ نبیؐ بے نیازِ جام و خُم
کشید ہوتی ہے اپنی شراب آنکھوں میں

نبیؐ کی دید عبادت ہے بندگی کی قسم
ملا ہے نور کی صورت ثواب آنکھوں میں

غدیرِ خُم کے جو منبر سے مصطفیٰؐ نے کیا
وہ ہے نظارۂ روزِ خطاب آنکھوں میں

شرابِ حُبِّ نبیؐ رات دن میں پیتا ہوں
تو رات دن ہے سرورِ شراب آنکھوں میں

بڑھا رہا ہوں میں آنکھوں کی روشنی پیہم
حدیثِ نور کا رکھ کر نصاب آنکھوں میں

خدا کی حمد، محمدؐ کی نعت، مدحِ علیؓ
ہمیشہ رہتی ہے راہِ ثواب آنکھوں میں

ہیں چشمِ بوذرؓ و سلمانؓ مرکزِ تنویر
کبھی وہؐ نور نہ آیا، خراب آنکھوں میں

☆

جو روشنی کی طلب ہے برائے دیدِ رسولؐ
لگا لو خاکِ درِ بوترابؓ آنکھوں میں

جسے نبیؐ نے نکالا تھا اپنی محفل سے
کبھی رہا نہ وہ خانہ خراب آنکھوں میں

نبیؐ کی دید کا، میری زبان پر قمرؔ
سوال آتے ہی، آئے جواب آنکھوں میں

☆☆☆☆☆

قطرہ اور سمندر

زباں میری برائے مدحتِ محبوبِؐ داور ہے
کہ دل میں موجزن روزِ ازل سے حُبِّ سرورؐ ہے
کہاں میں اور کہاں نعتِ رسولؐ پاک اے قمرؔ
کہ قطرہ پھر ہے قطرہ اور سمندر پھر سمندر ہے

غلامِ رسولؐ

زندگی کا اصول ہوتا ہے
پھول خوشبو سے پھول ہوتا ہے
آدمی بے عمل خدا کی قسم
کب غلامِ رسولؐ ہوتا ہے

نعت چہارم

یقیں کے ساتھ نبی کو پکار کر دیکھو
پھر اُس کے بعد ذرا انتظار کر دیکھو

نبیؐ کے عشق کو عینِ بہار کر دیکھو
اِک ایسا لمحہ کبھی تو گزار کر دیکھو

نہ بیٹھنا رہِ مشکل میں ہار کر دیکھو
نبیؐ کے ساتھ علیؑ کو پکار کر دیکھو

جو دیکھنا ہے تمھیں جلوۂ حبیبؐ خدا
نگاہِ شوق کا صدقہ اُتار کر دیکھو

وہ آڑے وقت میں اُمّت کے کام آتے ہیں
خلوص شرط ہے تم بھی پکار کر دیکھو

نصیب تم کو حیاتِ دوام ہو جائے
جو چار دن سرِ طیبہ گزار کر دیکھو

مہک اُٹھے گی یہ ہستی گلاب کی صورت
نبیؐ کی یاد کو دل میں اُتار کر دیکھو

☆

زمانہ تم کو غلاموں کا تاجدار کہے
رسولؐ پاک سے اتنا تو پیار کر دیکھو

اگر حیات کے مفہوم کو سمجھنا ہے
تو جان راہِ عقیدت میں وار کر دیکھو

جو چاہتے ہو کہ حاصل ہو قُرب خالق کا
درِ رسولؐ پہ ہستی گزار کر دیکھو

رسولؐ سے ہو محبت مگر دلیل کے ساتھ
دلوں پہ نقشِ عقیدت اُبھار کر دیکھو

پناہ گردشِ ایام تم سے مانگے گی
بس ایک بار نبیؐ کو پکار کر دیکھو

مکان مل کے رہے شہرِ علم میں تم کو
رہِ حیاتِ علیؑ اختیار کر دیکھو

بہ فیضِ نعت ہی زندہ رہوں گا میں قمرؔ
مجھے مٹانے کی کوشش ہزار کر دیکھو

نعتِ پنجم

پروردگار وہ مجھے رستہ دکھائی دے
دو گام میں چلوں تو مدینہ دکھائی دے

دریا دلی جو اُنؐ کی سراپا دکھائی دے
ہر شخص اُنؐ کی چاہ میں پیاسا دکھائی دے

لفظوں میں کس طرح کروں توصیفِ مصطفٰےؐ
کوزے میں کس طرح مجھے دریا دکھائی دے

جاؤں وہاں تو گردشِ تقدیر کیا کرے
ٹھہرا ہوا جہاں پہ زمانہ دکھائی دے

ہر نعت کہنے والے پہ وہ نعت قرض ہے
جس میں حضورؐ آپ کا چہرہ دکھائی دے

ہاں عمر بھر خیالِ نبیؐ جس کے ساتھ ہو
وہ کیوں عدم کی راہ میں تنہا دکھائی دے

در آئے میری فکر میں قرآں کا حرف حرف
پھر جو لکھوں وہ اُنؐ کا قصیدہ دکھائی دے

قطعہ بند

اعجاز یہ بھی صاحبِ شق القمر کا ہو
ہر نعت میری عرشِ معلّیٰ دکھائی دے

افکار کو ہے چاند ستاروں کی جستجو
دل کی زمیں کو اُنؐ کا کفِ پا دکھائی دے

☆☆☆☆☆

اے کاش اتنا تیز ہو بینائی کا سفر
گھر بیٹھے مجھ کو گنبدِ خضرا دکھائی دے

میری اگر حیات اویسؓ حیات ہو
جینے کی طرح پھر مرا مرنا دکھائی دے

لب پہ اگر ہو نام رسولؐ کریم کا
طوفان میں بھی مجھ کو کنارا دکھائی دے

جس میں دکھائی دیتا ہو جلوہ حضورؐ کا
اِک ایسا آئینہ بھی خدارا دکھائی دے

پہنچے اگر فقیر درِ شہرِ علم پہ
خالی کبھی نہ فکر کا کاسا دکھائی دے

☆

اے کاش اب حضورؐ کے نائبؒ کا ہو ظہور
بے عیب ہم کو پھر تو یہ دنیا دکھائی دے

نیّر دکھائی دے جو مدینے کی راہ میں
ہم صورتِ گلاب وہ کانٹا دکھائی دے

☆☆☆☆☆

عشقِ محمدؐ

عالمِ وہم و گماں کو تہ و بالا کردے
نعت کی فکر کو اعلیٰ سے بھی اعلیٰ کردے
دل سے یارب مجھے کرنی ہے محمدؐ کی ثنا
ذہن میں عشقِ محمدؐ سے اجالا کردے

☆☆☆☆☆

نعت کا ادراک

نعت کا ادراک ہونا چاہئے
دامنِ دل پاک ہونا چاہئے
لفظ آئیں ذہن میں مثلِ گہر
آنکھ بھی نمناک ہونا چاہئے

نعت ششم

نہیں زمانے میں آقاؐ کے عاشقوں کی مثال
حیات اُن کی ہے شفاف آئینوں کی مثال

نہیں حضورؐ تمھاری سخاوتوں کی مثال
سخا کے بعد نہیں اپنے دامنوں کی مثال

تلاش کرتے رہو تم شراب خانوں میں
کہیں نہ پاؤ گے طیبہ کے میکشوں کی مثال

نہ پنجتنؑ سے تقابل کسی کا تم کرنا
کبھی نہ تھی، نہ کبھی ہوگی، آئینوں کی مثال

رسولؐ پاک کی ہستی ہے مرکزِ پرکار
تو اہلبیتؑ ہیں ایماں کے دائروں کی مثال

کہیں نہ پائی حیاتِ اُویسؓ سے ہٹ کر
نہ قربتوں کی مثال اور نہ فاصلوں کی مثال

جو دل میں رکھتے نہیں ہیں رسولؐ کی الفت
حیات کاٹ رہے ہیں وہ پتھروں کی مثال

دی گئی طرح کے قافیے کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان قافیوں کو استعمال کیا گیا جو فنی اعتبار سے قافیے نہیں بنتے۔
اہلِ فن سے معذرت (مصرعِ طرح) ۔ کہیں نہیں ہے محمدؐ کے میکشوں کی مثال

☆

صبا نے گلشنِ جنت میں گھوم کر یہ کہا
بہارِ گلشنِ طیبہ ہے جنّتوں کی مثال

مرے رسولؐ کی ملتی نہیں رسولوںؑ میں
نہ شفقتوں کی مثال اور نہ رحمتوں کی مثال

مدینہ، سامرہ، مشہد، نجف اور کرب و بلا
کہیں بھی ملتی نہیں ایسے میکدوں کی مثال

غدیرِ خم میں ہے ارشادِ احمدِؐ مختار
علیؑ علیؑ ہیں کوئی دے نہ دوسروں کی مثال

نبیؐ کے در کے گداگر ہیں بادشاہی لئے
کہاں ہیں شاہوں میں ایسے گداگروں کی مثال

نبیؐ کی بزم میں کوئی نہیں تہی دامن
نہیں ہے اور کہیں ایسی محفلوں کی مثال

سوارِ دوشِ پیمبرؐ حسنؑ، حسینؑ رہے
کہیں نہیں ہے محمدؐ کے لاڈلوں کی مثال

☆

کوئی قریب محمدؐ کے دل سے کتنا ہے
سمجھ سے بالا یہاں پر ہے قربتوں کی مثال

مثالِ اُمتِ محبوبِؐ کبریا نہ ملی
اگرچہ ملتی رہی پچھلی اُمتوں کی مثال

مقامِ صاحبِ معراج پوچھ حیدرؓ سے
بلند لوگ ہی دیں گے بلندیوں کی مثال

بنے دلیل نبوت کی دستِ احمدؐ پر
کہ گفتگو میں نہیں ملتی کنکروں کی مثال

گرا سکے نہ مقامِ ادب سے نیرؔ کو
جو دوستوں کا ہو برتاؤ دشمنوں کی مثال

☆☆☆☆☆

روشنی

فکر کو آگہی عطا کی ہے
دل کو تابندگی عطا کی ہے
نوعِ انساں تھی تیرگی میں مگر
آپؐ نے روشنی عطا کی ہے

نعتِ ہفتم

کرم ہے یہ محمدؐ کی عطا کا
کھلا ہے باب ہم پر ہل اتی کا

بھکاری ہوں درِ خیر الوریٰ کا
بھرم ہے یہ فقیرِ بے نوا کا

نہیں ہے غم مجھے روزِ جزا کا
کہ دیوانہ ہوں شاہِ انبیاءؐ کا

ازل کا نور پھیلا ہے اَبد تک
عمل ہے ابتدا سے انتہا کا

سوئے جنت نکل جاتا ہے رستہ
مدینے کا، نجف کا، کربلا کا

مشامِ جاں میں خوشبو بھر گیا ہے
وہ اِک جھونکا مدینے کی ہوا کا

نظر میں وسعتِ ارض و سما ہے
میں پیرو ہوں شہِ ارض و سما کا

نہیں وہ حرف میری دسترس میں
جو حامل ہو محمدؐ کی ثنا کا

قیامت میں نویدِ باغِ جنت
کرم ہے شافعِ روزِ جزا کا

مہ و خورشید، کوکب اور ستارے
مسلسل عکس اِنؐ کے نقشِ پا کا

حقیقت میں وہی ہے سننے والا
زمانے میں نوائے بے نوا کا

جو اُنؐ سے دور رہتا ہے اُسی کو
نگاہِ گردشِ دوراں نے تا کا

نبیؐ کی گفتگو اُمت کے حق میں
اٹل قانون ہے ربِّ علا کا

مری ہستی بھی دیکھو آئینہ ہے
اثر ہے یہ محمدؐ کی وِلا کا

میں جنت میں پہنچ جاؤں گا قمؔر
ملے رستہ جو اُنؐ کے نقشِ پا کا

نعتِ ہشتم

سگِ دیوانۂ دنیا نہیں ہوں
گدائے رحمتہ اللعالمینؐ ہوں

بچھا جاتا ہوں اُنؐ کے راستے میں
کہ میں تو اُن کے قدموں کی زمیں ہوں

مدینہ ایسے مجھ کو کھینچتا ہے
کہ جیسے میں مدینے کا مکیں ہوں

وہ آقاؐ ہیں تو میں بندہ ہوں اُنؐ کا
جہاں اُنؐ کی رضا ہے میں وہیں ہوں

نبیؐ کے اسوۂ حسنہ پہ چل کر
میں خود ہی اپنی ہستی کا امیں ہوں

مری جنت یہاں بھی ہے وہاں بھی
محمدؐ ہیں جہاں میں بھی وہیں ہوں

مدینہ جس قدر ہے دُور مجھ سے
مدینے سے میں اتنا ہی قریں ہوں

☆

شرف مجھ کو غلامی کا وہ بخشیں
میں کہنے کو غلام اپنے تئیں ہوں

جُھکا جاتا ہوں خود آقا کے در پہ
عقیدت میں عبادت کا امیں ہوں

تمنا ہو نہ جینے کی اگر میں
دمِ آخر مدینے میں کہیں ہوں

نہیں محتاج دنیا میں کسی کا
میں تختِ فقر پہ مسند نشیں ہوں

مری ٹھوکر پہ ہے دنیا کی شاہی
غلامِ رحمت اللعالمینؐ ہوں

مرا ایمان مستحکم رہے گا
کہ میں سرکارؐ کے زیرِ نگیں ہوں

مجھے مدحت کے گُل ملتے رہیں گے
میں قرآں کے چمن کا خوشہ چیں ہوں

☆

مری نظروں میں اُنؐ کے نقشِ پا ہیں
مجھے دیکھو میں منزل آفریں ہوں

سمجھ لوں آپؐ کو میں اپنے جیسا
نہیں، آقاؐ میں ایسا تو نہیں ہوں

وہ محبوبِؐ خدا ہیں اور نیّر
محبت میں اُنؐ کا تا حدِّ یقیں ہوں

☆☆☆☆☆

خیال

برائے نعتِ رسولِؐ خدا خیال دیا
کہ بے نیاز نے مجھ کو بھی بے سوال دیا
جو خالی دیکھا ہے کشکولِ فکر و فن نیّر
تو رب نے غیب سے نعتوں کو اس میں ڈھال دیا

☆☆☆☆☆

نعتِ نہم

آپؐ نے لطف و کرم خادم پہ اتنا کردیا
میں بُرا تھا آپؐ کی سیرت نے اچھا کردیا

جس طرف آقاؐ نے اپنا روئے زیبا کردیا
اُس طرف نیرؔ اجالا ہی اجالا کردیا

عشقِ احمدؐ کا جو رکھا میں نے اِک جاکر ''دیا''
اس نے میری قبر کے اندر اجالا کردیا

مجھ کو نادیدہ خدا سے بھی محبت ہوگئی
اس قدر اے دل مجھے آقاؐ نے بینا کردیا

جب سے وہؐ دل میں مکیں ہیں ایسا لگتا ہے مجھے
میرے خالق نے مرے دل کو مدینہ کردیا

میں کہاں آقاؐ! کہاں یہ نعت گوئی کا شرف
آپؐ نے قطرے کو وسعت دی تو دریا کردیا

رحمتیں نازل ہوئیں ہیں اُس جگہ پر عرش سے
جشنِ میلادِ نبیؐ جس جا پہ برپا کردیا

☆

صاحبِؐ شق القمر کے در پہ رکھ کر اپنا سر
اَوج پر ہم نے مقدر کا ستارا کردیا

اس طرح ختمِ نبوتؐ پر نبوتؐ ختم کی
مصطفیؐ کے نام حق نے ہر زمانا کردیا

میری آنکھوں کو تمنا تھی کہ جنت دیکھ لیں
سامنے نظروں کے آقاؐ نے مدینا کردیا

روزِ محشر خالقِ اکبر نے اُمّت کے لئے
شافعِؐ محشر کو بخشش کا وسیلا کردیا

صاحبِؐ شق القمر کا یہ بھی اِک اعجاز ہے
بے تکلّم سنگریزوں کو بھی گویا کردیا

زندگی کا آئینہ رکھ کر نظر کے سامنے
آپؐ نے لطف و کرم اُمّت پہ کیا کیا کردیا

جب بھی سوچا ہے کہ ہیں کتنی بلندی پر رسولؐ
خود زمیں کو فکر نے عرشِ معلّی کردیا

☆

ہوگیا حاصل مجھے عرفانِ ذاتِ کبریا
لوحِ دل پر نقش جب سے نام اُنؐ کا کردیا

عالمِ ہستی میں جتنے مردہ دل انسان تھے
حُسنِ اخلاقِ نبیؐ نے اُن کو زندہ کردیا

جس کا سایہ بھی نہیں ہے یہ خدا کا فیض ہے
میری ہستی کو اُسیؐ کے زیرِ سایا کردیا

کم نہیں احسان مجھ پر خالقِ کونین کا
مجھ کو بھی قمرؔ نبیؐ کا نام لیوا کردیا

☆☆☆☆☆

سلیقہ نعت گوئی کا

ارادہ نعت کا جب بھی کیا ہے
ادب سے نام آقاؐ کا لیا ہے
مرے معبود نے مجھ بے ہنر کو
سلیقہ نعت گوئی کا دیا ہے

☆☆☆☆☆

نعتِ دہم

مدینے میں کسی دن میں بھی پہنچوں گا مقدر سے
نکلتا ہوں اسی امید پر ہر روز میں گھر سے

وہی نسبت تو ہے مدّاح کو محبوبِ داور سے
جو ذرّے کو ہے سورج سے، جو قطرے کو سمندر سے

محمدؐ کی غلامی کا جنہیں دعوٰی ہے وہ پہلے
ذرا منہ اپنا دیکھیں آئینہ لے کر سکندر سے

کبھی اپنی طرح محبوبِ داور کو نہیں کہنا
کبھی باہر نہ نکلیں زندگی بھر پاؤں چادر سے

حرم میں حجرِ اسود نصب کر کے آپؐ نے آقاؐ
اُخوت کا دیا پیغام ہم کو ایک پتھر سے

مسلسل ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ دنیا میں
بہت عزت ملی ہے مدحتِ محبوبِ داور سے

مجھے تو آپؐ کی چشمِ کرم گستر سے پینا ہے
نہ مینا سے غرض ہے مجھ کو دنیا میں نہ ساغر سے

☆

زہے قسمت سرِ میدانِ محشر لطف آجائے
جو نعتِ شافعِ محشر سُنے خالق سخنور سے

گُلِ ایماں کھلیں گے میری مٹی میں اگر پیہم
سحابِ لطفِ سرور کشتِ جاں پر ٹوٹ کر برسے

مرے اعمال میں پیہم اضافہ ہوتا رہتا ہے
کبھی حمدِ الٰہی سے کبھی نعتِ پیمبرؐ سے

کوئی اعجاز دکھلادو مرے آقاؐ زمانے میں
کہ اُمّت دور ہوتی جارہی ہے اپنے محور سے

یہ اعجازِ نبیؐ ہاتھوں پہ کنکر بول اُٹھے ہیں
محمدؐ مصطفےٰؐ جب گفتگو کرتے ہیں کنکر سے

لحد میں دیکھ کر مجھ کو فرشتے پیار سے بولے
کہاں کی پرسشِ اعمال آقاؐ کے سخنور سے

مقلّد ہوں ابو طالبؑ کا نیّر نعت گوئی میں
سلامت ہے مرا ایمان تو نعتِ پیمبرؐ سے

نعتِ یازدہم

ہے نویدِ منزلِ حق سب خدائی کے لئے
مصطفیٰؐ کے نقشِ پا ہیں رہنمائی کے لئے

وصفِ محبوبِؐ خدا میں لب کشائی کے لئے
آگئے قدسی بھی میری ہمنوائی کے لئے

خالقِ اکبر نے اپنی خودنمائی کے لئے
مصطفیٰؐ کو خلق فرمایا خدائی کے لئے

نعت گوئی میں خلوصِ انتہائی کے لئے
خونِ دل ہم نے دیا ہے روشنائی کے لئے

ہر کٹھن منزل پہ یہ احساس ہوتا ہے مجھے
میرے آقاؐ ساتھ ہیں مُشکل کُشائی کے لئے

کیا خبر کیا حال ہوتا گر نہ آتے مصطفیٰؐ
نوعِ انساں کی جہاں میں رہنمائی کے لئے

لحنِ داؤدیؑ مجھے مطلوب ہے پروردگار
بس ترے محبوبؐ کی مدحت سرائی کے لئے

☆

دل میں گھر کرلیں گے آقاؑ، ہاں مگر یہ شرط ہے
اشک افشانی کرو دل کی صفائی کے لئے

میرے آقاؑ کب حصارِ غم سے بخشو گے نجات
دل مسلسل ہی تڑپتا ہے رہائی کے لئے

اُمتی آقاؑ کے جب سب بھائی بھائی ہیں تو پھر
کیوں مصیبت بن گئے ہیں بھائی بھائی کے لئے

کاظمین و کربلا، مشہد، مدینہ اور نجف
جاؤں گا اِک دن مقدر آزمائی کے لئے

زندگی اول سے آخر تک رسولؐ اللہ کی
ہے مثالی زندگی ساری خدائی کے لئے

سب رسولوںؑ پر نظر کی ہے خدا نے اور پھر
مصطفےٰؐ کو چُن لیا ہے دلربائی کے لئے

اُنؐ کے قدموں میں گزر جائے گی اچھی زندگی
اس لئے بے تاب ہوں اُنؐ تک رسائی کے لئے

☆

ہر دو عالم میں محمدؐ مصطفےٰؐ کی زندگی
ہے چراغِ منزلِ عرفاں خدائی کے لئے

چند روزہ زندگی کو اسوۂ احمدؐ میں ڈھال
یہ سند ہوجائے گی پھر پارسائی کے لئے

اللہ اللہ کیا بیاں ہوگی قناعت آپؐ کی
آپؐ کا جسمِ مقدس اور چٹائی کے لئے

ذکرِ سرکارؐ دوعالم روشنی کا ذکر ہے
لب کشا ہوتا ہوں میں جلوہ نمائی کے لئے

اُنؐ کا ہوں قیصرؔ تو اُنؐ کے در سے مانگوں گا سدا
میں کبھی در در نہ بھٹکوں گا گدائی کے لئے

☆☆☆☆☆

ولادتِ خیرالبشر

جہاں میں صاحبِؐ شق القمر سا
بشر کوئی نہیں خیرالبشر سا
ولادت ہے محمدؐ مصطفےٰ کی
زمیں پر عرش سے یوں نور برسا

نعتِ دوازدہم

دیکھ کر روضہ نبیؐ کا خوبیءِ تقدیر سے
مل گئی آنکھوں کو ٹھنڈک نور کی تنویر سے

نعت لکھ کر فیضِ جدِّ حضرتِ شبیرؓ سے
زیست روشن ہوگئی ایمان کی تنویر سے

میں نے تقلیدِ ابوطالبؑ میں سب نعتیں کہیں
اہلِ ایماں یوں ملے ہیں عزت و توقیر سے

نعت پڑھتا جاؤں گا میں حشر کے میدان میں
گونج اُٹھیں گی فضائیں نعرہَ تکبیر سے

فیض یہ خیرُالبشرؐ کا ہے کہ ہم اہلِ وِلا
ذہن روشن کررہے ہیں خیر کی تنویر سے

نعت لکھی، روشنائی، روشنی میں ڈھل گئی
نور کی کرنیں نظر آنے لگیں تحریر سے

وہؐ نہ چاہیں تو نہ آئے جاں کسی بے جان میں
وہؐ اگر چاہیں تو جاگے زندگی تصویر سے

☆

جو اسیر عشق محبوبؐ الٰہی ہوگئے
وہ نہیں ڈرتے صلیب و دار سے، زنجیر سے

خواب میں ممدوحؐ کی صورت نظر آنے لگی
خواب کو یارب ملادے خواب کی تعبیر سے

وہ شفیع المذنبیں ہیں یہ مرا ایمان ہے
در گزر فرمائیں گے آقا مری تقصیر سے

فیضِ سردارِ جناں سے جب لکھی نعتِ رسولؐ
خوشبوئے باغِ جناں آنے لگی تحریر سے

کیا ملا زوجِؐ خدیجہؓ کا درِ دولت مجھے
دولتِ دنیا و دیں سب مل گئی تقدیر سے

غیر ممکن ہے کہ اُنؐ سے لَو لگا لینے کے بعد
ہو بچے مدحت، رسائی فکر کی تاخیر سے

خود مرے نزدیک آجائیں بہاریں خُلد کی
اُنؐ کے روضہ پر جو پہنچوں میں کسی تدبیر سے

☆

اسوۂ خیرُالبشرؐ سے ہے یہ دوری کا اثر
ساری دنیا دیکھتی ہے اب ہمیں تحقیر سے

چاہتا ہوں کلبِ شاہِؑ انبیاؐ ہوجاؤں میں
یوں تو میرا مرتبہ بڑھ جائے گا قطمیر سے

جو امانت جس کی تھی پہنچی اُسے ہجرت کے بعد
کام آقاؐ نے لیا یہ دستِ خیبر گیرؑ سے

بس انہیں دو صورتوں سے دین پھیلا کُو بہ کُو
خُلقِ ختمُ المرسلیںؐ سے حیدریؑ شمشیر سے

بعدِ محبوبِؐ خدا قیصر محاذِ فکر پر
لوگ پہچانے گئے ہیں خون کی تاثیر سے

☆☆☆☆☆

زندگی سے پیار

اس حقیقت سے کسے انکار ہے
ہر بشر کب صاحبِ کردار ہے
میرے دل میں ہے ولائے مصطفےٰؐ
مجھ کو اپنی زندگی سے پیار ہے

نعتِ سیزدہم

کوئی دنیا کا طالب ہے کوئی طالب ہے جنّت کا
مگر میں ہوں کہ دیوانہ ہوں شہرِ علم و حکمت کا

بڑا دعویٰ ہے واعظ تجھ کو آقاؐ سے محبت کا
مگر سوچا نہیں تو نے کبھی اجرِ رسالت کا

کرم ہے، فیض ہے، اعجاز ہے، خالق کا شاعر پر
برائے نعت گوئی موج میں آنا طبیعت کا

عمل ہے رنگ جس کا اور ہدایت جس کی خوشبو ہے
کِھلا ہے آمنہؓ کی گود میں وہ گُل رسالت کا

ہَوا تعریف کرتی ہے بہت اشعارِ مدحت کی
کہ اونچا ہوگیا معیار اب حُسنِ سماعت کا

ترے محبوبؐ کے گلہائے مدحت میں بھی رکھتا ہوں
عطا کردے مرے مالک مجھے بھی پھل ریاضت کا

ترا کردار لاثانی نظر آئے گا دنیا میں
بنا لے زندگی کو آئینہ آقاؐ کی سیرت کا

نظر میں سورۂ والشمس ہے یا اُنؐ کی صورت ہے
مزا آتا ہے اُنؐ کو دیکھ کر مجھ کو تلاوت کا

مری رگ رگ میں الفت دوڑتی ہے شاہِؐ بطحا کی
ذخیرہ ہو رہا ہے دل میں ایماں کی حرارت کا

ذرا کہدو نبیؐ کو اپنا جیسا کہنے والوں سے
تعلق ہو نہیں سکتا فسانے سے حقیقت کا

نبیؐ سے عشق فردوسِ معلّیٰ کی ضمانت ہے
چھپائے پھر رہا ہوں دل میں پروانہ میں جنّت کا

مری آنکھوں نے دیکھے خواب میں جلوے محمدؐ کے
مری آنکھوں نے گویا نور پایا ہے بصارت کا

غلامی کی سند مل جائے گی سرکارؐ سے لیکن
محبت کرنے والے میں سلیقہ ہو محبت کا

محمدؐ کے درِ دولت کا جو دیوانہ ہوتا ہے
وہ دیوانہ نہیں ہوتا کبھی دنیا کی دولت کا

مرے آقاؐ مجھے دامانِ رحمت میں چھپا لیں گے
نہیں ہے خوف نیّر مجھ کو خورشید قیامت کا

نعتِ چہاردہم

زباں پر مدحِ ممدوحِ خدا ہے
زمانہ میرا رتبہ جانتا ہے

مسلسل یہ جو آقاؐ کی ثنا ہے
یہ میرے دل دھڑکنے کی صدا ہے

عطا کے باب میں جو ہل اتی ہے
مرا کشکول اس نے بھر دیا ہے

جہاں وہ نام کشتی پر لکھا ہے
وہاں طوفان ساحل بن گیا ہے

وہ جس سے فیض حاصل ہو رہا ہے
محمدؐ کی حیاتِ طیبہ ہے

نوازش ہے کرم کی انتہا ہے
مجھے دل کا غنی اس نے کیا ہے

نظر ہے سیرتِ خیرالبشرؐ پر
کہ جینے کا سلیقہ آرہا ہے

☆

یہ جو تاروں کی افشاں ہے فلک پر
محمدؐ مصطفیٰؐ کی گردِ پا ہے

ہُوا یوں باز ہم پہ بابِ رحمت
کہ جیسے بابِ جنّت کھل گیا ہے

کیا ہے تذکرہ ہر اِک نبیؑ نے
محمدؐ ہر زمانے کی صدا ہے

ثنائے صاحبِ شقُ القمر سے
اُجالا ہی اُجالا ہورہا ہے

مسافر خُلد کا ہر ہر قدم پر
نقوشِ پائے احمدؐ ڈھونڈتا ہے

بہت آہستہ چلنا اُس زمیں پر
مدینہ خواب گاہِ مصطفیٰؐ ہے

وہ اِک جھونکا مدینے کی ہَوا کا
مشامِ جاں معطّر کر گیا ہے

☆

نبیؐ کے روضۂ اقدس پہ دیکھو
فلک دن رات سجدے کر رہا ہے

اتر آیا ہے جس میں عکس اُنؐ کا
مرے سینے میں ایسا آئینہ ہے

ذرا کردار اُس بندے کا دیکھو
جو دشمن کی عیادت کر رہا ہے

پیامِ کبریا بعدِ محمدؐ
علیؑ سے بر سرِ منبر سُنا ہے

یہ کیوں آپس میں ہیں دست و گریباں
مسلمانوں کو آخر کیا ہوا ہے

ہوئی ہے ٹکڑے ٹکڑے اُس کی اُمّت
کہ جس نے چاند دو ٹکڑے کیا ہے

محبت آپؐ سے ہے اِس کو آقاؐ
کہ قمؔر آپؐ کا تھا آپؐ کا ہے

نیرؔ اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی ''کشکولِ سخن'' جلد دوم
کے ایک مرثیہ بعنوانِ ''سفر'' سے
صاحبِ معراج کے حال کے چند بند

وہ جو اِک نور کا اِک نور کی جانب تھا سفر
اس سفر میں کہیں مسدود نہ تھی راہگزر
آگے سدرہ سے وہ کیا تھا کہ نہ اٹھتی تھی نظر
مصطفےٰؐ بڑھ گئے جبریل رُکے سِدرہ پر
پر جو جلنے لگے اُس کے تو اُسے چھوڑ دیا
نور نے راہ کی بندش کو وہیں توڑ دیا

پیچھے جبریلؑ رُکے بڑھ گئے آگے احمدؐ
یعنی محدود نہیں ہوتی کہیں نور کی حد
اپنے محبوبؐ کا طالب جو تھا وہ ربِّ اَحد
غیب سے صاحبِ معراجؐ کی کرتا تھا مدد
کتنی تیزی سے سرِ عرشِ علا پہنچے ہیں
قابَ قوسین پہ محبوبِؐ خدا پہنچے ہیں

فرش سے نور اُٹھے عرشِ علا تک جائے
عرش سے نور چلے فرش کی جانب آئے
ہر دو جانب کا سفر کیسے بشر سمجھائے
وقت کی قید میں کوئی نہ سفر کو لائے
ساعتِ وقت سے کیا راہِ سفر ناپے گا
کوئی پیمانہ ہو نوری تو بشر ناپے گا

در شانِ صلواۃ اللہ علیہا

جناب فاطمہ زہراؑ

بتلا دیا اُتر کے ستارے نے عرش سے
کتنی بلندیوں پہ مکاں سیّدہؑ کا ہے

maablib.org

تعارف

کِساء کی انجمن کا ہو رہا ہے
چمن جانِ سخن کا ہو رہا ہے
جنابِ فاطمہؑ کی شخصیت سے
تعارف پنجتنؑ کا ہو رہا ہے

چند منتخب اشعار

کوئی زہراؑ سے سیکھے گھر گرہستی
کہ شہزادیؑ ہے، چکی پیستی ہے

سب کو اِک کردار میں ڈھالا ترے فرزندؑ نے
مل نہیں سکتی اکائی اب بہترؑ کی طرح

خدیجہؑ سیرت، رسولؐ صورت، کنیزِ ربّ قدیر زہراؑ
زمیں پہ ڈھونڈا، فلک پہ دیکھا، ملی نہ تیری نظیر زہراؑ

منقبت۔۱

ارض و سما میں شور جو صلِ علیٰ کا ہے
یہ اہتمام آمدِ خیرُالنساءؑ کا ہے

ہونٹوں پہ ذکر بنتِ شہِ انبیا کا ہے
یہ ابتدا سے شوق مجھے انتہا کا ہے

دستِ طلب دراز مسلسل گدا کا ہے
اب دیکھو سلسلہ بھی کہاں تک عطا کا ہے

زہراؑ پہ فیضِ خاص یہ شمس الضحیٰ کا ہے
پیوند ایک ایک ستارہ ردا کا ہے

اِک شخصیت سے سب ہیں تعارف کے سلسلے
مفہوم اِک کھلا یہ حدیثِ کساء کا ہے

صدقے میں پنجتنؑ کے خدا نے کیا ہے خلق
جتنا جمال و حُسن یہ ارض و سما کا ہے

عظمت کوئی بتولؑ کی حیدرؑ سے پوچھ لے
یہ مشکلوں میں آسرا مُشکل کُشا کا ہے

☆

خاتونِ باغِ خُلدِ بریں ہے مری مراد
حالانکہ ذکر گلشنِ آلِ عباؑ کا ہے

بتلا دیا اُتر کے ستارے نے عرش سے
کتنی بلندیوں پہ مکاں سیّدہؑ کا ہے

نقشِ قدم پہ تیرے قدم مرتضیٰؑ کے ہیں
پردہ مباہلے میں ترے نقشِ پا کا ہے

ہم کو تو ایک کیفِ مسلسل نصیب ہے
ہم پر اثر یہ جامِ شرابِ وِلا کا ہے

آب و نمک تو مہر ہے زہراؑ کا اس لئے
مقروض حشر تک یہ جہاں سیّدہؑ کا ہے

جس گھر کی فاطمہؑ ہیں بہو اے زہے نصیب
اس گھر میں سلسلہ ہی مسلسل وفا کا ہے

کعبے کے شاہزادے سے عقدِ بتولؑ ہو
عرشِ بریں پہ فیصلہ یہ کبریا کا ہے

☆

اُمِ اَبیہاؑ پڑ گیا تاریخ میں لقب
معیار وہ بتولؑ میں اِک ماںتا کا ہے

ہو حاجرہؑ کہ مریمؑ و سارہؑ کہ آسیہؑ
رتبہ بلند سب سے کنیزِؑ خدا کا ہے

زہراؑ کے خون سے جو سرِ کربلا جلا
اب تک نہ اُس دیئے پہ اثر کچھ ہَوا کا ہے

زہراؑ ترے گھرانے پہ ہیں نعمتیں تمام
مرکز ترا گھرانہ ہی جود و سخا کا ہے

ایسے ثنائے آلؑ ہے ہستی سے منسلک
جیسے ہماری سانس سے رشتہ ہَوا کا ہے

پروازِ فکر دیکھ کے الفاظ کہہ اُٹھے
ہر شعر اِس زمین میں عرشِ عُلا کا ہے

حاصل قبولیت کی سند یوں ہمیں ہوئی
ہم وہ ہیں جن کے پاس وسیلہ دُعا کا ہے

☆

میری بساط کیا ہے، مری شاعری ہے کیا
مجھ پر ہمہ خیال کرم فاطمہؑ کا ہے

قنبرؓ سے چاہتے ہیں غلامی کی ہم سند
تکیہ درِ بتولؑ پہ اپنا سدا کا ہے

بندہ تو اُنؑ کا اُنؑ کی وِلا کا مریض ہے
طالب طبیب کا نہ ہے نہ طالب دوا کا ہے

فِطرُس نے اُڑ کے خانۂ زہراؑ سے یہ کہا
اچھا ہے وہ مریض جو دارُالشِّفا کا ہے

محشر کی دھوپ کی ہو ہمیں فکر کس لئے
سایہ سروں پہ دامنِ آلِ عباؑ کا ہے

اپنا رہے ہیں جتنا بھی قرآن و آلؑ کو
احساس اتنا ہی ہمیں قربِ خدا کا ہے

راہِ حسینؑ خیر ہے، راہِ یزیدؔ شر
یہ ہے بقا کا راستہ اور وہ فنا کا ہے

☆

سائل کو بخش دی گئی اونٹوں کی اِک قطار
اتنا اثر فقیرِ علیؑ کی صدا کا ہے

یہ مرثیہ، یہ منقبت، یہ نعت، یہ سلام
جو کچھ بھی میرے پاس ہے سب سیّدا کا ہے

مٹی خراب ہو نہ سکی اپنی قبر میں
اتنا اثر تو جسم پہ خاکِ شفا کا ہے

شر اہلِ شر کے ہم سے جو رہتے ہیں دور دور
یہ بھی اثر مودتِ خیرُالنساءؑ کا ہے

قمرؔ لگی ہے لو درِ علمِ رسولؐ سے
روشن چراغ یوں مری فکرِ رسا کا ہے

☆☆☆☆☆

منقبت ۔۲

ہر فرشتہ عرش سے آتا ہے نوکر کی طرح
در کسی کا بھی نہیں زہراؑ ترے در کی طرح

مدحتِ خاتونِ باغِ خُلد سے مہکا دہن
کِھل اُٹھے ہیں ہونٹ بھی میرے گُلِ تر کی طرح

آدمؑ و حوّاؑ سے لے کر تا خلیلؑ و ہاجرہؑ
کوئی دنیا میں نہ زہراؑ کی، نہ حیدرؑ کی طرح

جب لکھی نورِ نگاہِ مصطفےٰؐ کی منقبت
حرف ضو دینے لگے ماہِ منوّر کی طرح

قطعہ بند

مصطفےٰؐ تعظیمِ زہراؑ کر رہے ہیں اس لئے
ہے ادب زہراؑ کا بھی لازم پیمبرؐ کی طرح

مصطفےٰؐ اُمِّ ابیہاؑ کہہ کے کرتے ہیں سلام
اپنی بیٹیؑ کو ادب کے ساتھ، مادر کی طرح

☆☆☆☆☆

رونقیں سب دیکھ کر کہتی ہیں حورانِ جناں
ہے کہاں جنت بھی زہراؑ آپ کے گھر کی طرح

☆

سب کو اِک کردار میں ڈھالا ترے فرزندؑ نے
مل نہیں سکتی اکائی اب بہترؑ کی طرح

اب مرا جوشِ عقیدت مجھ کو لے آیا کہاں
دل درِ زہراؑ پہ جھکتا ہے مرا سر کی طرح

مستقل حاصل درِ آلِ نبیؐ کا فیض ہے
میں فقیری میں بھی رہتا ہوں تونگر کی طرح

فکر میری عرش پر ہے اور نظر قرآن پر
مدحِ زہراؑ کر رہا ہوں حمدِ داور کی طرح

آمدِ شہزادیٔ کونین کے اس جشن پر
ساغرِ مدحت ہے میرا جامِ کوثر کی طرح

عِصمت و عفّت نہیں مرہونِ قرطاس و قلم
مدحتِ زہراؑ میں ہے ہر لفظ چادر کی طرح

حُبِّ آلِ مصطفےٰؐ وہ بادۂ اعجاز ہے
دل چھلکتا ہی نہیں ہے جام و ساغر کی طرح

☆

فکر میری عرش آرا مدحِ زہراؑ میں ہے اب
ہے رواں میرا قلم جبریلؑ کے پر کی طرح

حلقۂ نسواں میں جب تبلیغِ دیں کرتی ہیں آپؑ
ایسی لگتی ہیں کہ جیسے ہوں پیمبرؐ کی طرح

اب یقیناً سیدہؑ تشریف لائی ہیں یہاں
خوشبوئیں آنے لگی ہیں مُشک و عنبر کی طرح

تُربتِ زہراؑ سے دوری ہے عذابِ جاں مجھے
یہ عذابِ جاں ہے دل کو نوکِ نشتر کی طرح

مدحِ زہراؑ میں بھی اِک رُخ ذاتِ پیغمبرؐ کا ہے
مدحِ زہراؑ کیجئے مدحِ پیمبرؐ کی طرح

ہے ترے در کی غلامی کا جنھیں دعویٰ بہت
اِن میں ہم نے ایک بھی پایا نہ قنبر کی طرح

صاحبؑ تطہیر کی توصیف ہو سکتی نہیں
لاکھ مضموں باندھئے ماہر سخنور کی طرح

☆

وہ کبھی مظلومیِ زہراؑ پہ رو سکتا نہیں
اپنے سینے میں جو دل رکھتا ہو پتھر کی طرح

مدحتِ زہراؑ کا قمرؔ معجزہ کہیے اسے
کم تری میں بھی ہے میری شان برتر کی طرح

آنچل پہ نماز

نبیؐ کی فکر خدیجہؑ کا ہو یہ ہو انداز
کہ عورتوں میں تھیں بنتِ نبیؐ بہت ممتاز
ثبوتِ عصمتِ زہراؑ یہ کم نہیں قمرؔ
پڑھی امامؑ نے آنچل پہ سیدہؑ کے نماز

☆☆☆☆☆

رسالت اور امامت

ہے عصمت آپؑ کے گھر میں سیادت آپؑ کے گھر میں
سخاوت آپؑ کے گھر میں شہادت آپؑ کے گھر میں
پلی آغوشِ احمدؐ میں علیؑ کے عقد میں آئیں
رسالت آپؑ کے گھر میں امامت آپؑ کے گھر میں

☆☆☆☆☆

منقبت۔۳

ثنائے فاطمہ زہراؓ جو میرے لب پہ ہے
دماغ عرش پہ ہے اَوج پہ مقدر ہے

جہاں میں آمدِ لختِ دلِ پیمبرؐ ہے
خوشی کا دور ہے گردش میں آج ساغر ہے

جہاں میں کوئی نہ فضہؓ کے جب برابر ہے
شرف میں کب کوئی بنتِ نبیؐ سے بڑھ کر ہے

زمانے بھر سے الگ ہے ہماری دنیا تو
درِ بتولؓ پہ تکیہ ہے اور بستر ہے

بہ فیضِ سورۂ کوثر ہے نسلِ پیغمبرؐ
نبیؐ کی نسل کی حامل نبیؐ کی دخترؓ ہے

ثنائے فاطمہ زہراؓ ہو کس طرح مجھ سے
میں ایک قطرہ ہوں، مدحت کا وہ سمندر ہے

یہاں جو اجرِ رسالتؐ ادا نہیں کرتا
بروزِ حشر وہ مقروضِ ربِّ اکبر ہے

☆

درِ بتولؑ سے وہ کسبِ نور کرتا ہے
فلک پہ اس لئے خورشید بھی منوّر ہے

ولائے آلِ محمدؐ نہیں ہے جس دل میں
وہ آئینہ تو نہیں ہے وہ دل تو پتھر ہے

یہ بات سورۂ کوثر سے ہوگئی ثابت
نبیؐ کی آلؑ کا دشمن رذیل و ابتر ہے

ہیں لیفِ مُحرمہ کے پیوند جا بجا جس میں
خدا ہی جانے کہ قیمت میں کیا وہ چادر ہے

خدا نے سب کا تعارف کیا ہے زہراؑ سے
کہ ذاتِ سیدۂ اہلِ کسا کا محور ہے

ستارا عرش سے اترا ہے آپؑ کے گھر میں
شرف یہ آپؑ کا محبوبِ حق کی دخترؑ ہے

اُسی کو دل کا غنی کہہ رہے ہیں اہلِ نظر
وِلا کی بزم میں جو بندۂ ابوذرؓ ہے

☆

جو میری آنکھوں سے رومالِ فاطمہؑ میں گرا
وہ اشک، اشک نہیں ہے وہ اشک، گوہر ہے

وِلا کا آئینہ سینے میں دل ہے نیّر کا
خدا کا شکر مقدّر کا وہ سکندر ہے

ماں

جو کوثر بکف مہرباں فاطمہؑ ہیں
وہ خاتونِ باغِ جناں فاطمہؑ ہیں
محمدؐ بھی کرتے ہیں تعظیم جُھک کر
کہ گیارہ اماموں کی ماں فاطمہؑ ہیں

بیت الشرف

یوں، جیسے اِک گہر کی حفاظت صدف سے ہے
اسلام خانوادۂ شاہِ نجف سے ہے
تم دوسروں کے گھر میں نہ اُس کو کرو تلاش
بنتِ رسولِ حق کے یہ بیت الشّرف سے ہے

منقبت ۔ ۴

تمھارے در کی طرح نہیں ہے کہیں بھی خیرِ کثیر زہراؑ
تمھارے در سے نہ جائے گا اب تمھارے در کا فقیر، زہراؑ

خدیجہؓ سیرت، رسولؐ صورت، کنیزِ ربِّ قدیر زہراؑ
زمیں پہ ڈھونڈا، فلک پہ دیکھا، ملی نہ تیری نظیر زہراؑ

تمھارے اوصاف ماورائے خیال و فکر و شعورِ انساں
سمائے فکرِ صغیر میں کیا، تمھاری شانِ کبیر زہراؑ

جوابِ باغِ فدک غلط تھا زِروئے تاریخ تا بہ محشر
سوالِ باغِ فدک نے لیکن جھنجھوڑ ڈالا ضمیر زہراؑ

خدا کا دیں عورتوں میں پھیلے، مشیّتِ ایزدی یہی تھی
خدا نے خیرُالنسآء کہا ہے بنا کے دیں کی سفیر زہراؑ

کوئی ابوذرؓ، کوئی ہے سلماںؓ، کوئی ہے قنبرؓ، کوئی ہے میثمؒ
نمایاں اعزاز سے ہے اُن کے، تمھارا فیضِ کثیر زہراؑ

نگاہِ حق میں تمھارے رُتبے کی اس سے بڑھ کر مثال کیا ہو
تمھاری تکریم کر رہے ہیں رسولؐ ربِّ قدیر زہراؑ

☆

ملی قناعت میں یہ شجاعت کہ باب خیبر اکھاڑ ڈالا
تمھارےؑ سرتاج کی تو اکثر غذا تھی نانِ شعیر زہراؑ

رہے جو مُشکل کُشاؑ نبیؐ کے قدم قدم پر نصیر و ہمدم
رہی ہیں مُشکل کُشاؑ کی بن کر قدم قدم پر نصیر زہراؑ

زباں سے جو کہہ دیا ہے تم نے خدا نے پورا کیا ہے اُس کو
رضا تمھاریؑ بنی ہے گویا رضائے ربِّ کبیر زہراؑ

پئے رسالت ادائے اُجرت بجز مودت نہیں ہے کچھ بھی
تری مودّت ہے کُل جہاں پر اسی لئے ناگزیر زہراؑ

وزیرِ سلطانِؐ انبیاؑ ہیں تمھارے شوہرؑ بحکمِ داور
ہے میرے ایماں کا یہ تقاضا، کروں میں ذکرِ غدیر زہراؑ

اسی سے باغِ جناں میں گھر ہم، خرید لیں گے بروزِ محشر
ہمیں جو اشکِ عزا کی تم سے ملی ہے قیمت خطیر زہراؑ

ہیں اہلِ شر بدنصیب کتنے کہ آگ در کو لگا رہے ہیں
اگرچہ ان کو بھی تیرےؑ دَر سے ملا ہے خیرِ کثیر زہراؑ

☆

تمھیں ہو خاتونِ باغِ جنّت جو گھر تمھارا جلا چکے ہیں
خدا نے قسمت میں ان کے لکھ دی ابد میں نارِ سعیر، زہراؑ

یہی ہے مدحت میں عرض نیّرؔ کہ تم فقط ہو نبیؐ کی دختر
زہے یہ رتبہ، تمھارے شوہر ہیں مومنوں کے امیرؑ زہراؑ

باغِ فدک

وہ ہے خاتونِ باغِ خُلد نیّرؔ
ہے اُنؑ کے در پہ دربانی مَلَک کی
کیا ہے یوں عیاں ظالم کا چہرہ
طلب تھی کب اُنہیں باغِ فدک کی

☆☆☆☆☆

مدحت کا جادہ

ستم نیّرؔ میں دنیا کا سہوں گا
پہ، اچھوں کی طرح اچھا رہوں گا
نہ بدلوں گا کبھی مدحت کا جادہ
ثنائے فاطمہؑ زہرا کہوں گا

منقبت۔۵

ہے مصطفیٰؐ کے گھر میں ولادت بتولؑ کی
بالکل نبیؐ سے ملتی ہے صورت بتولؑ کی

مردوں میں جس طرح ہے قیادت حضورؐ کی
ہے عورتوں میں ایسے قیادت بتولؑ کی

ہم بے نیازِ کوثر و جنت ہیں اس لئے
کوثر شہِؑ نجف کا ہے، جنت بتولؑ کی

تعظیم کو رسولؐ درِ سیدہؑ پہ ہیں
تم پوچھ لو رسولؐ سے عظمت بتولؑ کی

ہم ہیں غلامِ شاہِؑ نجف، شاعرِ بتولؑ
یوں ہے کرم علیؑ کا، عنایت بتولؑ کی

صلحِ حسنؑ بھی دیکھیے، جنگِ حسینؑ بھی
رکھتی ہے دو مزاج، ریاضت بتولؑ کی

گویا حسنؑ حسینؑ ہیں زانو کی رحل پر
دونوں طرح سے سنیے تلاوت بتولؑ کی

☆

اے غاصبِ فدک! یہ نواسے نبیؐ کے ہیں
جُھٹلا رہا ہے کیسے شہادت بتولؑ کی

آتے ہیں بھیک لینے فرشتے یوں بار بار
مشہور عرش پر ہے سخاوت بتولؑ کی

دربارِ میرِ شام میں زینبؑ بہ کرّوفر
طے کر رہی ہیں راہِ نیابت بتولؑ کی

چادر سیاہ لفظوں کی ہوتی ہے روبرو
جب بھی بیان ہوتی ہے عِصمت بتولؑ کی

جن مجلسوں میں ہوتا ہے ذکرِ غمِ حسینؑ
اُن مجلسوں میں ہوتی ہے شرکت بتولؑ کی

حسنینؑ میں مقابلہ جو خوشخطی کا ہے
تم اس میں دیکھ لینا عدالت بتولؑ کی

ابتر جہاں میں ہوگئے دشمن رسولؐ کے
کوثر بہ کف جو دیکھ لی صورت بتولؑ کی

☆

دربارِ میرِ شام میں خطبے سے کھل گیا
زینبؑ میں آگئی ہے فراست بتولؑ کی

ہیں مطمئن رسولؐ زمانے میں اس لئے
چلتی ہے عورتوں میں قیادت بتولؑ کی

تم تربتِ بتولؑ مٹا دو زمین سے
دل سے مٹا سکو گے نہ تربت بتولؑ کی

کھینچا نقابِ ظلم کو لفظوں کی تیغ سے
دربار میں یہ دیکھئے جرأت بتولؑ کی

قمرؔ مزا مجھے بھی تلاوت کا آگیا
قرآن پڑھ کے جب پڑھی مدحت بتولؑ کی

☆☆☆☆☆

آیۂ تطہیر

رجس اُس سے دور ہے از روئے قرآنِ مبیں
وہ رسولؐ اللہ کی منہ بولتی تصویر ہے
پہلے منہ دھو آبِ کوثر سے ثنا کر بعد میں
دیکھ اُنؑ کی شان میں تو آیۂ تطہیر ہے

منقبت ـ ۶

پوچھو امامؑ سے کہ ہے کیا شانِ فاطمہؑ
حیدرؑ کی جا نماز ہے دامانِ فاطمہؑ

گلشن خدا کے دیں کا بچانے کے واسطے
کٹتا ہے کربلا میں گلستانِ فاطمہؑ

فضہؓ مثال ہو وہ بھری کائنات میں
ہو جائے جس پہ سایۂ دامانِ فاطمہؑ

تعظیم فاطمہؑ کی رسولِؐ خدا نے کی
گویا رسولؐ ہی کو تھا عرفانِ فاطمہؑ

اِک چکّی، ایک بادیہ، اور ایک تھی چٹائی
اتنا جہیز میں ملا سامانِ فاطمہؑ

بی بیؑ کی منقبت میں لکھوں گا بصد خلوص
الفاظ گر ملیں مجھے شایانِ فاطمہؑ

کچھ فرق ہی نہیں ہے حسنؑ اور حسینؑ میں
اِک فاطمہؑ کا دل ہے تو اِک جانِ فاطمہؑ

☆

وہ ہاجرہؑ، وہ مریمؑ و سارہؑ، وہ آسیہؑ
سب تھیں ازل کے دن سے ہی قربانِ فاطمہؑ

فضہؓ کوئی ہے، زینبؑ و کلثومؑ ہے کوئی
گویا یہ سب ہیں شمعِ دبستانِ فاطمہؑ

عصمتؑ کے گھر میں ایک ستارے سے، عرش کے
دیکھا نہ جائے گا رُخِ تابانِ فاطمہؑ

حکمِ خدا پہ عرش سے آکر زمین پر
بنتے رہے فرشتے بھی دربانِ فاطمہؑ

خاتونِ خُلد کہہ دیں تو ہو جائے وہ وہیں
درزی بنا ہے اس لئے رضوانِ فاطمہؑ

فضہؓ نے اور زہراؑ نے بانٹے ہیں گھر کے کام
میزانِ فاطمہؑ ہے یہ میزانِ فاطمہؑ

اعزاز کم نہیں کہ سرِ بزمِ منقبت
قمر ہُوا ہوں میں بھی ثنا خوانِ فاطمہؑ

منقبت ۔ ۷

بری آنکھوں میں جتنی روشنی ہے
بہ فیضِ فاطمہ زہراؑ ملی ہے

مودت آلؑ کی دل میں بسی ہے
مجھے حاصل حیاتِ دائمی ہے

عبادت ہے کہ گویا شاعری ہے
ثنا زہراؑ کی روحِ بندگی ہے

بہ فیضِ فاطمہؑ سب روشنی ہے
نبیؐ کے گھر میں ہر سو چاندنی ہے

وہ بیٹیؑ جو رسولؐ پاک کی ہے
اُسیؑ کے نام سے پاکیزگی ہے

نبیؐ ہے باپ اور شوہر ولیؑ ہے
بہ ہر نسبت مقدّر کی دھنی ہے

☆

مرا سر ہے درِ بنتِ نبیؐ ہے
عقیدت سے مزیّن بندگی ہے

عبارت ہے جو ذکرِ سیدہؓ سے
ہماری زندگی وہ زندگی ہے

ستارا جس کے گھر اُترا فلک سے
وہی بیٹی رسولِؐ پاک کی ہے

ثنا خواں ہوں میں خاتونِ جناں کا
مری قسمت میں یوں جنّت لکھی ہے

ملا سب کچھ درِ بنتِ نبیؐ سے
یقیناً یہ مری خوش قسمتی ہے

ہے سیرت سیدہؓ کی یوں نظر میں
کتابِ زندگی جیسے کُھلی ہے

☆

ہمیشہ منقبت بنتِ نبیؐ کی
لکھائی ہے ملک نے تو لکھی ہے

وہ بیٹی ہے حبیبؐ کبریا کی
کہ نسلِ مصطفیٰؐ جس سے چلی ہے

لیا ہے مشورہ جس سے نبیؐ نے
وہی تو رہنمائے زندگی ہے

فرشتوں کی جبیں بھی احتراماً
درِ بنتِؓ پیمبرؐ پہ جھکی ہے

کوئی سمجھے تو سیرت فاطمہؓ کی
بہت روشن چراغِ آگہی ہے

گو صورت فاطمہؓ کی ہے نظر میں
خدیجہؓ کی زیارت ہو رہی ہے

لقب خاتونِ جنت فخرِ مریمؑ
نبیؐ کی ایک دختر واقعی ہے

☆

بتولِ پاک نے سیرت سے اپنی
قرآنِ پاک کی تعلیم دی ہے

جہاں پائے ثباتِ سیّدہؓ ہیں
وہیں پر گردشِ دوراں رُکی ہے

یہ رتبہ کم نہیں ہے سیّدہ کا
رسولؐ اللہ نے تعظیم کی ہے

بنے گا کوئی کیسے مردِ مومن
وِلائے آلؑ شرطِ لازمی ہے

یقیناً یہ کرم ہے سیّدہ کا
حدودِ کربلا تک روشنی ہے

ہے مہرِ سیّدہؓ میں گو کہ پانی
مگر اولاد پر تشنہ لبی ہے

کوئی زہراؑ سے سیکھے گھر گرہستی
کہ شہزادیؑ ہے چکّی پیستی ہے

بہ فیضِ پنجتنؑ حاصل ہے سب کچھ
مجھے کس چیز قمرؔ کمی ہے

منقبت۔۸

شاعرِ خوش کلام زہراؑ کا
جاننا ہے مقام زہراؑ کا

باپؐ ذی احترام زہراؑ کا
ہے رسولؐ انام زہراؑ کا

دونوں بیٹے امام زہراؑ کے
اور شوہرؑ امام زہراؑ کا

کردو نافذ برائے شرم و حیا
عورتوں میں نظام زہراؑ کا

مصطفیؐ کا سلام زہراؑ پہ
مصطفیؐ کو سلام زہراؑ کا

مجھ کو غم سے نجات مل جائے
لب پہ آئے جو نام زہراؑ کا

مجلسِ شاہِؑ کربلا کے طفیل
میرے گھر میں قیام زہراؑ کا

☆

مصطفیؐ خود اُٹھے پئے تعظیم
تم بھی سمجھو مقام زہراؑ کا

ہر ستارے کے لب پہ آتا ہے
ذکر ہر صبح و شام زہراؑ کا

اُٹھیں تعظیم کو رسولؐ کریم
اِس قدر احترام زہراؑ کا

روٹیاں لے گئے فرشتے بھی
ہے بہت فیضِ عام زہراؑ کا

شرع پیغمبر رسولؐ انام
عورتوں میں پیام زہراؑ کا

جو نبیؐ نے کیا ہے مَردوں میں
عورتوں میں وہ کام زہراؑ کا

بابِ جنت پہ سب کہیں نیّر
آرہا ہے غلام زہراؑ کا

منقبت۔۹

نبیؐ کی لختِ دل وجہ بقائے دین و ایماں ہے
وہ جس کی نسل میں قائمؑ شریعت کا نگہباں ہے

مرا ایمان ہر حرفِ مودّت سے نمایاں ہے
میں ہوں مدّاح جسؑ کا اُس کا شوہرؑ کُلِ ایماں ہے

بہ ہر نسبت نبیؐ کی لختِ دل قسمت پہ نازاں ہے
پدر محبوبِؐ یزداں ہے تو شوہر شیرِؑ یزداں ہے

مجھے اے جبرئیلِ فکر وہ حرفِ ثنا دے دے
پئے مدحت جو شانِ فاطمہ زہراؑ کے شایاں ہے

جسے عرفان حاصل ہے درِ بنتِ پیمبرؐ کا
وہ میثمؓ ہے، وہ قنبرؓ ہے، وہ بوذرؓ ہے، وہ سلماںؓ ہے

گواہی دے رہا ہے سورۂ والنجم قرآں میں
ستارا جس کے گھر اُترا اُسی سے نظمِ دوراں ہے

شریکِ زندگی مُشکل کُشا کی بن گئی زہراؑ
کوئی مُشکل بھی ہو مُشکل کُشا کی اب وہ آساں ہے

☆

لکھا تھا بادباں پر پنجتنؑ کا نام ابھی میں نے
ابھی سر پر تھا، کوسوں دور اب کشتی سے طوفاں ہے

خدایا روضۂ زہراؑ کی پھر تعمیر ہو جائے
یہی دل کی تمنا ہے یہی آنکھوں کا ارماں ہے

لکھیں ہیں در بدر کی ٹھوکریں اُس کے مقدر میں
درِ خاتونِؑ جنت سے جو بد قسمت گریزاں ہے

کسی بنجر زمیں کو گلشنِ عصمت سے کیا نسبت
گُلستاں پھر گلستاں ہے بیاباں پھر بیاباں ہے

چلو اپنا مقدر ہم اسی در پر سنواریں گے
جہاں خیاط رضوانؑ ہے جہاں جبریلؑ درباں ہے

پسِ پردہ ہدایت کی ضیأ پھیلی ہے دنیا میں
رسولؐ اللہ کی بیٹیؑ چراغِ بزمِ نسواں ہے

جنابِ فاطمہؑ کے لالؑ کا یہ فیض تو دیکھو
جو پہلے اِک بیاباں تھا وہ اب رشکِ گلستاں ہے

☆

عزائے جانِ زہراؑ میں ہمارا ایک اِک آنسو
چراغِ زیرِ تربت ہے دوائے دردِ عصیاں ہے

مرے امکان سے باہر ہے مدحت اُسؑ کی اے قمر
خدا کی جو کنیزؑ خاص ہے حسنینؑ کی ماں ہے

رسولِ حق کی بیٹیؑ

ہوئی ہے جس میں نسبت فاطمہؑ کی
زمانے میں وہ ساعت نیک ہی ہے
ستارے نے کہا گھر میں اُتر کر
رسولؐ حق کی بیٹیؑ ایک ہی ہے

☆☆☆☆☆

نسبتوں کے درمیاں

کنیزِ خالقِ کون و مکاں ہیں فاطمہ زہراؑ
نبیؐ کی جاں ہیں خاتونِ جناں ہیں فاطمہ زہراؑ
ہے شوہرؑ ساقیِ کوثر، پسر سردارؑ جنت ہیں
انہیں سب نسبتوں کے درمیاں ہیں فاطمہ زہراؑ

منقبت۔۱۰

ہر اِک زن میں ہو سیرت فاطمہؑ کی
جو حاصل ہو ہدایت فاطمہؑ کی

یہاں تک ہے عقیدت فاطمہؑ کی
ہر اِک دل میں ہے تُربت فاطمہؑ کی

ادا کرتے ہیں وہ اجرِ رسالت
جو رکھتے ہیں مودّت فاطمہؑ کی

طہارت کی طہارت ہوگئی ہے
ہوئی حاصل جو نسبت فاطمہؑ کی

بقائے حق کا ضامن بن گئی ہے
علیؑ کے گھر شہادت فاطمہؑ کی

قطعہ بند

سرِ دربارِ ظالم گونجتی ہے
صدا بن کر صداقت فاطمہؑ کی

خلافت کی حقیقت کھولتی ہے
مسلسل وہ خطابت فاطمہؑ کی

قطعہ بند

ہے غاصب کون جس نے غصب کی ہے
فدک جیسی وراثت فاطمہؑ کی

وگرنہ کیا حقیقت ہے فدک کی
کہ جب ہے ساری جنّت فاطمہؑ کی

☆☆☆☆☆

لٹی ہے کربلا کے بن میں جا کر
خدا کے دیں پہ دولت فاطمہؑ کی

قطعہ بند

وہ جس نے کر دیا مسمار روضہ
نہ پائے گا شفاعت فاطمہؑ کی

اگرچہ ہوگئی مسمار تُربت
مگر دیکھو سکونت فاطمہؑ کی

ہر اِک چشمِ عقیدت دیکھتی ہے
کہ ہر دل میں ہے تُربت فاطمہؑ کی

☆☆☆☆☆

نبوّت نے امامتؑ تک کا رستہ
کیا ہے طے بدولت فاطمہؑ کی

☆

علیؑ سے ہے وہی زینبؑ کو نسبت
نبیؐ سے جو ہے نسبت فاطمہؑ کی

کُھلا خاتونِ جنت کے لقب سے
کہ جنت ہے وہ جنت فاطمہؑ کی

مِرے ہاتھوں میں ہے تسبیح لیکن
بعنوانِ عبادت فاطمہؑ کی

قطعہ بند

بحکمِ کبریا زہراؑ کے گھر میں
کرو جبریلؑ خدمت فاطمہؑ کی

جُھلا کے جُھولا اور چکّی چلا کر
لو اپنے سر مشقت فاطمہؑ کی

تعارف پنجتنؑ کا کر رہی ہے
کِسأ میں مرکزیت فاطمہؑ کی

ستارا اُن کے قدموں میں پڑا ہے
کوئی دیکھے یہ رفعت فاطمہؑ کی

☆

جو یہ کہہ دیں وہ ہوجاتا ہے فوراً
ذرا دیکھو یہ قدرت فاطمہؑ کی

محمدؐ کو خدیجہؓ یاد آئیں
کہ جب دیکھی ہے صورت فاطمہؑ کی

فرشتہ موت کا، گھر کیسے آئے
نہ ہو جب تک اجازت فاطمہؑ کی

غمِ شہؑ کی بدولت ہوگی حاصل
سرِ محشر شفاعت فاطمہؑ کی

ہمیشہ بزمِ نسواں میں چلے گی
قیامت تک شریعت فاطمہؑ کی

بپئے تعظیم جُھکتے ہیں محمدؐ
نہیں یہ کم فضیلت فاطمہؑ کی

لبِ قدرت پہ مدحِ فاطمہؑ ہے
کروں کیا اور مدحت فاطمہؑ کی

☆

کنیزِ کبریا کہتے ہیں اُن کو
خدا جانے فضیلت فاطمہؑ کی

خود اپنے حق میں قمر آج کے دن
میں دیکھوں گا سخاوت فاطمہؑ کی

☆☆☆☆☆

مَلَک

کبھی بتولؑ کی چکّی چلانے آتے ہیں
کبھی حسینؑ کا جھولا جُھلانے آتے ہیں
زمیں پہ عرش سے آتے ہیں جب مَلَک قمر
وہ ہاتھ بنتِ نبیؐ کا بٹانے آتے ہیں

☆☆☆☆☆

کوثر

ضامنِ نسلِ پیمبرؐ سورۂ کوثر کیا
گویا خالق نے جوابِ طعنۂ ابتر دیا
اب قیامت تک ہے قائم نسلِ محبوبِؐ خدا
صاحبِؐ معراج نے زہراؑ سے کوثر پالیا

☆☆☆☆☆

مسدس بسلسلۂ عقدِ جناب فاطمہ زہراؑ

(۱)

اے خوشا بخت کہ از حکمِ مشیت ٹھہری
دو گھرانے تھے بڑے جن میں یہ نسبت ٹھہری
وہؑ نَبی ایسی بنی جزوِ نبوت ٹھہری
وہؑ بَنا ایسا کہ کعبے میں ولادت ٹھہری
پائی کعبے نے محمدؐ کے مکاں سے نسبت
میرِؑ کوثر کی ہے خاتونِؑ جناں سے نسبت

(۲)

اس خوشی پر مری تخئیل کا طائر پھڑکا
مطلعِ فن پہ ہُوا نورِ سحر کا تڑکا
دولھاؑ اللہ کے گھر کا جو بنا ہے لڑکا
شعلۂ بغض و حسد دل میں عدو کے بھڑکا
چہرہ دولھا کا جو کھِل کر تر و تازہ نکلا
جانے کس کس کی تمنا کا جنازہ نکلا

(۳)

ایک خالق کی کنیزؑ ایک ہے خالق کا غلامؑ
ایک ہے جزوِ نبیؐ ایک مِن اللہ امامؑ
ایک تطہیر لقب ایک خدا کا ہمنام
دونوں پر عرش سے آئے ہیں درود اور سلام
نسبتِ عقد پہ دونوں کا مقدر چمکا
اس خوشی پر تو ستارا بھی اُتر کر چمکا

(۴)

نسبتِ عقد پہ خوشیوں کا پہن کر جامہ
کاتبِ لوحِ مقدر نے اٹھایا خامہ
ہر پیمبرؑ کو لکھا شوق سے دعوت نامہ
بہرِ ترسیل انہیں روحؑ الامیں نے تھاما
ہر پیمبرؑ کو امانت جو یہ پہنچانے لگے
فیصلہ غور سے پڑھ کر سبھی فرمانے لگے

(۵)

ان گھرانوں میں تو عزت بھی ہے دونوں جانب
لازمی اس لئے شرکت بھی ہے دونوں جانب
دیدنی بزم کی صورت بھی ہے دونوں جانب
اورہم سب کی ضرورت بھی ہے دونوں جانب
مرد سب ساقیِ کوثرؑ کی طرف سے ہوں شریک
عورتیں بنتِ پیمبرؐ کی طرف سے ہوں شریک

(۶)

ہاجرہؑ ہاتھوں کو زم زم سے دھلانے نکلیں
آسیہؑ ہاتھوں پہ مہندی وہ لگانے نکلیں
سارہؑ دلھن کو بصد شوق سجانے نکلیں
مریمؑ اِک پاک عبا سر پہ اُڑھانے نکلیں
یہ خدیجہؑ کی قیادت میں جو سب آتی ہیں
رونقیں خانۂ سرورؐ کی بڑھی جاتی ہیں

(۷)

اور اِدھر انبیاؑ جاتے ہیں سوئے شاہِ نجفؑ
ساتھ یعقوبؑ کے ہے یوسفِؑ کنعاں سا خلف
عیسیٰؑ اور موسیٰؑ ہیں اور جملہ نبیؑ اعلیٰ شرف
لحنِ داؤدؑ کے نغموں میں بجاتے ہوئے دف
سب کے سب بارگہِ حق میں شرف پاتے ہیں
مل کے ہارونِؑ محمدؐ کی طرف جاتے ہیں

(۸)

مرضیءِ حق میں جو جذباتِ دلی ڈھلتے ہیں
آئیں طوفان بھی رستے میں تو وہ ٹلتے ہیں
لمحے فرقت کے جو، اب دل کو بہت کھلتے ہیں
انبیاؑ تیز قدم سوئے علیؑ چلتے ہیں
آج بارات جو ہے غالبؑ ہر غالب کی
سب نبیؑ آئے قیادت میں ابو طالبؑ کی

(۹)

خاص تقریب ہے یہ میزباں ہے ربِّ جلیل
سب نبیؑ خوش ہیں مگر سب سے ہی زیادہ ہیں خلیلؑ
ہے بناؑ خانۂ کعبہ کا، تو یہ اُس کی دلیل
آج میکش مئے کوثر نہیں پینے کے قلیل
ہے خوشی ساقیِؑ کوثر کی برس جائے شراب
آج میکش کے نہ ہونٹوں کو ترس جائے شراب

(۱۰)

ہونٹ پی پی کے مئے عشق گلابی ہوجائیں
آنکھیں ساقی سے جو مل جائیں شرابی ہوجائیں
جو مئے حبّ علی پی کے ترابی ہوجائیں
توبہ توبہ وہ فقط کیسے کتابی ہو جائیں
چہرہ دولھا کا کتابی ہے بصد شان پڑھا
ہم نے تو سوئے علی دیکھ کے قرآن پڑھا

(۱۱)

حرمِ پاک میں اس مئے کا ہے افضل پینا
بوترابی کا اسی مئے سے ہے روشن سینہ
دل میں رکھتا ہے جو مولودِ حرم سے کینہ
زندگی بھر کے لئے خاک ہے اُس کا جینا
روحِ کعبہ سے الگ جس کی بھی ہستی دیکھی
اس کے ہی چہرے پہ پھٹکار برستی دیکھی

(۱۲)

ساقی دولھا ہے تو کیوں مُجمَل کیا جائے گا
آج پیمانے پہ پیمانہ پیا جائے گا
جام کم ظرف کو لیکن نہ دیا جائے گا
کام کشکول سے ساغر کا لیا جائے گا
آج بھر بھر کے جو کشکول پئے جائیں گے
ہم فقیروں کو بھی شادی میں مزے آئیں گے

(۱۳)

میرِ کوثر کی ہے بارات سجانے کی گھڑی
یہ گھرانہ ہے بڑا اس کی ہے ہر بات بڑی
انجمن حوروں کی، خدمت کو ہے تیار کھڑی
بوئے جنت ہے لئے سہرے کی اِک ایک لڑی

منتظر سب تھے کہ آئے گا کہاں سے سہرا
نوحؑ کشتی میں سجا لائے جناں سے سہرا

(۱۴)

اے خوشا فکرِ رسا کیسے سراپا لکھوں
انبیاؑ جس کے براتی ہوں اُسے کیا لکھوں
سایہءِ رحمتِ خالق میں ہے دولھا لکھوں
جیسا دولھا ہے اُسی شان کا سہرا لکھوں

حُسنِ یوسفؑ نے جو سہرے کی بلائیں لی ہیں
ہو کے خوش سورۂ کوثر نے دعائیں دی ہیں

(۱۵)

کیوں نہ الحمد پڑھے آج مکرر سہرا
بائے بسم اللّٰہِ قرآں کے ہے سر پہ سہرا
جھوم کر چومتے ہیں سارے پیمبرؑ سہرا
سایہ قرآن کا اور ہے رُخِ انور سہرا

چھَن کے سہرے سے جو چہرے کی ضیا آتی ہے
صدقے خود سورۂ وَالنّور ہوئی جاتی ہے

(۱۶)

حدِّ تکمیلِ صفاتی پہ جو ذات آ پہنچی
اِک نئے موڑ پہ حیدرؑ کی حیات آ پہنچی
عرش کے نور میں ڈھالی ہوئی رات آ پہنچی
خانۂ شاہِ مدینہ پہ برات آ پہنچی
ناز سے چلتی ہوئی بادِ بہاری ٹھہری
شور اُٹھا شۂِ مرداں کی سواری ٹھہری

(۱۷)

ہر طرف غُل ہے بنے بن کے علیؑ آتے ہیں
کفوِ زہراؑ کے لئے کُل کے ولیؑ آتے ہیں
روشنی پھیلی ہے نورِ ازلی آتے ہیں
لینے قسمت سے محمدؐ کی کلی آتے ہیں
نور چشمِ محمدؐ کا اُجالا آیا
دیکھو عمرانؑ کی آغوش کا پالا آیا

(۱۸)

خیر مقدم کو سبھی بادلِ شاداں آئے
سب محبّوں کو لئے بوذرؓ و سلماںؓ آئے
کُلِّ ایماں کی طرف صاحبِ ایماں آئے
انتہا یہ ہے کہ خود شاہِ رسولاںؐ آئے
خیرِ مقدمَ کا سماں رشکِ دہِ طور ہوا
نورؐ سے نورؑ ملا نور علیٰ نور ہوا

(۱۹)

نورؐ نے نورؓ کو مسند پہ بٹھایا لا کر
صیغۂ عقد پڑھا حکم خدا کا پا کر
عقد کے بعد جو سہرے کو اُٹھایا جا کر
تہنیت دینے لگے سارے نبیؑ آ آ کر
ایک اعزاز تھا یہ ذاتِ گرامی کے لئے
جھک گئے حیدرِؑ کرّار سلامی کے لئے

(۲۰)

میرِؐ کوثر سے بصد شان گلے ملتے ہیں
انبیاؑ ملتے ہیں رضوان گلے ملتے ہیں
بوذرؓ و قنبرؓ و سلمانؓ گلے ملتے ہیں
سب یہ کہتے ہوئے مہمان گلے ملتے ہیں
اِن گھرانوں سے بڑا کوئی گھرانہ ہی نہیں
آج کونین میں خوشیوں کا ٹھکانہ ہی نہیں

(۲۱)

خوشیوں خوشیوں میں وہاں آگئی رخصت کی گھڑی
اُٹھ گئی تھی رخِ انور سے جو اِک ایک لڑی
رُخِ انور پہ نظر بنتِ پیمبرؐ کی پڑی
جلوۂ نورِ امامت جو ملا، شان بڑی
پھر یہ سوغات بھی دولھاؑ کی طرف سے پائی
خاتمِ دُرِ نجف، شاہِ نجف سے پائی

(۲۲)

ہاتھ اُٹھا کر جو یدُاللہ نے تسلیم کیا
ہاتھ بنتؑ کا پیمبرؐ نے اُسی ہاتھ دیا
چاکِ غم صبر کی سوزن سے پیمبرؐ نے سیا
دستِ خاتونِؑ جناں دستِ خدا نے ہے لیا
بیاہ کر اپنی دلھنؑ شاہِؑ نجف جاتے ہیں
رونقِ مُخلد لئے گھر کی طرف جاتے ہیں

(۲۳)

گھر میں حیدرؑ کے قدم آئے ہیں کس کے دیکھو
یہ قدم مل کے بہم آئے ہیں کس کے دیکھو
ساتھ الطاف و کرم آئے ہیں کس کے دیکھو
کیمیالے کے حشم آئے ہیں کس کے دیکھو
ساتھ زہراؑ کے بصد شانِ عزیز آتی ہے
گھر ہوا چاندی کہ فضہؑ سی کنیز آتی ہے

طہارت

خدا کی خاص رحمت ہو رہی ہے
کہ قرآں کی تلاوت ہو رہی ہے
جنابِ فاطمہؑ کی گفتگو سے
طہارت کی طہارت ہو رہی ہے

منقبت۔۱۱

اِس قدر پھیلی ہے زہراؑ تیرے گھر کی روشنی
حشر تک ہے گیارہویں نورِ نظر کی روشنی

عرش پر لایا ستارا تیرے گھر کی روشنی
دیکھنے آئے ملک پھر تیرے دَر کی روشنی

میں نے دونوں ہاتھ جوڑے جب دعا کے واسطے
آگئی کشکول میں بابِ اثر کی روشنی

مستقل زندہ رہے گا غم ترےؑ فرزندؑ کا
مستقل بڑھتی رہے گی چشمِ تر کی روشنی

راہِ حق میں ہر بشر کی رہنمائی کے لئے
آپؑ کے قدموں کا صدقہ رہگزر کی روشنی

لَو درِ آلِ پیمبرؐ سے لگا لینے کے بعد
ہوگئی حاصل ہمیں فکر و نظر کی روشنی

گھر میں زہراؑ کے جو اُترا اُس ستارے کی قسم
آسماں تک آگئی زہراؑ کے گھر کی روشنی

پارۂ دل ہیں محمدؐ کی، تو اُنؑ کے رُخ پہ ہے
نور افشاں صاحبِؐ شق القمر کی روشنی

☆

رفتہ رفتہ چشم و دِل میں جَل اُٹھی شمعِ وِلا
رفتہ رفتہ بڑھ گئی قلب و نظر کی روشنی

ہم کو اِک در سے ہدایت کے کئی سورج ملے
تیرگی تم کو ملی یا در بہ در کی روشنی

شمعِ عصمت سے لگا کر لَو وِلا کی بزم میں
مستقل بڑھتی ہے چشمِ معتبر کی روشنی

سیدہؑ کے لال تیرے غم کا یہ اعجاز ہے
خُلد دکھلاتی ہے ہم کو چشمِ تَر کی روشنی

فاطمۂ زہرا کی مدحت سے سرِ قرطاسِ فن
ہر طرف پھیلی حروفِ معتبر کی روشنی

ہے وِلائے اہلبیتِؑ پاک دِل میں جاگزیں
ساتھ لے کر میں چلا راہِ سفر کی روشنی

شمعِ ایماں کی مکمل روشنی کے واسطے
حضرتِ سلمانؓ نے لی ہے تیرے دَر کی روشنی

نسلِ زہراؑ کا یہ صدقہ ہے کہ قمؔر حشر تک
چھاگئی کونین پر خیرالبشرؐ کی روشنی

منقبت۔۱۲

بنائے انقلابِ کربلا ہے
کہ جو آغوشِ میں انؓ کی پلا ہے

زباں پر مدحِ بنتِ مصطفےٰؐ ہے
ادا اجرِ رسالتؐ ہو رہا ہے

جو زہراؓ نے کہا وہ ہو گیا ہے
رضا انؓ کی رضائے کبریا ہے

بہت آتی ہے خوشبو میرے لب سے
کہ میرے لب پہ نامِ فاطمہؓ ہے

ملی ہے دولتِ ایمان مجھ کو
کہ زہراؓ کا درِ دولت ملا ہے

گدا بن کر کبھی مسکین بن کر
مَلَک زہراؓ کے ٹکڑوں پر پلا ہے

ہدایت کے لئے ہر ہر قدم پر
پئے نسواں جنابِ سیّداؓ ہے

پئے تعظیم جھکتے ہیں محمدؐ
یہ خاتونِ جناں کا مرتبا ہے

اُسی کے ہاتھ میں ہے نظمِ عالم
ستارا جس کے گھر میں آگیا ہے
جنابِ فاطمہؑ خاتونِ محشر
مکمل اپنی ماں کا آئینہ ہے

جھکا ہوں میں درِ زہراؑ پہ جب سے
زمانہ میرے در پہ جھک رہا ہے
درِ خاتونِ جنّت پر پہنچ کر
بہت کم وسعتِ ارض و سما ہے

یہاں سب جھولیاں بھرتے ہیں آکر
یہی در مرکزِ جود و سخا ہے
رہِ خاتونِ جنّت پر چلا ہوں
کہ یہ جنّت کا سیدھا راستہ ہے

درِ خاتونِ جنت سے جناں تک
فقط دو اِک قدم کا فاصلہ ہے
بصیرت بڑھ گئی، جب میں نے قمرؔ
جنابِ فاطمہؑ دِل پر لکھا ہے

در شانِ

علیہ السلام

حضرت امام علی مرتضیٰ

میں گدا ہوں اور درِ حیدرؑ پہ تکیہ ہے مِرا
دولتِ دارین کم ہے اِس درِ دولت کے بعد

maablib.org

چند منتخب اشعار

جس شخص کو بھی عشقِ شہؑ لافتیٰ نہیں
میں بھول کر بھی اس کی طرف دیکھتا نہیں

لکھوں کیا منقبت شیرِؑ خدا کی
کہ وہؑ نوری ہیں نیّر اور میں خاکی

زمانے والو علیؑ سے لگاؤ لو کہ علیؑ
چراغِ فکرِ رسالتمآبؐ رکھتے ہیں

کسی پتھر کو آئینے سے نسبت ہو نہیں سکتی
مقابل جلوۂ حیدرؑ کے کیا حُسنِ صنم ٹھہرے

بغضِ مولودِ حرم رکھ کر نہیں کرتے طواف
حُبِّ حیدرؑ دل میں رکھ کر جا، لگا چکّر نیا

منقبت ۔ ا

زہے قسمت درِ حیدرؑ پہ جا کر پہلے ہم ٹھہرے
درِ حیدرؑ سے پھر چل کر سرِ باغِ اِرم ٹھہرے

جہاں جنّت کی قسمت عشقِ مولودِ حرم ٹھہرے
وہاں جا کر سرِ محشر اگر ٹھہرے تو ہم ٹھہرے

الٰہی مستقل مجھ پہ ترا دستِ کرم ٹھہرے
پئے مدحت کبھی چل کر نہ کاغذ پہ قلم ٹھہرے

کسی پتھر کو آئینے سے نسبت ہو نہیں سکتی
مقابل جلوۂ حیدرؑ کے کیا حُسنِ صنم ٹھہرے

مجھے ممدوح کی صورت دکھا دے اے مرے مالک
وہ صورت دیکھ لوں پھر میری آنکھوں میں نہ دم ٹھہرے

ہُوا حیرت زدہ میں دیکھ کے جنّت کا نظّارہ
بروئے روضۂ شاہِؑ نجف میرے قدم ٹھہرے

زمانے میں علیِؑ مرتضٰی کی آمد آمد ہے
پئے جنتِ اسد اب کُھل کے دیوارِ حرم ٹھہرے

☆

نبیؐ کعبے میں آئے اور علیؑ آغوش میں اُنؐ کی
مہ و خورشید گویا ایک مرکز پر بہم ٹھہرے

گزر اُس دل میں دنیائے مصائب کا نہیں ہوگا
علیِؑ مرتضٰی کے لعلؑ کا جس دل میں غم ٹھہرے

مسلسل جو ثنائے بابِ شہرِ علم کرتے ہیں
نگاہِ اہلِ دانش میں وہی تو محترم ٹھہرے

بلائے ناگہانی ٹوٹ سکتی ہی نہیں مجھ پر
مرے سر پر مرے مولاؑ کا گر دستِ کرم ٹھہرے

غلامِ حیدرِؑ کرّار ہم ہیں حوصلہ دیکھو
مقابل گردشِ ایام کے ٹھہرے تو ہم ٹھہرے

بلائے بندۂ عاصی کو تو جو آستانے پر
مرے مولاؑ ترے در پر مرا سر ہو کے خم ٹھہرے

الٰہی اُس گھڑی بہتر ہے مجھ کو موت آجائے
سرِ قرطاسِ مدحت چل کے گر میرا قلم ٹھہرے

☆

اُحد میں، بدر میں، صفین میں، خندق میں، خیبر میں
علیؓ کے سامنے کب دشمنِ دیں کے قدم ٹھہرے

طلاقیں تین دے کر ایسا ٹھکرایا ہے دنیا کو
علیؓ کے سامنے نیّر نہ دنیا کے قدم ٹھہرے

☆☆☆☆☆

علی علیہ السلام

زمانے میں پہلے امامؑ آرہے ہیں
رسالت کے قائمؑ مقامؑ آرہے ہیں
وہ خوش ہو کے کعبے نے آغوش کھولی
علیِؑ علیہ السلام آرہے ہیں

☆☆☆☆☆

روشنی کی کمی

علیؓ ہیں حق کی طرف اور حق علیؓ کی طرف
یہ قولِ احمدِؐ مرسل تری نظر میں رہے
علیؓ کے عشق سے اپنا نصیب چمکا لے
کہ روشنی کی کمی پھر نہ تیرے گھر میں رہے

☆☆☆☆☆

منقبت۔2

خانۂ حق میں چراغِ حق جلا مدت کے بعد
مستقل اب روشنی ہو جائے گی ظلمت کے بعد

میں گدا ہوں اور درِ حیدرؓ پہ تکیہ ہے مرا
دولتِ دارین کم ہے اس درِ دولت کے بعد

دل میں مولودِ حرم کی یاد، لب پر نامِ حق
بندگی کا لطف آیا ہے مجھے مدت کے بعد

خُم کے میداں میں علیؑ کی تاجپوشی کیا ہوئی
نعمتوں کی ہوگئی تکمیل اس نعمت کے بعد

اے مرے ممدوحؓ آجا تو نظر کے سامنے
میں کوئی صورت نہ دیکھوں گا تری صورت کے بعد

خوب کھلتے ہیں زمینِ شعر میں مدحت کے پھول
فیضِ ساقیؑ کے فلک سے بارشِ رحمت کے بعد

چاہ میں ڈوبا ہوں تیری اور ڈوبا ہی رہوں
کوئی چاہت ہی نہیں ہے اب تری چاہت کے بعد

☆

بوترابؑ آئے ہیں میری رہنمائی کے لئے
گوشۂ جنت ملے گا گوشۂ تُربت کے بعد

جب ملی فُرصت تو محوِ ذکرِ مولاؑ ہو گئے
کوئی فُرصت ہی نہیں ہے لمحۂ فُرصت کے بعد

رات دن نامِ علیؑ لیتا ہوں اُٹھتے بیٹھتے
مشکلوں نے جان چھوڑی میری اس عادت کے بعد

مدحِ حیدرؑ کی تمنا، مدحِ حیدرؑ کا فروغ
فکر کی وسعت سے پہلے، فکر کی وسعت کے بعد

مضطرب یہ دل رہا ہے، پُر سکوں یہ دل ہوا
آپؑ کی مدحت سے پہلے، آپؑ کی مدحت کے بعد

فکرِ عُقبیٰ کیوں کروں جب منقبت ہے ہاتھ میں
ہوگئی جنت مری پروانۂ جنت کے بعد

لیجئے نامِ علیؑ دن رات اُٹھتے بیٹھتے
مشکلیں خود دور ہو جاتی ہیں اس عادت کے بعد

☆

پھر مزا کچھ اور ہی ہوتا ہے مدحت کا تری
جب کبھی قرآن پڑھتا ہوں تری مدحت کے بعد

بابِ شہرِ علم بھی، بابِ کرم بھی ہیں علیؑ
میں کہاں جاؤں گا قیصرؔ اس درِ دولت کے بعد

☆☆☆☆☆

امامؑ

علیؑ کا بندہ ہوں کیا دوسروں سے کام اپنا
پہنچ سکے نہ فرشتے وہ ہے مقام اپنا
وہ دوسرے ہیں جو محشر کے روز ڈھونڈھیں گے
کہوں گا میں کہ علیؑ ہے علیؑ امام اپنا

☆☆☆☆☆

زندگی ہو جائے گی

کفر کی تاریکیوں میں روشنی ہو جائے گی
بتکدے میں پھر خدا کی بندگی ہو جائے گی
خانہ حق میں علیؑ آئے پئے تعلیم حق
اب ہماری زندگی بھی زندگی ہو جائے گی

☆☆☆☆☆

منقبت۔۳

”دلوں میں حبِّ علیؑ بے حساب رکھتے ہیں“
وِلا کے ہم تر و تازہ گلاب رکھتے ہیں

شعورِ قولِ رسالتمآبؐ رکھتے ہیں
وہ ہم ہیں آپ جو اپنا جواب رکھتے ہیں

کفن میں خاکِ درِ بوترابؑ رکھتے ہیں
یہ نور قبر میں ہم بے حساب رکھتے ہیں

امامؑ رکھتے ہیں حق کی کتاب رکھتے ہیں
ہم انقلاب، پسِ انقلاب رکھتے ہیں

جو بابِؑ علمِ رسالتمآبؐ رکھتے ہیں
کتابِ حق کا مکمل نصاب رکھتے ہیں

وِلائے نفسِؑ رسالتمآبؐ رکھتے ہیں
کہ ہم نظر میں وفا کا نصاب رکھتے ہیں

دلوں میں اجرِ رسالتمآبؐ رکھتے ہیں
وِلائے آلِؑ نبیؐ بے حساب رکھتے ہیں

☆

جو دل میں حبِ علیؑ بے حساب رکھتے ہیں
وہ اپنی قبر میں بوئے گلاب رکھتے ہیں

جو ایک ہاتھ میں دامن ہے آلِؑ اطہر کا
تو ایک ہاتھ میں حق کی کتاب رکھتے ہیں

زمینِ کعبہ کی پھولوں نہیں سماتی ہے
کہ اس زمیں پہ قدم بوترابؑ رکھتے ہیں

علیؑ کے در پہ جو قنبرؓ صفت کوئی آئے
علیؑ خدا کی قسم فیضیاب رکھتے ہیں

تمھارے پاس ستارے منحوس ہیں سارے
ہم آفتاب پسِ آفتاب رکھتے ہیں

زمیں کا عرش پہ اُس دم دماغ ہوتا ہے
کہ جب زمیں پہ قدم بوترابؑ رکھتے ہیں

ہمارے پاس وہ آئے تلاشِ حق ہو جسے
کہ ہم شعورِ درِ بوترابؑ رکھتے ہیں

☆

جو چاہیں چھو لیں فلک کو علیؑ کہ کعبے میں
قدم بدوشِ رسالتمآبؐ رکھتے ہیں

ہم اپنے باغِ سخن میں وِلا کی شاخوں پر
علیؑ کی مدح و ثنا کے گلاب رکھتے ہیں

زیارتِ رُخِ حیدرؑ کی آرزو لے کر
ہم اپنی جاگتی آنکھوں میں خواب رکھتے ہیں

خدا کا دین مکمل اُنہیں کے پاس ملا
جو ساتھ آلؑ کے حق کی کتاب رکھتے ہیں

علیؑ سے علم کی خیرات مانگنے والے
شعورِ ذاتِ رسالتمآبؐ رکھتے ہیں

ثنائے آلِ محمدؐ لکھی ہے کس کس نے
فرشتے سارا حساب و کتاب رکھتے ہیں

زمانے والو علیؑ سے لگاؤ لو کہ علیؑ
چراغِ فکرِ رسالتمآبؐ رکھتے ہیں

☆

علیؑ کا عشق، علیؑ سے وفا، علیؑ کا خیال
رُخِ حیات کو ہم لاجواب رکھتے ہیں

ہمیں طلب نہیں مے کی کہ دل کے ساغر میں
شرابِ حبِّ علیؑ بے حساب رکھتے ہیں

حسنؑ کا خُلق، علیؑ کی وِلا، حسینؑ کا غم
ہر ایک جنسِ گراں لاجواب رکھتے ہیں

ہماری قبر میں پھیلے گی ہر طرف خوشبو
کہ ہم علیؑ کی وِلا کے گلاب رکھتے ہیں

خدا کے گھر میں ہے ٹھہری بتولؑ کی نسبت
یہ بس علیؑ شرفِ انتخاب رکھتے ہیں

تمام نور، محمدؐ سے تا محمدؑ ہے
ہم آفتاب پسِ آفتاب رکھتے ہیں

علیؑ کے عشق کی گہرائی میں رہو ورنہ
یہ چند لمحوں کی ہستی حباب رکھتے ہیں

☆

خدا کا شیرؑ، وصیِ رسولؐ، علم کا در
وہؑ اپنی شان کے شایاں خطاب رکھتے ہیں

علیؑ کی یاد جو دل میں بسا کے سوتے ہیں
وہ اپنے سامنے تعبیرِ خواب رکھتے ہیں

علیؑ کی مدح میں تخلیق جو کلام ہوا
بنامِ خالقِ کُل انتساب رکھتے ہیں

علیؑ کی مدح کے سکوں سے بھر لیا دامن
کہاں یہ دولتِ عُقبٰی نواب رکھتے ہیں

فرشتے شوق سے ہم سے کریں لحد میں سوال
ہر اِک سوال کا ہم بھی جواب رکھتے ہیں

حبیبؓ سبطِؑ نبیؐ کربلا کی جنت میں
جناں میں جانے سے پہلے شباب رکھتے ہیں

جو لوگ دور ہیں ذکرِ علیؑ سے اے قمؔر
وہ اپنے دل میں عجب اضطراب رکھتے ہیں

منقبت ۔۴

وسیلے سے علیؑ کے جب دعا کی
تو خالق نے مجھے ہر شے عطا کی

لکھوں کیا منقبت شیرِ خدا کی
کہ وہ نوری ہیں قمر اور میں خاکی

قطعہ بند

ہمیشہ پہلے حمدِ کبریا کی
محمدؐ کی، علیؑ کی، پھر ثنا کی

خدا کے بعد مدحِ مصطفےٰؐ کی
نبیؐ کے بعد مدحِ مرتضیٰؑ کی

تسلسل سے عبادت کر رہا ہوں
خدا کی حمد سے جو ابتدا کی

نبیؐ کی نعت لکھ کر درمیاں میں
علیؑ کی منقبت پہ انتہا کی

قطعہ بند

خدا کے گھر میں شیرِ کبریا کی
سنئے در سے ہو آمد مرتضیٰؑ کی

☆

چلی کرّارؑ کی ماں سوئے کعبہ
خدا نے اس لئے دیوار وا کی

کھلی کھل کر جدارِ خانۂ حق
کہ اب آمد ہے شیرِؑ کبریا کی

نکل آیا جو وہ مہرِ امامت
تو اس نے خانۂ حق میں ضیا کی

بہت خوش فاطمہؑ بنتِ اسد ہیں
ہے صورت سامنے مشکل کشاؑ کی

کہا یہ دیکھ کر بنتِؑ اسد نے
نبیؐ جیسی ہے صورت مرتضیٰؑ کی

قطعہ بند

سنا جب یہ کہ ساقیؑ آگئے ہیں
طلب بڑھنے لگی جامِ وِلا کی

جو دریائے وِلا میں ڈوب جائے
اُسے حاجت نہیں آبِ بقا کی

☆

لبِ کوثر جو نکلا ہے تو اس کو
خدا نے دیدِ ساقی بھی عطا کی

وِلا کے جام چھلکے جا رہے ہیں
سرور و کیف و مستی میں فضا کی

جو ٹکرانے لگے ساغر سے ساغر
صدا آنے لگی صلِّ علیٰ کی

علیؑ کے در کے ٹکڑوں پر پلی ہے
بہت مخلوق عرشِ کبریا کی

فرشتے بھیک ان سے لے رہے ہیں
یہ دیکھو انتہا جود و سخا کی

تمھیں جو مانگنا ہے مانگ لو تم
ہے آمد خانہ زادِ کبریا کی

ہمیں کیا، عرش والے بھی ہیں شاداں
سخاوت سے شہِ ارض و سما کی

☆

ہوائے دامنِ حیدرؑ نے چل کر
مریضِ عشقِ حیدرؑ کی دوا کی

علی اکبرؑ نبیؐ جیسے ہیں یا پھر
نبیؐ جیسی ہے صورت مرتضیٰؑ کی

وفا کی اُس سے کیا امید جس نے
نہ حیدرؑ کے گھرانے سے وفا کی

طوافِ خانۂِ حق کر کہ حاجی
یہ ہے جائے ولادت مرتضیٰؑ کی

قطعہ بند

گلا حیدرؑ کا اور ظالم کی رسّی
یہ منزل ہے رہِ صبر و رضا کی

سرِ میدانِ خیبر ورنہ تم نے
نہیں دیکھی شجاعت مرتضیٰؑ کی

☆☆☆☆☆

رَجز وہ جس کی کرّاری سے پیہم
لرزتی ہے زمیں دشتِ وغا کی

☆

نقابِ رُخ منافق کی ہمیشہ
علیؑ کے ذکر سے ہم نے جدا کی

ہوئی تکمیل ہر نعمت کی خُم میں
کہ حق نے ایک وہ نعمت عطا کی

کوئی مُشکل نہ اب مُشکل رہے گی
ہمیں یاد آگئی مُشکل کُشاؑ کی

علیؑ کے نام لیوا ہم ہیں لوگو
ہمیشہ ہم سے دنیا نے دغا کی

نہیں چھوڑا علیؑ کا نام لینا
ہمیں دنیا مٹانے میں مٹا کی

درِ قنبرؓ پہ ہم کو بیٹھے بیٹھے
غلامی مل گئی مشکل کُشاؑ کی

بُلائیں گے علیؑ روضہ پہ قمؔر
نہ ہو تقدیر سے تم اپنی شاکی

منقبت ۔ ۵

ہے حرم میں کس کے استقبال کا منظر نیا
دے دیا دیوار نے رستہ، بنا کر در نیا

خُم کے میداں میں بنایا اس لئے منبر نیا
حکمِ خالق سے بنائیں گے نبیؐ رہبر نیا

یا بنا ہے کعبے کی دیوار میں اِک در نیا
یا کُھلا ہے علم و حکمت کا کوئی دفتر نیا

خانۂ داور بتوں سے کردیا حیدرؓ نے صاف
یوں نظر آتا ہے سب کو خانۂ داور نیا

گھر خدا کا صاف حیدرؓ نے بتوں سے کردیا
سب کو اب معلوم دیتا ہے خدا کا گھر نیا

حیدرِ کرّار کے ہاتھوں اُحد کی جنگ میں
مل گیا اسلام کی شمشیر کو جوہر نیا

کیجئے امداد حزب اللہ کی اب غیب سے
میرے مولاؑ صورتِ لبنان ہے خیبر نیا

☆

کفر کو دھوکا نبیؐ کا ہوگیا ہجرت کی شب
گو کہ تھا بستر پرانا، صاحبِ بستر نیا

کیوں نہ جھومیں اب خوشی سے میکدے میں بادہ خوار
ایک تو ساقیؑ نیا ہے دوسرا ساغر نیا

بغضِ مولودِ حرم رکھ کر نہیں کرتے طواف
حُبِّ حیدرؑ دل میں رکھ کر جا، لگا چکّر نیا

ذوالفقارِ حیدری کی کاٹ لکھنے کے لئے
آج جبریلِ تخیل کو لگا دو پر نیا

تو نگاہِ بد سے مولودِؑ حرم کا گھر نہ دیکھ
بھیج دے گا رب ابابیلوں کا پھر لشکر نیا

کس نے کعبے میں قدم مُہرِ نبوت پر رکھے
اب نظر آتا ہے سب کو دوشِ پیغمبرؐ نیا

منبرِ محبوبِؐ حق پر بیٹھنے والے بتا
کس نے منبر خُم میں پایا تھا بجز حیدرؑ نیا

☆

قولِ احمدؐ سے عبادت ہے علیؑ کو دیکھنا
دیکھ لو کعبے میں جلوہ اب نظر بھر کر نیا

جب کھنچی ہے ذوالفقارِ حیدری میدان میں
لشکرِ کفار میں برپا ہوا محشر نیا

ہے دمِ تحریرِ چشمِ شوق کعبے کی طرف
جز علیؑ کوئی نہیں مجھ پر کرم گستر نیا

منبرِ بزمِ سلونی، منبرِ بزمِ غدیر
پیش منظر میں نظر آتا ہے پس منظر نیا

یوں علیؑ کعبے میں آغوشِ نبیؐ میں آئے ہیں
جس طرح باہر صدف سے آتا ہے گوہر نیا

روز خیبر میں رسولِؐ ہاشمی کے واسطے
بن رہا ہے لشکرِ اسلام دردِ سر نیا

وارثِؑ تیغِ علیؑ اب کھینچ لے تو ذوالفقار
شمرِ لعنہ دوراں پھر رہے ہیں لے کے اب خنجر نیا

☆

بھر نہیں سکتے نشانِ آمدِ کرّار کو
تم لگا کر دیکھ لو دیوار میں پتھر نیا

ساقیٔ کوثر کی پھر چشمِ عنایت ہوگئی
گھر بنایا خُلد میں پھر منقبت لکھ کر نیا

اے ابو طالبؑ، بہت ہی مطمئن ہیں مصطفیؐ
بن رہا ہے کون آرامِ دلِ مضطر نیا

ذکرِ مولودِ حرم سے یہ ملا اُس کو مقام
کعبۂ فن میں نہ پیدا ہو گا اب نیّر نیا

ساقیٔ کوثر کا ہے جشنِ ولادت خیر سے
توڑ دے نیّر پرانا جام، لے ساغر نیا

☆☆☆☆☆

استفادہ

جو شہرِ علم میں جانے کا تم ارادہ کرو
رہِ خلوص میں کچھ اور دل کشادہ کرو
جو چاہتے ہو کہ حاصل ہو شہرِ علم سے علم
تو بابؑ علمِ محمدؐ سے استفادہ کرو

منقبت۔۶

ایک یہ معیار دنیا میں ہے بس ایمان کا
ہے درِ حیدرؑ پہ بستر بوذرؓ و سلمانؓ کا

زد پہ طوفاں کی سفینہ آئے گر انسان کا
یا علیؑ کہہ کر وہیں رُخ موڑ دو طوفان کا

فیض یہ حاصل ہوا ہے سورۂ رحمٰن کا
ساقیِ کوثر صدف ہے لولوٴ و مرجانؑ کا

اُس کی قسمت میں نہیں ہے راستہ ایمان کا
جو مقلّد ہی نہیں ہے بوذرؓ و سلمانؓ کا

حیدری نعرہ لگانا چھوڑ بیٹھی اپنی فوج
اب خدا حافظ ہے لوگو ارضِ پاکستان کا

منکرِ وصفِ علیِؑ مرتضیٰؑ اتنا بتا
ہے کوئی انساں علیِؑ مرتضیٰؑ کی شان کا

خود کھلا دیتے ہیں اُن کی یاد کے ہم دل میں پھول
یوں بدل دیتے ہیں نقشہ خانۂ ویران کا

☆

ہیں اجالا شاہِ والا اور اندھیرا ہے یزیدؔ لعنۃ
یہ ہیں مولودِ حرم کا، وہ ابو سفیان کا

مجھ کو حاصل ہو رہی ہے بندگی کی کیفیت
مدحتِ حیدرؑ میں آتا ہے مزہ قرآن کا

جائے پیدائش پہ حیدرؑ کی طواف ہم نے کیا
یوں اتارا ہم نے صدقہ اُن پہ اپنی جان کا

کہہ رہا ہوں خیبر و خندق کی کھا کر میں قسم
پیروی کرّارؑ کی ہے دائرہ ایمان کا

شیرِؑ یزداں، بابِؑ شہرِؑ علم اور نفسِؑ رسولؐ
مل نہیں سکتا کوئی انساں علیؑ کی شان کا

دینِ پیغمبرؐ پہ آنچ آجائے، یہ ممکن نہیں
ہے حصارِ دینِ پیغمبرؐ پسرؑ عمرانؑ کا

بحرِ ہستی میں ہمیشہ یاعلیؑ کہنے کے بعد
رُخ بدلتے ہم نے دیکھا دور سے طوفان کا

☆

گویا موتی ہو نہ حیدرؑ کا سخن جس کان میں
اعتبار ہم کر نہیں سکتے ہیں ایسے کان کا

زندگی گزری ہے جس کی بے ولائے پنجتنؑ
وہ نہیں کرسکتا اندازہ کبھی نقصان کا

آخرش خیبر میں احمدؐ نے علم اُس کو دیا
جو رَجُل ہے دشت میں اور مرد ہے میدان کا

مرتضیٰؑ کی زندگی پر گفتگو کے واسطے
غور سے پڑھنا پڑے گا ہر ورق قرآن کا

حمدِ خالق، نعتِ احمدؐ، مدحتِ آلِ رسولؐ
کس قدر سامان ہے مجھ بے سر و سامان کا

ہم درِ حیدرؑ پہ رہتے ہیں کہ حق کے ساتھ ہیں
اور درِ حیدرؑ سے ہٹنا کام ہے شیطان کا

میں پڑھوں گا حشر کے میدان میں یہ منقبت
جب سوال اُٹھے گا اے قمر مری پہچان کا

منقبت ۔ ۷

سنا جب یہ حرم میں نفسِ محبوبِؐ خدا آیا
مقدر آزمانے کے لئے میں بھی چلا آیا

اندھیرا چھٹ گیا کعبے میں نورِ کبریا آیا
پھر اس کے بعد پیہم روشنی کا سلسلہ آیا

مری حاجت روائی کو، مری مشکل کُشائی کو
مِرا حاجت روا آیا، مِرا مشکل کُشا آیا

برائے کشتیِ جاں اور برائے کشتیِ ایماں
ہمارا ناخدا آیا، نصیری کا خدا آیا

یہاں جشنِ ولادت ساقیِ کوثر کا ہوتا ہے
یہاں میکش وِلا کا جام لے کر جھومتا آیا

یہاں گردش میں آ کر جب وِلا کے جام ٹکرائے
تو ہر میکش کے لب پہ نعرۂ صلِ علیٰ آیا

وہاں پہ کیوں نہ اِک بندہ فقیری پر کرے تکیہ
جہاں سے روٹیاں لینے مَلَک، بن کر گدا آیا

☆

علیؑ کی منقبت قرآن کی صورت رقم کر کے
پڑھی ہے جب کبھی میں نے تلاوت کا مزا آیا

علیؑ کا نام لیتے ہی منافق اور مومن کا
جو چہرہ سامنے آیا وہ بن کر آئینہ آیا

درِ خیبر اکھاڑے گا وہی تیور بتاتے ہیں
جو بچہؑ کلۂ اژدر مہد سے چیرتا آیا

ہزیمت ہو چکی تھی لشکرِ اسلام کو پیہم
مگر اب سر ہتھیلی پہ لئے مُشکل کُشاؑ آیا

علم اسلام کا لہرا گیا کافر ہوئے پسپا
اَجل بن کر لعینوں کی، علیؑ شیرِ خدا آیا

زمانہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتا رہا لیکن
مقدر، "میں" درِ نفسِ پیمبرؐ پہ بنا آیا

شبِ ہجرت ہوا مقروض دیں بھی جسؑ کے سونے کا
اُسیؑ کے در پہ سونے سے مقدر جگمگا آیا

☆

بہت آسان تھی پہچان مومن اور منافق کی
میں کہہ کر یا علیؑ، پردے ہی چہروں سے اُٹھا آیا

سجائی تھی علیِؑ مرتضٰی کی منقبت دل سے
تو مصرعوں کی روانی کو لہو دل کا بہا آیا

علیؑ کی جائے پیدائش ہے کعبہ اس لئے میں بھی
جبیں اپنی عقیدت سے پئے سجدہ جُھکا آیا

صراطِ حشر سے ہم پار اُترے ہیں اُدھر جا کر
اِدھر ہاتھوں میں اپنے دامنِ مُشکل کُشاؑ آیا

چلا ہوں جب تلاشِ منزلِ حق کے لئے قمؔر
مدینے سے نجف آیا، نجف سے کربلا آیا

☆☆☆☆☆

علیؑ کی ذات

اسلام گر ہے جسم تو ہے دل علیؑ کی ذات
دونوں جہاں میں زینتِ محفل علیؑ کی ذات
آئی صدا غدیر کے منبر سے بار بار
رہبر علیؑ کی ذات ہے منزل علیؑ کی ذات

منقبت۔۸

جس شخص کو بھی عشقِ شہِؑ لافتیٰ نہیں
میں بھول کر بھی اُس کی طرف دیکھتا نہیں

وہ دل کہ جس میں شاہِؑ نجف کی وِلا نہیں
قرآن و حق سے اُس کا کوئی واسطا نہیں

کیا تم کو یاد قولِ شہِؐ انبیاؑ نہیں
جس کے علیؑ نہیں ہیں تو اُس کا خدا نہیں

جس پر چراغ ذکرِ علیؑ کا جلا نہیں
اُس راہِ زندگی میں اُجالا ہوا نہیں

یہ سچ تو ہے علیؑ کی ولادت سے پیشتر
کعبہ بھی قبلہ گاہِ مسلماں بنا نہیں

قرآن کی زبان علیؑ کی زبان ہے
قرآن خود بہ خود تو کبھی بولتا نہیں

جس آئینہ میں عشقِ علیؑ کی شبیہ ہو
ٹکرائے پتھروں سے تو وہ ٹوٹتا نہیں

☆

اعلیٰ علیؑ ہیں سب سے، محمدؐ کے ماسوا
یہ جانتا ہے شیخ مگر مانتا نہیں

یہ حکمِ کردگار عبارت دلوں پہ ہے
جُز مولدِ علیؑ کہیں سجدہ روا نہیں

سب گوشۂ نظر میں سمٹ آئی کائنات
جب روبرو علیؑ ہیں تو پھر پاس کیا نہیں

ہر ہر نفس ہے لب پہ وظیفہ علیؑ علیؑ
کیا میرے جذبِ عشق کی یہ انتہا نہیں

اُس کو نہ مل سکے گا زمانے میں حق کبھی
سوئے علیؑ جو ایک قدم بھی چلا نہیں

سیرت سے مرتضیٰؑ کی جو ہٹ کر گزر گیا
وہ لمحۂ حیات کسی کام کا نہیں

میں منکرِ علیؑ سے ملوں بھر کے بس لئے
نالے میں جا کے کوئی سمندر بھرا نہیں

☆

کافر تھے جن کے صُلب میں وہ قتل کر دیئے
تیغِ علیؑ سے دشمنِ ایماں بچا نہیں

مولائے کائنات کی سب دسترس میں ہے
خورشید بھی بے حکمِ علیؑ ڈوبتا نہیں

بگڑا ہوا نصیب نہ اُس کا سنور سکا
نامِ علیؑ خلوص سے جس نے لیا نہیں

جبریلؑ سے ہی پوچھئے وہ ہی بتائیں گے
جوہر علیؑ کی تیغ کا کس پر کُھلا نہیں

دل میں خدا کی یاد ہے لب پر علیؑ کا نام
اب میری بندگی کی کوئی انتہا نہیں

جو کچھ ملا ہے دستِ خدا سے ملا مجھے
کشکول لے کے میں کبھی در در پھرا نہیں

حیدرؑ کی عظمتیں تو محمدؐ بتا گئے
یہ اور بات ہے کہ کوئی مانتا نہیں

☆

میرے علیؑ امام ہیں، اُن کا ہوں میں غلام
محشر میں مجھ کو فکرِ جزا و سزا نہیں

جب راہ میں گرا ہوں تو لے کر علیؑ کا نام
میں ایسے اُٹھ گیا ہوں کہ جیسے گرا نہیں

نیّر درِ علیؑ کی فقیری پہ ناز ہے
واللہ غیر سے میں کبھی مانگتا نہیں

☆☆☆☆☆

ارتقا

حُبِّ حیدرؑ سے مل گیا نیّر
راستہ مجھ کو حق پرستی کا
اُن کے نقشِ قدم پہ سر ہے مرا
ارتقا ہے یہ میری ہستی کا

☆☆☆☆☆

صدیوں کی عبادت

جذبۂ شوق تری مجھ پہ عنایت ہو جائے
اور کچھ شیرِ الٰہی سے محبت ہو جائے
فیضِ خالق سے کبھی چہرۂ حیدرؑ نیّر
اِک نظر دیکھوں، تو صدیوں کی عبادت ہو جائے

در شانِ　　　　علیہ السلام

حضرت امام حسن

لو آگئے وہ حضرتِ شبرؑ جہان میں
دنیا تمام آگئی امن و امان میں

maablib.org

چند منتخب اشعار

گزرا ہوا وہ لمحہ حسنؑ کے دیار کا
تھا حاصلِ قرار دلِ بے قرار کا

جہاں ولا کی محفلیں، جہاں پہ ذکرِ پنجتنؑ
کوئی نہیں مِرا وطن، وہی ہے بس وطن مرا

برائے امنِ عالم ہوگئی ہے
تمھاری صلح عالمگیر شبرؑ

میری سانسوں سے چلی مدحِ حسنؑ کی خوشبو
دور تک پھیل گئی میرے دہن کی خوشبو

اس طرح لکھ رہا ہوں میں شبرؑ کی شان میں
جیسے بتا رہا ہے کوئی میرے کان میں

منقبت۔۱

نبیؑ قرآن ہیں تفسیر شبرؑ
نبیؑ ہیں آئینہ تصویر شبرؑ

جمل کی پھر گئی تصویر شبرؑ
لڑے یوں قاسمؑ دلگیر شبرؑ

عیاں اب آپؑ کی تحریر سے ہے
نبیؑ کی خواہشِ تحریر شبرؑ

میں ذرہ ہوں مجھے خورشید کر دو
بنا دو تم مری تقدیر شبرؑ

تمھاری صلح سے روشن ہوئی ہے
نبیؑ کے دین کی تقدیر شبرؑ

سرِ شام آپؑ کے ہاتھوں نے کر دی
یہ قصرِ دین کی تعمیر شبرؑ

☆

مٹانے کو اندھیرا شام کا ہے
خدا کے نور کی تنویر شبرؑ

کہاں پہ جنگ، صلح ہو کہاں پہ
ہمیں بتلائیں گے شبیرؑ شبرؑ

زمینِ مدح خوانی کا ہوں ذرّہ
بنادو صاحبِ توقیر شبرؑ

فلک سے آپؑ کے گھر میں اتاری
خدا نے آیۂ تطہیر شبرؑ

گلا باطل کا کٹ جائے گا جس سے
وہ لائے صلح کی شمشیر شبرؑ

کیے تبدیل جس نے ذہنِ انساں
وہ ہے بس آپؑ کی تدبیر شبرؑ

کیے ہیں شام سے آزاد انساں
بنا کر فکر کی زنجیر شبرؑ

☆

برائے امنِ عالم ہو گئی ہے
تمھاری صلح عالمگیر شبّرؑ

پئے مدحت میں جاؤں گا وہاں پر
ہے جنت آپؑ کی جاگیر شبّرؑ

رہِ مُشکل میں جب تم کو پکارا
پہنچنے میں نہ کی تاخیر شبّرؑ

بھکاری کو حکومت دے کے تم نے
کیا ذہنوں کو ہے تسخیر شبّرؑ

جو مٹی آپؑ کے قدموں میں آئی
بنی وہ سرمۂ اکسیر شبّرؑ

تمھیں کو خواب میں دیکھا ہے میں نے
دکھا دو خواب کی تعبیر شبّرؑ

پریشانی کے عالم میں ہے قمرؔ
سکوں کی بخش دو جاگیر شبّرؑ

منقبت ۔ ۲

امیرِ شام ہے باقی نہ اب اس کی حکومت ہے
دلوں پر آج بھی لیکن حسنؑ کی بادشاہت ہے

نظر والا وہی ہے اور وہی اہلِ بصیرت ہے
جسے قمر جگرِ بندِ پیمبرؐ سے محبت ہے

تصور میں ہمارے اس طرح شبرؑ کی صورت ہے
کہ دل ہے محوِ سجدہ اور نظر محوِ تلاوت ہے

نہیں یہ منقبت ہاتھوں میں یہ قرآنِ مدحت ہے
اسے پڑھنا عبادت ہے اسے سُننا عبادت ہے

نگاہِ اہلِ دانش میں یہ تاریخی حقیقت ہے
حسنؑ کی صلح جوئی سے بقائے دین و ملّت ہے

مرے مالک مرے دل پر تری کتنی عنایت ہے
حسنؑ کا غم ہے دل میں اور غمِ دنیا سے فرصت ہے

☆

حسنؑ کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ ایمان ہے اپنا
حسنؑ کا ذکر کرنا اصل میں عینِ عبادت ہے

جہاں اسلام کی تبلیغ ہو پیشِ نظر ہر دم
وہاں پر تخت و تاجِ خسروی کی کیا حقیقت ہے

امیرِ شام تو ہنگامۂ دربار میں ہے گم
حسنؑ کی خامشی اب مرکزِ رُشدو ہدایت ہے

وہ جس کے گھر عطا کا سلسلہ ہر روز رہتا تھا
اُسیؑ کے نام سے گھر گھر میں قائم خوانِ نعمت ہے

یہ لازم ہے زمانہ سیرتِ شبرؑ کو اپنائے
اگر امن و اماں کی دورِ حاضر کو ضرورت ہے

لرزتا ہے امیرِ شام اب تختِ حکومت پر
حسنؑ ابنِ علیؑ کی خامشی میں کتنی طاقت ہے

میں مدّاحِ حسنؑ ابنِ علیؑ ہوں فطرتاً قمؔر
اِسی پر ناز ہے مجھ کو یہی میری سعادت ہے

منقبت ۔۳

زہراؑ کے لب پہ شکر ہے پروردگار کا
آئے حسنؑ کہ آ گیا موسم بہار کا

ذکرِ حسنؑ بھی ذکر ہے پروردگار کا
یہ ہے وظیفہ زاہدِ شب زندہ دار کا

گزرا ہوا وہ لمحہ حسنؑ کے دیار کا
تھا حاصلِ قرار دلِ بے قرار کا

زہراؑ کے گھر میں جشنِ ولادت حسنؑ کا ہے
برسا سحاب رحمتِ پروردگار کا

ساقیؑ بھی کوثری ہیں شرابیں بھی کوثری
یہ میکدہ ہے دیکھا ہوا بار بار کا

پی کر مئے ولائے حسنؑ میں نے رات دن
بدلا مزاج گردشِ لیل و نہار کا

جامِ ولا پہ جامِ ولا پی رہا ہوں میں
سب ظرف دیکھتے ہیں ترے بادہ خوار کا

☆

غرقِ مئے ولائے حسنؑ دیکھ کر مجھے
چہرہ اتر گیا ہے غمِ روزگار کا

دیتا رہے گا منزلِ توحید کا پتہ
نقشِ قدم ہمیشہ تری رہگزار کا

خالق نے مدحِ آلؑ کے صدقے میں خلد کو
مسکن بنا دیا ہے غریب الدیار کا

فیضِ ولائے آلؑ ہے یوں غم کی دھوپ میں
سایہ ہو جس طرح شجرِ سایہ دار کا

حُبِّ حسنؑ میں ڈھال لو فوراً حیات کو
کیا اعتبار زندگیِ مستعار کا

منوا کے اپنی ساری شرائط بہ کرّوفر
بدلا ہے اس نے جیت سے وہ وقت ہار کا

گزری تمام عمر ترے انتظار میں
ہر تارا ہے گواہ شبِ انتظار کا

☆

جنگ و جدل میں امن کی راہیں نکال دیں
بخشا گیا کمال تمھیں اقتدار کا

اے معترضِ صلح ذرا آئینہ تو دیکھ
چہرے پہ نقش ہے ترے دل کے غبار کا

جب چاہو دیکھ لو درِ آلِ رسولؐ پر
بستر وہیں ملے گا تمھیں خاکسار کا

لَو دے رہی دل میں مودّت امامؑ کی
نیّر یہی چراغ ہے میرے مزار کا

☆☆☆☆☆

صلحِ شافعِؑ محشر سے ملتی ہے

حسنؑ کی فکر نیّر فکرِ پیغمبرؐ سے ملتی ہے
عبارت صلح شبرؑ کی، خطِ حیدرؑ سے ملتی ہے
سرِ قرطاس منظر میں اُبھر آیا ہے پس منظر
حسنؑ کی صلح، صلحِ شافعِؑ محشر سے ملتی ہے

☆☆☆☆☆

منقبت ۔ ۴

جریدۂ بہار ہے قصیدۂ حسنؑ مرا
کہ پھول پھول ہو گیا چراغِ فکر و فن مرا

حسنؑ کا نام لب پہ ہے حسنؑ کی یاد دل میں ہے
ہرا بھرا نہ کیوں رہے یہ زیست کا چمن مرا

کفن پہ منقبت لکھو کہ اطمینانِ قلب ہو
سند ہو باغِ خُلد کی لکھا ہوا کفن مرا

جہاں وِلا کی محفلیں، جہاں ہے ذکرِ پنجتنؑ
کوئی نہیں مرا وطن، وہی ہے بس وطن مرا

خموشیوں میں حرف ہیں یہ گفتگو کے ظرف ہیں
حسنؑ کی بارگاہ میں وگرنہ کیا سخن مرا

ثنا کے پھول کھل اُٹھے کہ بزم باغ باغ ہے
اُگل رہا ہے رنگ و بو یہ مستقل دہن مرا

میں شاعرِ امامؑ ہوں، حسنؑ کا میں غلام ہوں
ٹلے گا ایک روز وہ، جو وقت ہے کٹھن مرا

☆

سکوں کی بھیک ڈال دو قرارِ بے قرار دو
کہ بے قرار زیست ہے، دُکھا ہوا ہے مَن مِرا

محبِّ بوترابؑ ہوں، غلامِ آنجنابؑ ہوں
تو زیرِ خاک کس لئے خراب ہو بدن مِرا

ثنا حسنؑ کی لب پہ ہے، وِلا حسنؑ کی دل میں ہے
سخنوروں کی بزم میں عجب ہے بانکپن مِرا

وضو کریں نماز کو فرشتے خود نچوڑ کر
مئے وِلا سے تر بہ تر ہوا ہے پیرہن مِرا

ہزار آندھیاں اُٹھیں، ہوائے دشمنی چلی
مگر نہ بجھ سکا کبھی چراغِ فکر و فن مرا

صلحِ حسنؑ کے ساتھ ساتھ صلحِ نبیؐ نظر میں ہے
یونہی تو صُلح جو رہا حیات میں چلن مِرا

محوِ ثنا ہے موئے تن، وِلا ہے دل میں جاگزیں
فدا ہے اُنؑ پہ من مرا فدا ہے اُنؑ پہ تن مِرا

منقبت۔۵

قصرِ دلدار * میں ہے جشنِ حسنؑ کی خوشبو
کیسے پھیلے گی یہاں گنگ و جمن کی خوشبو

بھا گئی اتنی مجھے بزمِ حسنؑ کی خوشبو
اب تو اچھی نہیں لگتی ہے چمن کی خوشبو

میری سانسوں سے چلی مدحِ حسنؑ کی خوشبو
دور تک پھیل گئی میرے دہن کی خوشبو

حاصلِ زیست ہے کب سرو و سمن کی خوشبو
ہے رگ و پے میں رواں عشقِ حسنؑ کی خوشبو

دوش پر اپنے لئے مدحِ حسنؑ کی خوشبو
ہر طرف پھیل گئی میرے سخن کی خوشبو

دوریِ محفلِ میلاد ہے ایسے ہم کو
جیسے پردیس میں یاد آئے وطن کی خوشبو

*دلدار جعفری کا مکان

☆

خدا تلک رسائی ہے، سمجھ میں ذات آئی ہے
کہاں پہ مجھ کو لے گیا یہ عشقِ پنجتنؑ مرا

جہانِ انتشار میں نہیں ہے راہبر کوئی
مجھے تو اس پہ ناز ہے امام ہے حسنؑ مرا

حسنؑ کا میں غلام ہوں نیرؔ خوش کلام ہوں
کرم نہ مجھ پہ کیوں کرے وہ ربِّ ذوالمنن مرا

☆☆☆☆☆

حسنؑ حکمت میں ہیں

حسنؑ صورت میں ہیں محبوبِؐ داور
حسنؑ سیرت میں ہیں محبوبِؐ داور
حسنؑ کی صلح کی تحریر سمجھو
حسنؑ حکمت میں ہیں محبوبِؐ داور

☆☆☆☆☆

☆

چمنِ خُلقِ حسنؑ میں ہوئی محسوس ہمیں
حسنِ اخلاقِ شہنشاہِؐ زمن کی خوشبو

اُتنا ہی امن و اماں ہوتا رہا دنیا میں
پھیلتی جتنی رہی صلحِ حسنؑ کی خوشبو

باغِ جنّت ہے کہاں مدحتِ شبّرؑ ہے کہاں
لے گئی مجھ کو کہاں میری لگن کی خوشبو

مدحِ سردارِ جناں، میرے کفن پہ لکھ دو
ہر طرف قبر میں پھیلے گی کفن کی خوشبو

پھول کھلتے ہیں وِلا کے جو ہمارے دل میں
بوئے فردوس میں ڈھلتی ہے بدن کی خوشبو

اِس گھرانے میں محمدؐ ہیں سبھی چھوٹے بڑے
ہے حسنؑ میں بھی محمدؐ کے چلن کی خوشبو

☆

مدحِ سردارِ جناں میں جو لکھے ہیں الفاظ
اُن کے ہی گرد ہے اب مُشکِ ختن کی خوشبو

کس کے جلووں نے بہاروں کا بھرم رکھا ہے
اب رگِ گُل سے بھی آتی ہے کرن کی خوشبو

آمدِ جشنِ حسنؓ ہے تو بھری محفل میں
موج میں کھاتی ہے بل حرفِ سخن کی خوشبو

ہے مودّت سے مزیّن مرا ہر موئے بدن
سونگھنے آئیں فرشتے مرے تن کی خوشبو

آپؐ کا جب سے ملا ہے درِ دولت مجھ کو
مجھ سے تو دور بہت رہتی ہے دَھن کی خوشبو

دشتِ فن مہکا جو مدحت کے گلابوں کے طفیل
دیکھنے آگئی آہوئے ختن کی خوشبو

کس نے یہ وادیِ طیبہ میں قدم رکھا ہے
بوئے جنّت سے ملی کوہ و دمن کی خوشبو

فیضِ ممدوحؓ سے مدحت کے کھلیں گے جو گلاب
پھیلتی جائے گی قمؔر مرے فن کی خوشبو

منقبت۔۶

یہ نہ پوچھو کہ ہے کس اوج پہ میری قسمت
بس یہ دیکھو مرے لب پر ہے حسنؑ کی مدحت

گھر نہیں کرتی ہے اُس دل میں کوئی بھی ظُلمت
جاگزیں رہتی ہے جس دل میں حسنؑ کی الفت

لکھوں قرآن کی صورت میں حسنؑ کی مدحت
اس قدر قادرِ مطلق مجھے بخشے قدرت

دیکھنے والے ذرا دیکھیں حسنؑ کی مدحت
صلح نامے کی شرائط میں ہے دینِ فطرت

اے علیؑ تم کو مبارک کہ تمھارے گھر میں
خلق و ایثار کی بھیجی ہے خدا نے آیت

صلحِ شبّرؑ کی قسم، صلحِ محمدؐ کی قسم
سیرتِ احمدِؐ مرسل ہے حسنؑ کی سیرت

☆

جو پھرا آلِ محمدؐ سے جہاں کی خاطر
اس کی تقدیر میں لکھی ہے جہاں کی ذلت

گلشنِ مدحتِ شبّرؑ میں بہار آئی ہے
کِشتِ تخئیل پہ برسا ہے وہ ابرِ رحمت

الفتِ آلِ محمدؐ جو بسی ہے اِس میں
کوئی رضوان سے پوچھے مرے دل کی قیمت

کوئی کوزے میں سمندر کو نہیں بھر سکتا
غیر ممکن ہے مکمل ہو حسنؑ کی مدحت

اللہ اللہ کہ یہ عزّ و شَرَف محفل میں
اپنے مدّاح کو سننے کی کریں وہؑ زحمت

میرے ممدوحؑ ہیں سردارِ جوانانِ جناں
میری بخشش کو تو کافی ہے فقط یہ نسبت

میں کہاں اور کہاں ذکر مرے آقاؑ کا
بخشنے والے نے بخشی ہے مجھے یہ عزّت

قطعہ بند

رہنمائی کے لئے بعدِ نبیؐ دنیا میں
ایک قرآن ہے اور ایک نبیؐ کی عترتؑ

آلؑ و قرآن سے بس ہم نے تمسّک رکھا
غیر الجھے ہی رہے کیا ہے نبیؐ کی سنّت

☆☆☆☆☆

امن کی بات کرو، پیروِ شبّرؑ ہو جاؤ
زندہ رہنے کی زمانے میں یہی ہے صورت

وہ ہیں سردارِ جوانانِ جناں اے قمرؔ
پیروی اُن کی کرو، خود ہی ملے گی جنّت

☆☆☆☆☆

شبّرؑ کی مدحت میں

مِلا حُسنِ نبیؐ قمرؔ مجھے شبّرؑ کی صورت میں
مِلی سیرت محمدؐ کی مجھے شبّرؑ کی سیرت میں
حسنؑ کی صلح میں صلحِ نبیؐ کا عکس جو دیکھا
میں نعتِ مصطفےٰؐ لکھنے لگا شبّرؑ کی مدحت میں

☆☆☆☆☆

منقبت

لو آگئے وہ حضرتِ شبّرؑ جہان میں
دنیا تمام آگئی امن و امان میں

مدحت سنا سنا کے میں شبّرؑ کی شان میں
لے جاؤں گا زمینِ سخن آسمان میں

یوں ہیں حسنؑ کے سایۂ امن و امان میں
جیسے سکون پائیں بشر سائبان میں

جو کچھ میں پڑھ رہا ہوں مسلسل قرآن میں
وہ سب کا سب لکھوں گا میں شبّرؑ کی شان میں

اس طرح لکھ رہا ہوں میں شبّرؑ کی شان میں
جیسے بتا رہا ہے کوئی میرے کان میں

آساں نہیں ہے مدحتِ شبّرؑ زبان میں
میں پڑ گیا ہوں آج بڑے امتحان میں

☆

نکلے حسنؑ جو گھر سے محمدؐ کی شان سے
سب آگئے اُدھر سے اِدھر ایک آن میں

جب منقبت حسنؑ کی پڑھوں، یہ ہے آرزو
لہجہ ہو جبرئیلؑ کا میری زبان میں

جس دن سے تذکرہ مرے گھر میں حسنؑ کا ہے
اس دن سے نور پھیلا ہے میرے مکان میں

شبّرؑ ہیں اہلِ شام میں کچھ ایسے جلوہ گر
ہیرا چمک رہا ہو کوئی جیسے کان میں

جب بھی زمیں پہ ذکرِ امامِ حسنؑ ہوا
صلِ علیٰ کا شور ہوا آسمان میں

جب تک کہ چل رہی ہے مری زندگی کی سانس
کہتا رہوں گا شعر میں شبّرؑ کی شان میں

کوثر کا باغ سبز ہُوا آگئے حسنؑ
یا آگئی بہار علیؑ کے مکان میں

☆

صلحِ حسنؑ کا جب بھی کہیں تذکرہ ہوا
یاد آگئی ہے صلحِ نبیؐ درمیان میں

سب نے ہوائے فکر کا رُخ دیکھ کر کہا
کتنا ہے تیز طائرِ مدحت اُڑان میں

صلحِ حسنؑ یقین کی منزل کا نام ہے
اور تُو ابھی ہے منزلِ وہم و گمان میں

قرآن کی زبان، حسنؑ کی زبان ہے
قرآن بولتا ہے حسنؑ کی زبان میں

اکبرؑ جو اِک بھتیجا امامِ حسنؑ کا ہے
شامل ہے اُسؑ کا نام مسلسل اذان میں

قطعہ بند

منوا کے ساری اپنی شرائط امامؑ نے
ڈالا امیرِ شام کو اِک امتحان میں

ہر شرط یوں ہے صلحِ حسنؑ کی نپی تلی
جیسے جڑا ہو تیر کڑکتی کمان میں

☆

ہم کیا تمہارے دل کو حسنؑ آشنا کریں
کھیتی اُگائی جاتی نہیں ہے چٹان میں

صلِ علیٰ حسنؑ کے پسندیدہ رنگ سے
سرسبزی آئی دینِ خدا کے نشان میں

نیّر میں جیسا شاعرِ آلِ رسولؐ ہوں
شاید نہیں ہے ایسا کوئی بھی جہان میں

☆☆☆☆☆

بہ فیضانِ حسنؑ

اللہ اللہ مری ذات پہ احسانِ حسنؑ
دل کا آئینہ ہے اور ہے رُخِ تابانِ حسنؑ
رات دن گرد مرے اہلِ جفا ہیں پھر بھی
صلح جُو میری طبیعت ہے بہ فیضانِ حسنؑ

☆☆☆☆☆

منقبت ۔ ۸

ہیں پیشِ بزم مدحتِ شبّرؑ لئے ہوئے
گلدستۂ سخن ہیں سخنور لئے ہوئے

خاکِ درِ حسنؑ جو ہیں سر پر لئے ہوئے
وہ اوج پر ہیں اپنا مقدّر لئے ہوئے

گو ہے مری زبان پہ ذکرِ حسنؑ مگر
ذکرِ حسنؑ ہے ذکرِ پیمبرؐ لئے ہوئے

تحریر میں جو صلحِ حسنؑ کا ہے آئینہ
وہ فکرِ مصطفےٰؐ کا ہے جوہر لئے ہوئے

الفاظ کر رہے ہیں یہ آپس میں گفتگو
صلحِ حسنؑ ہے صلحِ پیمبرؐ لئے ہوئے

مصروفِ مدحِ آلِ محمدؐ جو ہیں وہ لوگ
ہیں اپنے سر پہ رحمتِ داور لئے ہوئے

☆

مدحِ حسنؑ، عطائے محمدؐ، ولائے آلؑ
سب ظرف میں ہیں ہم سے گداگر لئے ہوئے

جھک کر درِ حسنؑ پہ ہوا ہے جو سربلند
ہم اپنے دوش پر ہیں وہ اِک سر لئے ہوئے

مولودِ نو ہے گود میں یا بنتِؑ مصطفیٰؐ
آغوش میں ہیں سورۂ کوثر لئے ہوئے

دل میں نبیؐ کا خُلق لئے آئے اور حسنؑ
رُخ پر جلالِ فاتحِؑ خیبر لئے ہوئے

ساقی نہ مل سکیں گے ولادت کے جشن پر
میکش بغیر بادۂ کوثر لئے ہوئے

حیدرؑ کے بعد دین بچانے کے واسطے
ہیں کتنا بار دوش پہ شبرؑ لئے ہوئے

☆

دل میں فروغ، دولتِ حبِ حسنؑ کا ہے
اب کیا نہیں غلامِ ابوذرؓ لئے ہوئے

دیوانۂ حسنؑ ہے ہر اِک شے سے بے نیاز
پھرتا ہے کیوں زمانہ یہ پتھر لئے ہوئے

حیدرؑ کے بعد لوگ وہ شبّرؑ کے آس پاس
پھرتے تھے آستینوں میں خنجر لئے ہوئے

نیرؔ بڑھانے رونقِ گلزارِ خلد ہم
جائیں گے منقبت کے گلِ تر لئے ہوئے

☆☆☆☆☆

خموش رہ کے بھی

ہوائے ظلم کی زد سے بچائے جاتے ہیں
چراغِ دینِ محمدؐ جلائے جاتے ہیں
حسنؑ نے اپنی فراست سے کر دیا ثابت
خموش رہ کے بھی فتنے دبائے جاتے ہیں

☆☆☆☆☆

منقبت۔۹

فکرِ مصطفےٰؐ کا اِک دائمی حوالہ ہے
صلحِ ماہِ زہراؑ تو دین کا اُجالا ہے

نورِ چشمِ زہراؑ کو جب نبیؐ نے پالا ہے
تربیت کا کیا کہنا یہ سمجھ سے بالا ہے

صلح کے لئے گویا زندگی کو شبرؑ کی
اپنی زندگی میں خود مصطفےٰؐ نے ڈھالا ہے

گل چراغِ میرِ شام ہو رہا ہے دنیا میں
نورِ ماہِ زہراؑ سے دین میں اُجالا ہے

خود مری نگاہوں کی بڑھ رہی ہے بینائی
کون میری آنکھوں میں آج بسنے والا ہے

کربلا تو ہونی ہے وقت پر مگر اُس نے
پہلے امن کا رستہ صلح سے نکالا ہے

☆

شام کی فضاؤں میں تیرگی کے طوفاں میں
صلحِ ماہِ زہراؑ نے قوم کو سنبھالا ہے

کربلا سے پہلے ہی کربلا بپا ہوتی
صلحِ ماہِ زہراؑ نے ایسا وقت ٹالا ہے

جو حسنؑ نے لکھا ہے صلح کی شرائط میں
عکسِ صلحِ احمدؐ ہے، امن کا مقالا ہے

صلحِ مجتبیٰؑ دیکھو، صلحِ مصطفیٰؐ دیکھو
ایک سی ہیں تحریریں ایک سا اُجالا ہے

وہ قلم کی ضربت تو ذوالفقار جیسی تھی
سر غرورِ شاہی کا جس نے توڑ ڈالا ہے

صلح کی فصیلوں نے دین کی حفاظت کی
صلح کی فصیلوں سے حق کا بول بالا ہے

منقبت جو لکھتا ہوں، خُلد نام کرتا ہوں
منقبت نہیں ہے یہ، خُلد کا قبالا ہے

☆

دل میں حُبّ شبّرؑ ہے، لب پہ مدحِ شبّرؑ ہے
یوں وِلا کی محفل میں لُطف ہی دوبالا ہے

کہہ رہی ہے یہ تاریخ ایسا لگتا ہے مجھ کو
جلوہ صلحِ شبّرؑ کا جیسے دیکھا بھالا ہے

جب کبھی پکارا ہے آپؑ کے محبّوں نے
آپؑ نے محبّوں کی مُشکلوں کو ٹالا ہے

مدحِ آلؑ کے موتی کیا پرو لئے میں نے
اب عروسِ فن کو یہ منقبت کی مالا ہے

صلحِ ماہِ زہراؑ ہے اس طرح سے اے قمرؔ
گِرد چاند کے جیسے روشنی کا ہالا ہے

☆☆☆☆☆

قرآن وامامؑ

پاس حق کا کلام رکھتے ہیں
اِک مکمل نظام رکھتے ہیں
وہ، جو قرآں سے پیشتر آیا
ہم تو ایسا امامؑ رکھتے ہیں

منقبت۔۱۰

قرآں میں وصف دونوں کا یکساں لکھا ملا
مدحِ حسنؑ میں نعتِ نبیؐ کا مزا ملا

خود اپنا عکس جس میں نظر آرہا تھا صاف
آغوش میں رسولؐ کو وہ آئینا ملا

صلحِ حسنؑ سے ہوگئی ہموار راہِ امن
بہرِ جہادِ سرورِؑ دیں راستا ملا

ہم تو نقوشِ پائے حسنؑ دیکھتے چلے
اس طرح ہم کو خُلدِ بریں کا پتا ملا

جشنِ ولادتِ حسنِؑ مجتبیٰ میں آج
بھر بھر کے سارے رندوں کو جامِ وِلا ملا

صلحِ حسنؑ میں ساری شرائط حُسین ہیں
صلحِ حسنؑ سے حُسنِ عمل کا پتا ملا

☆

صلحِ حسنؑ سے امن و اماں کے دیئے جلے
روشن تمام شام کا ہر راستا ملا

خُلقِ حسنؑ کا آئینہ، ایسا ہے آئینہ
جس میں کہ عکسِ خُلقِ شہِؐ انبیاءؑ ملا

مُشکل میں کام آیا ہے مشکل کُشاؑ کا لالؑ
مُشکل کشا کا لالؑ بھی مُشکل کُشاؑ ملا

صلحِ حسنؑ میں صلحِ محمدؐ ہے جلوہ گر
صلحِ حسنؑ سے صُلحِ نبیؐ کا پتا ملا

دیکھیں ہیں جب شرائطِ صلحِ حسنؑ بغور
صلحِ رسولؐ پاک کا جوہر کُھلا ملا

ہم نے حسنؑ کے واسطے سے بھیک مانگ لی
ہم کو خدا سے جو ملا بالواسطا ملا

ممدوحؑ کو جو خواب میں دیکھا تو صبح کو
آنکھوں کی روشنی کا بھی جوہر کُھلا ملا

☆

اِس منقبت کی داد ملی ہے یہاں مگر
دیکھوں گا حشر میں کہ وہاں کیا صلا ملا

پہنچا درِ حسنؑ پہ ہوں وسعت نہ پوچھیے
قطرہ تھا ایک میں کہ سمندر سے جا ملا

احمدؐ علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ اور حسنؑ
یہ سلسلہ ملا ہے تو ہم کو خدا ملا

جوشِ جہاد جو دلِ شبرؑ میں جذب تھا
قاسمؑ کی شکل میں وہ سرِ کربلا ملا

در در بھٹکنے والوں کو آخر بتاؤں کیوں
جو کچھ درِ امامِ حسنؑ سے ملا، ملا

ٹوٹا درِ حسنؑ پہ عطا کا نہ سلسلہ
جو بھی کیا حسنؑ سے طلب، برملا ملا

دنیا کو فکرِ تنگیِ کشکول رہ گئی
مجھ کو تو اپنے ظرف سے نیّرؔ سوا ملا

منقبت ۔ ۱۱

کبھی کنکر جوابِ لعل و گوہر ہو نہیں سکتا
کوئی ہمرتبۂ آلِ پیمبرؐ ہو نہیں سکتا

امیرِ شام شبّرؑ کے برابر ہو نہیں سکتا
کہ جو ہے فطرتاً رہزن وہ رہبر ہو نہیں سکتا

جو آلِ ساقیٔ کوثر سے کترا کر گزرتا ہے
کبھی قسمت میں اس کی جامِ کوثر ہو نہیں سکتا

ہمیں دعویٰ غلامیٔ حسنؑ کا ہے بہت لیکن
غلامی میں کوئی بھی مثلِ قنبرؓ ہو نہیں سکتا

حسنؑ کا صلح نامہ غور سے پڑھ کر ذرا دیکھو
مزاجِ صلحِ پیغمبرؐ سے باہر ہو نہیں سکتا

ثنائے مجتبیٰؑ الفاظ میں ہم کر نہیں سکتے
کہ جیسے بند کوزے میں سمندر ہو نہیں سکتا

☆

فقیریِ درِ آلِ نبیؐ پہ فخر کرتا ہوں
فقیری میں کوئی مجھ سا تونگر ہو نہیں سکتا

تقاضا کربلا سے قبل کے حالات کرتے تھے
بغیرِ صلحِ شبرؑ معرکہ سر ہو نہیں سکتا

درِ آلِ محمدؐ سے جو وابستہ ہوئے، اُن سے
کبھی دنیا میں برگشتہ مقدّر ہو نہیں سکتا

امیرِ شام کو تختِ حکومت بخشنے والے
سخاوت میں کوئی بھی تجھ سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا

گریزاں ہیں جو انساں چادرِ تطہیر والوں سے
کبھی رحمت کا سایہ اُن کے سر پر ہو نہیں سکتا

کہاں سُفیان کا بیٹا، کہاں فرزندِ پیغمبرؐ
کوئی ذرہ کبھی سورج کا ہمسر ہو نہیں سکتا

☆

مودّت کی ردا نے صاحبِ عزت بنایا ہے
مودّت کی ردا سے میں تو باہر ہو نہیں سکتا

قطعہ بند

نہ اپنے ظرف سے ناپو کرم آلِ محمدؐ کا
کرم محدود اُنؑ کا بندہ پرور ہو نہیں سکتا

درِ آلِ محمدؐ پر کرم کا سلسلہ ہوگا
سوالِ تنگیِ ظرفِ گداگر ہو نہیں سکتا

☆☆☆☆☆

بہت مشکل ہے نیّرؔ پیروی آلِ محمدؐ کی
کوئی ہمرتبۂ سلمانؓ و بوذرؓ ہو نہیں سکتا

☆

گوشۂ اماں

سکونِ قلب ملا اور قرارِ جاں پایا
جو دھوپ ظلم کی پھیلی تو سائباں پایا
چلی جو جبر کی آندھی تو ساری اُمّت نے
حسنؑ کے سائے میں اِک گوشۂ اماں پایا

منقبت۔۱۲

جشن ہے مولا حسنؑ کا اور مکاں دلدار کا
عرش سے برسا ہے پانی نور کے انوار کا

ذکر ہونٹوں پہ نہ آئیں گے کبھی اغیار کا
گھر بنا سکتے نہیں ہم ریت کی دیوار کا

مدحتِ شبرؑ ہو، منبر ہو فرازِ دار کا
لطف آ جائے زبانِ میثمؑ تمار کا

ہے زباں پہ ذکر سبطِ احمدؐ مختار کا
یہ بھی اِک احسان ہے مجھ پر مرے سرکارؐ کا

وار بھی کیا وار ہے اِک صلح کی تلوار کا
جیت میں آخر بدل دیتا ہے نقشہ ہار کا

اِک ابو سفیان کا خوں ایک ہے کرّارؑ کا
صلح کیا ہے معرکہ کردار سے کردار کا

[illegible]

☆

پوچھ لو تاریخ سے مثلِ نبیؐ مولا حسنؑ
کام لیتے ہیں قلم سے کس طرح تلوار کا

حُسن میں، گفتار میں، کردار میں، رفتار میں
آئینہ شبرؑ ہیں وصفِ احمدِؐ مختار کا

بے ولائے پنجتنؑ حاصل نہ تم کو کچھ ہوا
عرصۂ ہستی گزارا تم نے سب بیکار کا

صلح نامے کو بنا کر ڈھال فرزندِ رسولؐ
راستہ روکے کھڑے ہیں خنجرِ خونخوار کا

خانۂ شبرؑ سے دوری ہو مری، ممکن نہیں
متصل دیوار سے سایہ رہا دیوار کا

وارثِ بزمِ سلونی فیضِ شہرِ علم سے
تیری خاموشی میں آیا ہے مزہ گفتار کا

کیا علیؑ کے لعلؑ سے نسبت امیرِ شام کو
خُلد کے سردار یہ ہیں، وہ ہے ایندھن نار کا

☆

راستہ ہموار کرتے ہیں شہِؑ دیں کے لئے
اپنی خاموشی سے شبّرؑ جراتِ اظہار کا

دیکھ کر حُسنِ حسنؑ کی جلوہ آرائی کو آج
کیوں خریدے حُسن کوئی مصر کے بازار کا

صلح نامے کی شرائط سے پھرا ہے میرِ شام
اعتبار اب کیا کریں ہم شام کے اخبار کا

میں قصیدہ بادشاہِ وقت کا کیسے کہوں
محفلِ شبّرؑ کا شاعر ہوں، نہیں دربار کا

مدحتِ شبّرؑ کا پاؤں گا صلہ محشر کے دن
میں یہاں طالب نہیں ہوں درہم و دینار کا

آنکھ میں اشک آئے ہیں اشکوں میں جنت دیکھ لی
میں نے جب دیکھا ہے مرقد خُلد کے سردار کا

میرے گھر خُلدِ بریں میں جا بجا بنتے رہے
خوب مولاؑ نے صلہ نیرؔ دیا اشعار کا

درشان

حضرت امام حسین

علیہ السلام

خدا نے پوچھا کوئی کربلا بسائے گا
تو ہر نبیؑ نے کہا کربلا حسینؑ کی ہے

maablib.org

چند منتخب اشعار

شہ رگِ اسلام جس خنجر کی زد پر آئی تھی
شہ رگِ شبیرؑ کی زد پر وہ خنجر آگیا

گہوارۂ حسینؑ سے مَس کیا ہوا کہ پھر
فِطرُس کو شہؑ نے جیسا تھا ویسا بنا دیا

اگرچہ کٹ کے سر سجدے سے پہنچا ہے سرِ نیزہ
مگر انداز سبطِ مصطفیٰؐ کا فاتحانہ ہے

میں اپنے خونِ دل سے منقبت شبیرؑ کی لکھ کر
دعائیں لے رہا ہوں رات دن شبیرؑ کی ماںؑ سے

جو مصروفِ دعا شبیرؑ کے بے شیرؑ ہوتے ہیں
تو ہونٹوں کی کمانوں سے تبسم تیر ہوتے ہیں

منقبت۔۱

علاجِ ہر غمِ دنیا عزا حسینؑ کی ہے
دھڑکتے دل میں صدا صرف یا حسینؑ کی ہے

خدا کے فضل سے گویا عطا حسینؑ کی ہے
مری زباں پہ مسلسل ثنا حسینؑ کی ہے

نصیب حُرؑ کا جو بدلا تو یہ ہوا معلوم
وہ ہے خدا کی رضا جو رضا حسینؑ کی ہے

بجھا کے پھر سے جلایا چراغ، تب دیکھا
کہ ہر سپاہی کے رُخ پر ضیاء حسینؑ کی ہے

صدا یہ دشت میں آئی ہر ایک لاشے سے
کہ دیکھنے کے تو قابل وغا حسینؑ کی ہے

ہماری سانس کی رفتار کیوں نہ ٹھیک رہے
ہماری سانس میں شامل ولا حسینؑ کی ہے

فشارِ قبر کا ہم پر اثر نہیں ہوگا
ہمارے جسم پہ خاکِ شفا حسینؑ کی ہے

☆

خدا نے پوچھا کوئی کربلا بسائے گا؟
تو ہر نبیؑ نے کہا کربلا حسینؑ کی ہے

ہمارے دل میں نہ پنپے گی دل کی بیماری
حصارِ ماتمِ سرورؑ، دوا حسینؑ کی ہے

حُسینیت نے یہ ثابت کیا ہے وقت کے ساتھ
فنا یزیدؔ کی ہے اور بقا حسینؑ کی ہے

نہ آسمان سے ٹوٹیں مصیبتیں ہم پر
ہمارے سر پہ کرم کی ردا حسینؑ کی ہے

بغیر اُنؑ کے وسیلے کے بھیک ملتی نہیں
گداگروں کے لبوں پر صدا حسینؑ کی ہے

قطعہ بند

رسولؐ سجدے کو دے دے کے طول سوچتے ہیں
کہ ذات مجھ سے جُدا کب بھلا حسینؑ کی ہے

جو روحِ سجدہ ہے وہ میری پُشت پر ہے سوار
کہ میرے سجدے میں شامل ادا حسینؑ کی ہے

☆

جو رکھا سجدۂ آخر میں سر، وہ رکھا رہا
عبادتوں سے عبادت جُدا حسینؑ کی ہے

غذا نہ جس میں میسّر نہ جس میں پانی ہے
سکون بخش وہ آب و ہوا حسینؑ کی ہے

وہ جس نے کاٹی ہے خنجر کی دھار مقتل میں
وہ خوں کی دھار تو معجز نما حسینؑ کی ہے

لبِ حسینؑ پہ اُمّت کے واسطے ہے دعا
اگرچہ بندشِ آب و غذا حسینؑ کی ہے

نبیؐ کی شرع کی پابند اُمّتِ جد ہو
فضا میں گونجتی اب بھی صدا حسینؑ کی ہے

نبیؐ کی پشت پہ، کاندھے پہ، اور زانو پر
کہاں کہاں پہ جگہ دیکھنا حسینؑ کی ہے

کسی کو دے دئے بیٹے کسی کو بال و پر
نہیں عطائے خدا، یہ عطا حسینؑ کی ہے

☆

خوشی کے وقت بھی آنسو نبیؐ کی آنکھوں میں
ولادتوں میں جُدا ولادت حسینؑ کی ہے

کوئی بجھاتا نہیں نام پر یزیدؔ کے پیاس
سبیلِ آب مگر جابجا حسینؑ کی ہے

ہے دور ہم سے بہت دُور گردشِ دوراں
ہمارے ساتھ مسلسل دعا حسینؑ کی ہے

نہ اب یزیدؔ ہے باقی، نہ تختِ شاہی ہے
مگر بندھی ہوئی اب تک ہَوا حسینؑ کی ہے

بڑھیں گے لوگ سوئے کاروانِ حق بخدا
کہ کربلا سے اُٹھی گردِ پا حسینؑ کی ہے

رہے گی حق کی طرف حُرؔ کے غم میں مادرِ حُرؔ
یہ بد دعا بھی برنگِ دعا حسینؑ کی ہے

لہو سے جونؑ کے جا کر ملا ہے خونِ حسینؑ
لہو میں جونؑ کے اَب بو سدا حسینؑ کی ہے

☆

فرشتے عرش پہ کرتے ہیں بات آپس میں
ہر اِک اذان میں شامل صدا حسینؑ کی ہے

کوئی لگائے گا پابندیاں بھلا کیسے
رچی بسی مرے دل میں عزا حسینؑ کی ہے

ہزاروں لشکرِ اَشرار پہ جو بھاری ہے
قسم خدا کی وہ فوجِ خدا حسینؑ کی ہے

جہاں خلوص و ادب سے ہو مدحتِ شبیرؑ
وہ ساری بزم، ادب آشنا حسینؑ کی ہے

یہ کائنات میں رونق ہے جس قدر نیرؔ
علیؑ، رسولؐ، حسنؑ، فاطمہؑ، حسینؑ کی ہے

☆☆☆☆☆

قرآن کی تفسیر

ہے نظر یٰسینؐ کی قرآن کی تفسیر پہ
مصطفےٰؐ سے پوچھیئے شبیرؑ کی توقیر کو
طول سجدے کو دیا نیرؔ رسولؐ اللہ نے
پُشت پہ اپنی جو دیکھا حضرتِ شبیرؑ کو

منقبت۔۲

ایک تشنہ لب نے دشت میں کیا کیا بنا دیا
دریا کو پیاس، پیاس کو دریا بنا دیا

ہر کوہِ ظلم توڑ کے ایماں کے واسطے
مُشکل کُشاؑ کے لالؑ نے رستا بنادیا

یہ انبیاء بتائیں گے اے ارضِ کربلا
تُو کیا تھی، شاہِ دیں نے تجھے کیا بنا دیا

پھیلی وہیں سے حق و صداقت کی روشنی
شہؑ نے جہاں بھی نقشِ کفِ پا بنا دیا

سبطِؑ نبیؐ نے مہلتِ یک شب سے دیکھنا
حُر کو تلاشِ حق کا حوالہ بنا دیا

ڈوبے نہ نبضِ دیں، یہ سمجھ کر حسینؑ نے
بیمارؑ کربلا کو مسیحا بنا دیا

گہوارۂ حسینؑ سے مَس کیا ہوا کہ پھر
فطرس کو شہؑ نے جیسا تھا ویسا بنا دیا

☆

کرب و بلا میں اِک ترے اقدام نے حسینؑ
بگڑا ہوا جو کام تھا حق کا بنا دیا

ہوتی ہے جس میں دین کی تصویر جلوہ گر
آئینہ گر نے آئینہ ایسا بنا دیا

کعبے کا رُخ اُدھر ہے جدھر کربلا ہے اب
شبیرؑ تُو نے کعبے کا قبلہ بنا دیا

بیعت طلب جو ہاتھ تھا اُس کو حسینؑ نے
عبرت برائے اہلِ زمانہ بنا دیا

لکھ لکھ کے شعر مدحتِ سردارِ خُلد میں
میں نے جناں میں گھر جہاں چاہا بنا دیا

دنیا کی آنکھیں بہہ گئیں دنیا کے غم کے ساتھ
ہم کو غمِ حسینؑ نے بینا بنا دیا

ہم کیوں نہ میکشی سے شِفا یاب ہوں کہ جب
ہر جام ہم نے خاکِ شِفا کا بنا دیا

☆

آئی ہے اب جناں کی ہوا دل میں دمبدم
شبیرؑ نے وہ دل میں دریچہ بنا دیا

پروانہ شمعِ بزمِ حسینؑ پہ کیا گِرا
دیوانہ تھا حسینؑ نے دانا بنا دیا

شبیرؑ تُو نے اپنی شہادت کے ساتھ ساتھ
مُردہ ضمیر لوگوں کو زندا بنا دیا

نقشِ غمِ زمانہ نہ اُبھرے گا اب کبھی
نقشِ غمِ حسینؑ جو گہرا بنا دیا

آنسو بہا بہا کے غمِ شہؑ میں روز و شب
ہم نے تو موتیوں کا خزانہ بنا دیا

حج کو بدل کے عمرے سے ہر ظلم کے خلاف
شہؑ نے حصارِ خانۂ کعبہ بنا دیا

راہِ جہادِ حق میں شہادت کے نقش کو
قدرت نے جیسا سوچا تھا، ویسا بنا دیا

☆

شب تار میں تھا صبح کو پہنچا ہے خلد میں
حُر تھا کہاں کا شہؑ نے کہاں کا بنا دیا

افلاک سجدہ ریز ہوئے ہیں کہ شاہؑ نے
صحرا کو کربلائے معلّی بنا دیا

آتے ہیں زائرین یہاں پر تو روز و شب
صحرا کو شہؑ نے روکشِ کعبہ بنا دیا

سردارِ باغِ خُلد نے خود اپنے خون سے
وشتِ بلا کو خُلد کا نقشہ بنا دیا

ترجیح دے کے موت کو ذلّت کی زیست پر
عزت کی زندگی کا خلاصہ بنا دیا

غازیؑ کو بابؑ علم نے دے دے کے تربیت
اِک باب گویا شہرِ وفا کا بنا دیا

قطعہ بند

نسلِ یزیدؔ نحس نے اپنے مفاد میں
اِس دور میں بھی دیں کو تماشا بنا دیا

☆

اسلام کے لباس میں فکرِ یزید نے
وحشت گری کو دین خدا کا بنا دیا

☆☆☆☆☆

لب کی کماں سے تیرِ تبسم کو جوڑ کر
اصغرؑ نے حرملہ لعنۃ کو نشانہ بنا دیا

لکھ کر سلام و مرثیہ اور نعت و منقبت
قمرؔ نے خود نجات کا رستہ بنا دیا

☆☆☆☆☆

نجات کا رستہ

ایمان کا حسینؑ نے جادہ بنا دیا
صحرا کو کربلائے معلیٰ بنا دیا
اِک دوپہر میں ظلم کے دریا کو پاٹ کر
انسان کی نجات کا رستہ بنادیا

☆☆☆☆☆

اجرِ رسالت

دل سے ادا جو اجرِ رسالت نہ کیجئے
پھر اپنی ذات سے بھی محبت نہ کیجئے
بے حبِّ اہلبیتؑ بسر عمر ہو اگر
اُس کو تو زندگی سے عبارت نہ کیجئے

منقبت۔۳

بڑھی جاتی ہے میری بیقراری حدِّ امکاں سے
شہِ دیں کو خبر کر دو مرے حالِ پریشاں سے

حسینؑ ابنِ علیؑ کہہ کر جو میں دریا میں اتروں گا
بناتا جاؤں گا ساحل پہ ساحل موجِ طوفاں سے

میں اپنے خونِ دل سے منقبت شبیرؑ کی لکھ کر
دعائیں لے رہا ہوں رات دن شبیرؑ کی ماںؑ سے

بیاباں میں قدم رکھتے ہیں جب سبطِ پیمبرؐ نے
بیاباں بھی نظر آنے لگے ہم کو گلستاں سے

نظر میں جذب کر کے جلوۂ سبطِ پیمبرؐ کو
اُجالا کر رہا ہوں اپنے دل میں نورِ یزداں سے

فرشتے قبر میں آ کر کہیں گے دیکھ کر مجھ کو
کہاں کی پُرسشِ اعمال سرورؑ کے ثنا خواں سے

مسلسل لوحِ دل پر یا حسینؑ ابنِ علیؑ میں نے
سکونِ دل کی خاطر لکھ دیا تارِ رگِ جاں سے

☆

بغیرِ الفتِ مولائےؑ حُرؑ سوچو مسلمانو
سبکدوشی بھلا کس طرح ہوگی بارِ عصیاں سے

ثنا سردارِ باغِ خلد کی اُس وقت لکھی ہے
ملے ہیں منتخب الفاظ جب بھی لوحِ قرآں سے

وفا خونِ ابو طالبؑ میں شامل ابتدا سے ہے
وفاداری کا دنیا درس لے لے آلِ عمرانؑ سے

سفر میں زندگی ہے اور منزل کربلا میری
درِ سرورؑ پہ میں پہنچوں، گزر جاؤں اگر جاں سے

بساطِ فن پہ پروازِ تخیّل دیکھتے جاؤ
کہ یہ پرواز اونچی ہے بہت تختِ سلیمانؑ سے

غریبِ کربلا کی منقبت جب میں سناؤں گا
فرشتے خلد میں لے جائیں گے گورِ غریباں سے

قطعہ بند

خبر شبّیرؑ کو یہ تھی شبِ معراج خالق نے
بُلا کر عرش پر کیا گفتگو کی اپنے مہماں سے

☆

نبھا کر وعدۂ محبوبؐ حق یوں سبطِؑ پیغمبرؐ
سناں کی نوک پر بھی گفتگو کرتے ہیں قرآں سے

ہے دل میں جاگزیں عشقِ حسینؑ ابنِ علیؑ قیصرؔ
"پلٹ کر رکھ دیئے جس نے بری تقدیر کے پانسے"

☆☆☆☆☆

حیات وممات

چلنا سکھایا شاہؑ نے راہِ نجات میں
اِن کی نظیر ہی نہیں کُل کائنات میں
عزّت کی موت اچھی ہے ذلّت کی زیست سے
شہؑ نے بتایا فرق حیات و ممات میں

☆☆☆☆☆

احساں

کوئی مانے یا نہ مانے شہؑ نے احساں کردیا
راہِ مُشکل میں سفر کرنا بھی آساں کردیا
بن کے سورج نوکِ نیزہ پر سرِ شبیرؑ نے
شام کی تاریک راہوں کو فروزاں کردیا

☆☆☆☆☆

maablib.org

☆

منقبت۔۴

لبِ تاریخ پر صدیوں سے جاری یہ ترانہ ہے
بقائے دیں کا ضامن سرورِ دیں کا گھرانہ ہے

بیادِ عصر میری زندگی کا کیا ٹھکانہ ہے
مِرا سر ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کا آستانہ ہے

ہمیں پہلے تو حُر کے روضۂ اقدس پہ جانا ہے
مقدر روضۂ شبیرؑ پر پھر آزمانا ہے

ولادت پر شہِ دیں کی خوشی کا کیا ٹھکانا ہے
پئے تکمیلِ بزمِ پنجتنؑ منظر سُہانا ہے

مبارکباد دینے کے لئے پیہم فرشتوں کا
جنابِ فاطمہؑ زہرا کے گھر پر آنا جانا ہے

بحکمِ کبریا جبریلؑ کو مولاؑ کے گھر آکر
کبھی چکی چلانی ہے کبھی جھولا جُھلانا ہے

قطعہ بند

سوالِ بیعتِ فاسق پہ شاہِ دیں نے یہ سوچا
کسی صورت بھی ناناؐ کی شریعت کو بچانا ہے

جو جاں جاتی ہے جائے، غم نہیں ہے جان کا اپنی
بہا کر خون اپنا، نقشِ باطل کو مِٹانا ہے

ہزاروں ظلم و اِستبداد کے طوفاں اُٹھیں لیکن
لہو میں ڈوب کر اسلام کی کشتی بچانا ہے

وہ میرے روبرو ہیں اور میں گُم ہوں اُن کے جلوؤں میں
عقیدت میں یہ میری کیفیت تو غائبانہ ہے

سرِ محشر چُکادوں گا میں جس سے قیمتِ جنّت
مِرے دل میں مودّت کا وہ پوشیدہ خزانہ ہے

سرِ بالیں ہمیں ممدوحؑ کا دیدار ہوتا ہے
اجل کا سر پہ آجانا تو ورنہ اِک بہانہ ہے

اماموں کی طرف تسبیح کے دانے کھنچیں جیسے
یونہی کھنچتا اماموںؑ کی طرف وہ ہے جو دانا ہے

☆

مجھے آواز دے لے روضۂ شبیرؑ سے اے حُرؑ
مجھے بھی کربلا ہو کر جناں کی سمت جانا ہے

ادا جو عصرِ عاشورہ کیا تھا شاہِؑ والا نے
اُس اِک سجدے سے قائم یہ نمازِ پنجگانہ ہے

نکلے گا وہ سرِ محشر خدا کے روبرو آخر
مرے دل میں جو پوشیدہ مودّت کا خزانہ ہے

حسینؑ ابنِ علیؑ نے کر دیا ثابت سرِ مقتل
زمانے سے نہیں ہیں ہم مگر ہم سے زمانہ ہے

دمِ تحریر اِک الہام کی سی کیفیت پائی
بہ ایں صورت نزولِ منقبت بھی معجزانہ ہے

اسی نسبت سے ہوتی ہے عنایت اُس پہ مولاؑ کی
عقیدت جس کو جتنی شاہِؑ دیں سے والہانہ ہے

اگرچہ کٹ کے سر سجدے سے پہنچا ہے سرِ نیزہ
مگر انداز سبطِؑ مصطفیٰؐ کا فاتحانہ ہے

☆

بٹھالو اپنے قدموں میں، بچالو سب کی ٹھوکر سے
میں عاجز ہوں مری یہ عرض مولاؐ عاجزانہ ہے

مسافر کربلا کا راستے میں سوچتا یہ ہے
وہیں انساں پہنچتا ہے جہاں کا آب و دانہ ہے

درِ شاہِؑ شہیداں پر ہوں نازاں اپنی قسمت پر
فقیری ہے مگر انداز میرا خسروانہ ہے

نقوشِ پائے سردارِؑ جناں تم دیکھتے جاؤ
اگر سیدھا تمھیں دنیا سے باغِ خُلد جانا ہے

درِ سبطِؑ پیمبرؐ پر جھکادو جا کے سر اپنا
اگر گرنے سے دستارِ فضیلت کو بچانا ہے

حسینؑ ابنِ علیؑ کے ہم ہیں دیوانے مگر ایسے
کہ ہم پر سنگ باری کر کے خود پاگل زمانہ ہے

یہ خواہش ہے کہ ارضِ کربلا میں جا کے بس جاؤں
مری قسمت میں مالک کیا وہاں کا آب و دانہ ہے

☆

یزیدیؒ جو ہے اس سے دشمنی ہے عمر بھر اپنی
حسینی جو ہے اُس سے زندگی بھر دوستانہ ہے

اُدھر سے گردنِ اصغرؑ نہیں بس تیر کی زد پر
اِدھر سے حرملہؑ تیرِ تبسم کا نشانہ ہے

غمِ اصغرؑ کی لوری مائیں بچوں کو سناتی ہیں
کہ ماں کی گود سے اُن کو عزا خانے میں جانا ہے

جنونِ منقبت گوئی پہ سب کہتے ہیں محفل میں
کہ نیرّ راہِ فن میں وقت کا بہلول دانا ہے

☆☆☆☆☆

سربلندی

ہوش مندی نصیب ہوتی ہے
حق پسندی نصیب ہوتی ہے
سر جھکا کر حسینؑ کے در پر
سر بلندی نصیب ہوتی ہے

منقبت۔۵

آج تک قائم جو یہ ایمان ہے
یہ شہِ ابرار کا احسان ہے

میرا دل جو پیروِ عمرانؑ ہے
یہ کرم خالق کا ہے احسان ہے

قطعہ بند

مذہبِ اسلام کی پہچان ہے
کربلا اب مرکزِ ایمان ہے

بے نشاں ہے قبر میرِ شام کی
روضۂ شبیرؑ عالیشان ہے

قطعہ بند

جو محمدؐ مصطفیٰؐ کی جان ہے
وہ خدا کے دین پر قربان ہے

دین کا احساں نہیں شبیرؑ پر
دین پر شبیرؑ کا احسان ہے

☆☆☆☆☆

مدحتِ شاہِ شہیداں کیجئے
زندہ رہنے کا اگر ارمان ہے

☆

ہاتھ بندھوا کر یہ حُر کہنے لگا
آدمیت زیورِ انسان ہے

جس کے ہاتھوں میں ہے دامانِ حسینؑ
وہ بشر کب بے سروسامان ہے

فکر کیا قرآن کی تفسیر کی
سامنے جب بولتا قرآن ہے

غم کی دنیا میں غمِ شہؑ کے طفیل
زندگی کو کاٹنا آسان ہے

دیں بچا کر کاٹ دی خنجر کی دھار
یہ گلوئے شاہؑ کا احسان ہے

ابنِ مولودِ حرم مدحت کی رات
کعبۂ دل میں مرا مہمان ہے

عشقِ شاہِؑ کربلا میں رات دن
دل ہی کیا یہ جان بھی قربان ہے

☆

ماہِ زہراؑ کی ہے تابش عرش پر
کس قدر روشن مہِ شعبان ہے

دیکھ لو قرآن پڑھ کر دیکھ لو
پنجتنؑ کی شان میں قرآن ہے

میں ہوں شاعر اہلبیتؑ پاک کا
بس یہی قمرؔ مری پہچان ہے

☆☆☆☆☆

رسالتؐ اور امامتؑ

ہم رسالتؐ کی بات کرتے ہیں
پھر نیابت کی بات کرتے ہیں

تم ہو الجھے ہوئے خلافت میں
ہم امامتؑ کی بات کرتے ہیں

جو بھی پیرو نہیں امامتؑ کے
وہ جہالت کی بات کرتے ہیں

ہم اماموںؑ کی پیروی کے طفیل
علم و حکمت کی بات کرتے ہیں

منقبت۔۶

یہاں اشعارِ مدحت جتنے بھی تحریر ہوتے ہیں
وہاں جنّت میں اُتنے ہی مکاں تعمیر ہوتے ہیں

جو مصروفِ وغا شبیرؑ کے بے شیرؑ ہوتے ہیں
تو ہونٹوں کی کمانوں سے تبسم تیر ہوتے ہیں

جو سینے پر نشانِ ماتمِ شبیرؑ ہوتے ہیں
لحد کی رات میں وہ صبح کی تنویر ہوتے ہیں

بپا جتنے بھی جشنِ آمدِ شبیرؑ ہوتے ہیں
وہ سارے جشن باغِ خلد سے تعبیر ہوتے ہیں

یہاں پر جو درِ شبیرؑ کے تطہیر ہوتے ہیں
وہاں پر وہ درِ جنّت پہ با توقیر ہوتے ہیں

جہاں میں جس قدر اہلِ حرم تشہیر ہوتے ہیں
نمایاں اُس قدر ہی مقصدِ شبیرؑ ہوتے ہیں

جو منسوبِ دعائے عابدِؑ دلگیر ہوتے ہیں
زبانوں پر وہی الفاظ پُر تاثیر ہوتے ہیں

☆

وہاں پر تخت و تاجِ خسروی کی کیا حقیقت ہے
جہاں پر دل خدا کی راہ میں تسخیر ہوتے ہیں

یہ لشکر ہے شہِؑ دیں کا یہ حق والوں کا لشکر ہے
یہاں حُرؑ جیسے خاطی صاحبِ تقدیر ہوتے ہیں

شِفا خانہ ہے ارضِ کربلا تو ہم غریبوں کا
یہاں کی خاک کے ذرّات بھی اِکسیر ہوتے ہیں

قطعہ بند

علیؑ نے دے کے ہاتھ عباسؑ کا سرورؑ کے ہاتھوں میں
کہا دیکھو کہ کیسے خادمِ شبیرؑ ہوتے ہیں

کہا عباسؑ نے یہ ہاتھ کٹوا کر لبِ دریا
جہادِ حق میں ایسے خادمِ شبیرؑ ہوتے ہیں

قطعہ بند

خلیلِ کبریا نے تین دن وہ خواب دیکھے تھے
جو ارضِ کربلا میں دین کی تقدیر ہوتے ہیں

علی اکبرؑ، علی اصغرؑ، شہِؑ والا، سرِ مقتل
مسلسل خوابِ ابراہیمؑ کی تعبیر ہوتے ہیں

☆

صدا آتی ہے راہِ شام و کوفہ سے یہی پیہم
نشانِ حُریت تو حلقۂ زنجیر ہوتے ہیں

حدیثِ مقیت کیا ہے یہ جا کر کربلا دیکھو
محمدؐ کی حسینؑ ابن علیؑ تصویر ہوتے ہیں

جو سر سجدے میں کٹتے ہیں وہ قرآنِ مکرم کی
سرِ نوکِ سِناں منہ بولتی تصویر ہوتے ہیں

غمِ شبیرؑ میں جو اَشک آنکھوں سے نکلتے ہیں
وہ آنکھوں کے لئے خود باعثِ تطہیر ہوتے ہیں

شریکِ مجلسِ شبیرؑ جو غربت زدہ ہیں وہ
حقیقی زندگی میں صاحب جاگیر ہوتے ہیں

وفا کی راہ میں دیکھو بہترؑ کربلا والے
ابوطالبؑ کی صورت ایک سی تصویر ہوتے ہیں

نبیؐ کی پُشت پر جس نے عبادت رکھی نظروں میں
ادا سجدے اُسی کے بس تہِ شمشیر ہوتے ہیں

قطعہ بند

مفادِ ذات میں جو دین کا نعرہ لگاتے ہیں
یزیدی فوج کی وہ ہو بہ ہو تصویر ہوتے ہیں

بہت سی مسجدِ ضرار، اُن کے نیچے تہ خانے
پئے تعلیمِ دہشت گرد، اب تعمیر ہوتے ہیں

انہیں تعلیمِ دیں دے دو مرے مولاؑ یہاں آکر
مسلماں پھر نظامِ جہل کی تصویر ہوتے ہیں

مٹادو ظلم و اِستبداد کی دنیا کو اے مولاؑ
کہ ان کے ظلم رفتہ رفتہ عالمگیر ہوتے ہیں

صدا آئی کہ میں امداد کو تو آؤں اے قمرؔ
مگر اعمال سب کے باعثِ تاخیر ہوتے ہیں

☆☆☆☆☆

حسینؑ آپ کا غم

حسینؑ ابنِ علیؑ آپؑ کی محبت میں
ہم اپنے رنج و اِلم تک بھی بھول جاتے ہیں
حسینؑ آپؑ کا غم اس قدر عزیز بھی ہے
کہ یاد آپؑ کی ہر سال ہم مناتے ہیں

منقبت۔ ۷

بہ ایں حسرت درِ سرورؑ پہ جانے کی تمنا ہے
وہاں پر جا کے مجھ کو موت آجائے تو اچھا ہے

نظر کے سامنے روضہ شہیدؑ کربلا کا ہے
تو اب جنّت کا نظارا ہمارے سامنے کیا ہے

خدیجہؑ کے خزانے نے خدا کا دین پالا ہے
ابوطالبؑ کے خوں سے سُرخرُو اسلام ہوتا ہے

کچھ ایسے دین کی گردن کو کٹنے سے بچایا ہے
کہ خنجر ظلم کا شبّیرؑ نے شہ رگ سے کاٹا ہے

جو کہہ کر منقبت جنّت میں گھر تعمیر کرتا ہے
حقیقت میں وہ شاعر صورتِ بہلول دانا ہے

خدا کا شکر میں نے خواب تو اِک ایسا دیکھا ہے
کہ میرے سامنے چہرہ شہیدؑ کربلا کا ہے

یہ اصغرؑ ہے مگر اژدر شکن کا ایسا پوتا ہے
جہادِ حق کو جو میدان میں جُھولے سے نکلا ہے

☆

رہِ حق میں شہِ دیں کا گھرانہ وہ گھرانہ ہے
خدا کے دین پر قربان جس کا بچّہ بچّہ ہے

جو سمجھا ہے تو ہم نے کربلا کو اتنا سمجھا ہے
کہ یہ تو حُرؑ کی صورت خُلد میں جانے کا رستا ہے

تہِ خنجر یہی تو سوچ کر سرِ شہؑ نے رکھّا ہے
کہ اِک بیمار دینِ خالقِ کُل کا مسیحا ہے

بہت ہی مطمئن شبّیرؑ دنیا سے ہوئے رخصت
کہ ان کے بعد دیں کا ناخدا اب اُنؑ کا بیٹاؑ ہے

جو پیرو ہیں ابوسفیان کے اُن سے کوئی کہہ دے
خدا کا دیں محمدؐ مصطفٰی کے گھر سے ملتا ہے

اُجالا اُس کی آنکھوں کا کبھی بھی کم نہیں ہوگا
جو ذکرِ حضرتِ شبّیرؑ سن کر روتا رہتا ہے

زمانے کو ہُوا تب عظمتِ قرآں کا اندازہ
سرِ نوکِ سناں جب بولتا قرآںؑ دیکھا ہے

☆

نہ ہو گر ضربتِ حیدرؑ، نہ ہو گر سجدۂ سرورؑ
تو پھر اسلام کے دامن میں بتلاؤ رکھا کیا ہے

اجالے میں پلٹ کر تیرگیِ شام سے آیا
کہ شہؑ نے حُرؑ کی قسمت کا ستارا ایسا پلٹا ہے

خود اپنے ہاتھ سے لکھی ہے جنّت کی سند ہم نے
قصیدہ کب حسینؑ ابنِ علیؑ کا ہم نے لکھا ہے

خدا جانے کہ کب سجدے سے سر اُٹھے گا سرورؑ کا
خدا جانے کہاں تک سبطِؑ پیغمبرؐ کا سجدہ ہے

بجھادی شمع شہؑ نے، دُور پروانے نہیں ہوتے
شب عاشور یہ روشن ہوا بزمِ وفا کیا ہے

ملی گہوارۂ سرورؑ سے مَس ہوکر شِفا اُس کو
کہ فطرسؑ کے لئے گہوارۂ سرورؑ مسیحا ہے

زمینِ کربلا! یہ ہے اثر عمرانؑ کے خوں کا
کہ تیری خاک کو خاکِ شِفا اس نے بنایا ہے

☆

ریاضت کے ثمر شاخِ قلم سے آتے رہتے ہیں
شعورِ منقبت گوئی خدا نے ایسا بخشا ہے

پڑھی ہے منقبت جب سبطِ پیغمبرؐ کی محفل میں
فرشتوں نے اُتر کر خود مرے ہونٹوں کو چوما ہے

نکالی ہے سِناں ہم شکلِ پیغمبرؐ کے سینے سے
جگر بندِ پیمبرؐ آپ ہی کا یہ کلیجا ہے

نظر آئے گا وہ ہنستا ہوا میدانِ محشر میں
غمِ سرورؐ میں اٹھتے بیٹھتے جو شخص روتا ہے

کتابِ حق پڑھی یا منقبت یکساں مزہ آیا
وہی ہے منقبت میں جو کتابِ حق میں لکھا ہے

جسے دعویٰ ہے میری ہمسری کا آئینہ دیکھے
یہ آئینہ بتائے گا کہ قمؔر اس کا فن کیا ہے

ادب کی بے وفا دنیا میں قمؔر مت زباں کھولو
نِکاتِ فن بتانے سے کسی کو فائدہ کیا ہے

منقبت۔۸

تصور جب بھی میں نے کر لیا سرورؑ کی صورت کا
تو بند آنکھوں سے آیا ہے مزہ مجھ کو تلاوت کا

تقاضا ہے مسلسل مجھ سے مولاؑ کی مودّت کا
کہ ان کے دشمنوں سے میں کروں اظہار نفرت کا

یہ موقع ہے علیؑ کے لالؑ کے جشنِ ولادت کا
مگر ڈوبا ہوا غم میں ہے ہر لمحہ مسرّت کا

قصیدہ جب بھی پڑھتا ہوں شہِؑ والا کی مدحت کا
تو مجھ کو خود مزا آتا ہے قرآں کی تلاوت کا

کیا ہے قصد میں نے جب کبھی سرورؑ کی مدحت کا
لکھا ہے فیصلہ پھر کاتبِ قسمت نے قسمت کا

مسافر جو بشر بھی ہوگیا راہِ شہادت کا
وہ مولاؑ کی قیادت میں ہُوا حقدار جنّت کا

بنایا جس نے اپنے دل میں گھر مولاؑ کی نفرت کا
کبھی بھی اس کو مِل سکتا نہیں گھر باغِ جنّت کا

☆

بغاوت حق سے ہے آغازِ عشرت اہلِ دنیا کو
مگر انجام بھی تم دیکھنا حق سے بغاوت کا

حسینؑ ابنِ علیؑ کی شخصیت میں اِک نکھار آیا
ثمر کام آئے گا دیں کے محمدؐ کی ریاضت کا

وہ جس لمحے میں پائی ہے شہادت سرورِؑ دیں نے
حقیقت میں وہ لمحہ ہے محمدؐ کی شہادت کا

چلو عباسؑ کا میدان میں طرز وغا دیکھو
نہ دیکھا ہو اگر انداز حیدرؑ کی شجاعت کا

شبِ عاشور شمعِ بزم گُل کر کے شہِؑ دیں نے
اُجالا کردیا ہے کربلا میں نورِ وحدت کا

محمدؐ مطمئن ہیں دینِ خالق کی حفاظت سے
کہ ذمّہ دار آیا دینِ خالق کی حفاظت کا

مرا نجمِ مقدر بس درِ سرورؑ سے ملتا ہے
ہمیشہ سے ستارا اَوج پر ہے میری قسمت کا

☆

پئے سرورؑ نبیؐ کا طولِ سجدہ یہ بتاتا ہے
نبوت سے امامت کا ہے رشتہ حق کی وحدت کا

حسینؑ ابنِ علیؑ کا آخری حملہ وہ میداں میں
مسلسل ایک منظر پیش کرتا تھا قیامت کا

ملی ہے دولتِ ایماں درِ دولت سے سرورؑ کے
میں دیوانہ نہیں ہوتا کبھی دنیا کی دولت کا

سبق لے کربلا والوںؑ سے دنیا رہتی دنیا تک
اِطاعت کا، عِبادت کا، شُجاعت کا، شہادت کا

جوابِ بیعتِ فاسقِ لعنہ دیا بھرپور مولاؑ نے
سوال اب اُٹھ نہیں سکتا کبھی فاسقِ لعین کی بیعت کا

خدا جانے کہ میری کربلا میں کب طلب ہوگی
میں قمرؔ کب سے ہوں مشتاق مولاؑ کی زیارت کا

نمازِ دیدِ سرورؑ کا کیا ہے قصد جب قمرؔ
تو اشکوں سے لیا ہے کام آنکھوں کی طہارت کا

منقبت۔ ۹

فاطمہؑ کی گود میں مصداقِ کوثر آ گیا
ضامنِ حق، ضامنِ نسلِ پیمبرؐ آ گیا

ہاتھ میں جب دامنِ سبطِؑ پیمبرؐ آ گیا
ہر خزانہ میرے قدموں میں سمٹ کر آ گیا

فاطمہؑ کی گود میں ایسا گُلِ تر آ گیا
لے کے جنّت سے جو خوشبو کا سمندر آ گیا

شہؑ کے قدموں پر گرا ہے حُرؑ جو حق پر آ گیا
شام کا بھولا ہوا تھا صبح کو گھر آ گیا

میں سرِ منبر جو پڑھنے مدحِ سرورؑ آ گیا
اَوج پر کتنا مِرا نجمِ مقدّر آ گیا

سامنے جب روضۂ سبطِؑ پیمبرؐ آ گیا
خود سمٹ کر خُلد کا آنکھوں میں منظر آ گیا

ذرّہ ذرّہ کہہ رہا ہے کربلا کی خاک کا
حُرؑ قدم بوسی کو آجا! تیرا رہبر آ گیا

☆

حُرؑ پہ کیا شبیرؑ کی چشمِ عنایت ہو گئی
گویا اِک پتھر میں آئینے کا جوہر آگیا

شام دوزخ میں کٹی اور صبح جنت مل گئی
حُرؑ کہاں کا رہنے والا تھا، کہاں پر آگیا

سر بلندی سر جھکانے سے وہاں حاصل ہوئی
جس کے گھر میں عرش سے تارا اُتر کر آگیا

قطعہ بند

معرفت سجدے کی سجدے میں ہوئی ہے تب مجھے
جب خیالِ سجدۂ سبطِؑ پیمبرؐ آگیا

کربلا کا وہ محمدؐ، مصطفیٰؐ کا وہ حسینؑ
کھیلتے ہی کھیلتے پُشتِ نبیؐ پر آگیا

طول کیوں سجدے کو دیتے ہیں رسولؐ اللہ اب
کیا خیالِ سجدۂ سبطِؑ پیمبرؐ آگیا

☆☆☆☆☆

کس سخی کی آج آمد فاطمہؑ کے گھر میں ہے
عرش سے فِطرسؑ بھی پر لینے زمیں پر آگیا

☆

آج کے دن ہوگئی تکمیلِ بزمِ پنجتنؑ
پانچواں سورج ہدایت کے اُفق پر آگیا

سو گیا ہے جاگنے کے بعد پھر اُس کا نصیب
روضۂ سبطِؑ پیمبرؐ سے جو پھر کر آگیا

جھولیاں بھرنے کو جاتے ہیں اُسی در پر غریب
جھولیاں بھرنے مَلک جس در پہ اکثر آگیا

کاظمین و کربلا، مشہد، مدینہ اور نجف
باغِ جنّت میں اِنہیں رستوں سے چل کر آگیا

جشنِ میلادِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہونے لگے
مدحتِ شبیرؑ کا موسم بھی گھر گھر آگیا

حرملہؑ منہ پھیر کر رویا کہ اِک بے شیرؑ کا
دشت میں تیرِ تبسم خود حدف پر آگیا

بیعتِ فاسقؑ کا مولاؑ نے دیا ایسا جواب
تختِ شاہی ہل گیا باطل کو چکّر آگیا

☆

دوسروں کی قدح میں الجھے رہے محفل میں لوگ
اور سہرا مدحِ شہؑ کا میرے سر پر آگیا

اشک جو آنکھوں سے ٹپکا مجلسِ شبیرؑ میں
دامنِ بنتِ نبیؐ میں بن کے گوہر آگیا

شہ رگِ اسلام جس خنجر کی زد پر آئی تھی
شہِ رگِ شبیرؑ کی زد پر وہ خنجر آگیا

یوں کھلی اعمال کی گٹھری اندھیری قبر میں
جیسے اے نیّر مسافر لوٹ کر گھر آگیا

☆☆☆☆☆

قرآن واہلبیتؑ

اب عشقِ کبریا کی کوئی انتہا نہیں
خنجر تلے بھی سجدۂ خالق قضا نہیں
یہ بات نوکِ نیزہ پہ فرمائی شاہؑ نے
قرآن و اہلبیتؑ کہیں پر جُدا نہیں

در شانِ

امام زین العابدین

علیہ السلام

ہو گئے نقشِ قدم اُنؑ کے نشانِ منزل
راہ بنتی گئی سجّادؑ جدھر سے نکلے

چند منتخب اشعار

کبھی گھبرا نہیں سکتے ہیں ہم دورِ مصائب میں
کہ ہم وردِ دعائے سیدِ سجادؑ رکھتے ہیں

بہارِ نسلِ امامتؑ کے پاسباں سجادؑ
وہ جس کے پھول ہیں قائمؑ وہ گلستاں سجادؑ

ہمیں یہ حوصلہ بیمارؑ کی زنجیر نے بخشا
کہ ہم بھی اپنا دل اب صورتِ فولاد رکھتے ہیں

بیمارِ کربلا کا سفر کربلا سے ہے
نسلِ رسولؐ آدمؑ آلِ عباؑ سے ہے

بیمارِ کربلا

اپنی ہستی کو آئینہ کرنا
حُبِّ سجادؑ سے جِلا کرنا
پاس بیماریاں نہ آئیں گی
ذکرِ بیمارؑ کربلا کرنا

منقبت۔۱

جو لب پہ وردِ نامِ سیدِ سجادؑ رکھتے ہیں
جنابِ ثانیِ زہراؑ کا دل وہ شاد رکھتے ہیں

ہم ہی کب دل میں یادِ سیدِ سجادؑ رکھتے ہیں
ہماری مشکلوں میں وہؑ بھی ہم کو یاد رکھتے ہیں

جو اپنے دل میں حُبِّ سیدِ سجادؑ رکھتے ہیں
بہارِ خلد سے وہ اپنا دل آباد رکھتے ہیں

نگاہوں میں جو قیدِ سیدِ سجاد رکھتے ہیں
حصارِ ظلم میں وہ فکر کو آزاد رکھتے ہیں

ہم اپنے دل میں کیا اِک بے وطن کی یاد رکھتے ہیں
گھر اپنا ایسے قمرؔ مستقل آباد رکھتے ہیں

جو ہم کاغذ پہ نقشِ مدحتِ سجادؑ رکھتے ہیں
تصور ہی میں کب وہ مانیؔ و بہزادؔ رکھتے ہیں

غمِ سجادؑ سے ہم زندگی آباد رکھتے ہیں
نبیؐ کو شاد رکھتے ہیں خدا کو شاد رکھتے ہیں

☆

غمِ سجّادؑ سے ہم اپنا دل آباد رکھتے ہیں
غمِ دنیا سے اپنے آپ کو آزاد رکھتے ہیں

ہمیں تنہائی میں احساسِ تنہائی نہیں ہوتا
ہم اپنے دل کو اُن کی یاد سے آباد رکھتے ہیں

کبھی گھبرا نہیں سکتے ہیں ہم دورِ مصائب میں
کہ ہم وردِ دعائے سیدِ سجّادؑ رکھتے ہیں

مصائب میں گھرے ہیں اور اُن کو فکرِ اُمت ہے
دعاؤں میں بہر صورت وہ ہم کو یاد رکھتے ہیں

زمیں پر ابتدائے مدحتِ زین العباؑ کر کے
ہم اپنے گھر کی باغِ خُلد میں بنیاد رکھتے ہیں

ہمیں یہ حوصلہ بیمارؑ کی زنجیر نے بخشا
کہ ہم بھی اپنا دل اب صورتِ فولاد رکھتے ہیں

علیؑ کا حوصلہ، خُلقِ نبیؐ، صبرِ شہؑ والا
یہ اپنی ذات میں سب خوبیِ اَجداد رکھتے ہیں

☆

سرِ دربار خطبہ پڑھ کے بتلایا یہ عابدؑ نے
کہ کیسے مجلسِ شبیرؑ کی بنیاد رکھتے ہیں

کبھی کشکولِ مدحت جیتے جی خالی نہیں ہوگا
کہ ہم ممدوح کی بخشی ہوئی امداد رکھتے ہیں

جو صابر ہیں خموشی سے بسر کرتے ہیں وہ لیکن
بروئے حق لبوں پر حشر میں فریاد رکھتے ہیں

جو بیمار و حزیں ہیں اور امامِ وقت بھی جو ہیں
ستم اُن پر روا کیوں یہ ستم ایجاد رکھتے ہیں

کبھی جو منقبت، میں خواب میں "اُن" کو دکھاتا ہوں
تو قمرؔ منقبت پر وہؑ بنا کر صاد رکھتے ہیں

☆☆☆☆☆

آدمِ آلِ محمدؐ

عکسِ تصویرِ اب و جد ہیں جنابِ سجادؑ
گویا شبیرؑ کا مقصد ہیں جنابِ سجادؑ
حشر تک نسلِ امامتؑ کے تسلسل کے لئے
آدمِ آلِ محمدؐ ہیں جنابِ سجادؑ

منقبت ۔۲

جس نظر میں سیرتِ سجادؑ ہے
تیرگی سے وہ نظر آزاد ہے

یہ بھی فیضِ سیدِ سجادؑ ہے
لمحہ لمحہ کربلا کا یاد ہے

بے وطن کی یاد بھی کیا یاد ہے
گھر ہمارا مستقل آباد ہے

خطبۂ سجادؑ جس کو یاد ہے
آج بھی اُس کا قلم آزاد ہے

جس کے دل میں الفتِ سجادؑ ہے
وہ بشر آباد ہی آباد ہے

دیکھ کر سجادؑ کا صبر جمیل
محوِ حیرت ہر ستم ایجاد ہے

جو گریزاں ہے درِ سجادؑ سے
وہ بشر برباد ہی برباد ہے

اُس پر حملہ کیسے بیماری کرے
جس کو حاصل آپؑ کی امداد ہے

حرف جو بھی ہے لبِ سجّادؑ پر
مجلسِ شبیرؑ کی بنیاد ہے

نور ہے سجادیہؑ میں ہر طرف
آج جشنِ آمدِ سجّادؑ ہے

حوصلہ بخشا ہے اِک زنجیر نے
عزم اپنا صورتِ فولاد ہے

میں تو خوش ہوں آپؑ کا غم مل گیا
جو نہیں غم آشنا، ناشاد ہے

خُلقِ پیغمبرؐ، علیؑ کا حوصلہ
آپؑ میں ہر خوبیٔ اَجداد ہے

ہر نفس پر رہنمائی کے لئے
ہر دعائے سیدِ سجّادؑ ہے

میں نے نیرؔ خود یہ دیکھا خواب میں
منقبت پر کس نے لکھا صاد ہے

امام بارگاہ سجادیہ

منقبت۔۳

اُس کی ہر ایک دعا بابِ اثر سے گزرے
ہاتھ پھیلا کے جو مولاؑ ترے در سے گزرے

ہوگئے نقشِ قدم اُن کے، نشانِ منزل
راہ بنتی گئی سجّادؑ جدھر سے گزرے

دامنِ سیدِ سجّادؑ مِرے ہاتھ میں ہے
لاکھ طوفانِ بلا اب مرے سر سے گزرے

مجھ کو ممدوح کا جلوہ نظر آیا اکثر
خواب ایسے بھی مرے دیدۂ تر سے گزرے

آپؑ کے دستِ کرم نے نہیں چھوڑا خالی
ہم جو کشکول لئے آپؑ کے در سے گزرے

اُس طرف فکر کی آزادی کا سورج نکلا
حضرتِ سیدِ سجّادؑ جدھر سے گزرے

یاد کر کے اُنہیں صدیوں سے جہاں روتا ہے
حادثے ایسے بھی کچھ چشمِ بشر سے گزرے

اُس کے قدموں میں دل و جاں میں بچھادوں گا اگر
راہِ غربت کا مسافر جو اِدھر سے گزرے

☆

سجدے کرتے ہوئے ہم نقشِ قدم پر اُنؓ کے
بے خطر ہو کے رہِ خوف و خطر سے گزرے

کربلا دشتِ بلا ہی میں مقیّد نہ رہی
ساتھ چلتی رہی سجّادؒ جدھر سے گزرے

اُنؓ کے ہی پوتے ہیں یہ سیّدِ سجّادؒ کہ جو
شبِ معراج رہِ شمس و قمر سے گزرے

دل میں سجّادؒ کی یادوں کو بسانے والے
کتنی آسانی سے آلامِ سفر سے گزرے

یہ جریؒ وہ ہے کہ بس جس کے ہی داداؓ کی تو تیغ
سر پہ مرحب کے جو آئے تو کمر سے گزرے

ہر طرف گونجے درودوں کی صدا، وہ آئے
یہ خبر جو نگہِ اہلِ خبر سے گزرے

اپنی آنکھوں سے جو سجّادؒ کے غم میں نکلے
وہ گہر کب نگہِ اہلِ نظر سے گزرے

راہِ مدحت میں عطا جو ہوئے مجھ کو قمرؔ
شعر وہ کب نگہِ اہلِ ہنر سے گزرے

منقبت۔۴

تکیہ درِ امامِؑ مبیں پر سدا سے ہے
جو کچھ بھی میرے پاس ہے اُنؑ کی عطا سے ہے

بیمارِؑ کربلا کا سفر کربلا سے ہے
نسلِ رسولؐ، آدمِ آلِ عباؑ سے ہے

معراجِ فکر، مدحتِ زین العباؑ سے ہے
یہ انتہا کا شوق مجھے ابتدا سے ہے

آنکھوں کو نور، دل کو سکوں، روح کو قرار
حاصل یہ سب مودّتِ زین العباؑ سے ہے

سجّادؑ کی اسیری کا صدقہ جسے ملا
آزاد وہ حصارِ غمِ ماسوا سے ہے

مٹی خراب ہو نہ سکی میری قبر میں
خوشبو تمام جسم میں خاکِ شفا سے ہے

جنّت کی وادیوں میں سفر کر رہا ہوں میں
یہ کیف و کیفیت مری جامِ ولا سے ہے

☆

بجھتا نہیں ہے مدحتِ سجّادؑ کا چراغ
حاصل خراج اس کو مسلسل ہوا سے ہے

کیا سن لیا فرشتوں نے زین العباؑ کا نام
کیوں شور آسمان پہ صلِّ علیٰ سے ہے

قطعہ بند

ابلیس کہہ رہا ہے مسلسل کہ میرِ شام
تیرا خمیر مکر و فریب و ریا سے ہے

اور وقت کہہ رہا ہے کہ سجّادؑ کا خمیر
شکر و شکیب و ہمّت و صبر و رضا سے ہے

سجّادِ ناتواں کے غموں کا یہ فیض ہے
محفوظ زندگی جو مری ہر بلا سے ہے

حالانکہ میرے لب پہ عبادت کا ذکر ہے
لیکن مُراد حضرتِ زین العباؑ سے ہے

رہتا ہے جو بھی جشنِ ولادت سے دور دور
وہ دور دور خُلدِ بریں کی فضا سے ہے

☆

ہوتا گیا ہے اُس سے مرض دور جو مریض
بیمارِ کربلا ترے دارالشفا سے ہے

سجّاد ناتواں کی دعاؤں کا فیض ہے
تبلیغِ دینِ حق کا سفر بھی دُعا سے ہے

یوسف جمال آتے ہیں بازارِ شام میں
جلووں کی آب و تاب تو ظاہر فضا سے ہے

غم ہائے روزگار سے میں بے نیاز ہوں
کتنا سکون مدحتِ زین العباؑ سے ہے

ایسے وِلائے آلِ نبیؐ دل کے ساتھ ہے
جیسے ہماری سانس کا رشتہ ہوا سے ہے

خطبہ دیا ہے آدمِ آلِ رسولؐ نے
گویا بقا کا راستہ راہِ فنا سے ہے

قمؔر حصارِ الفتِ سجّاد کے طفیل
دل بے نیاز، فکرِ جزا و سزا سے ہے

منقبت۔۵

بہارِ نسلِ امامت کے پاسباں سجّادؑ
وہ جس کے پھول ہیں قائم وہ گلستاں سجّادؑ

زمیں پہ تیری جبیں ہے کہ آسماں سجّادؑ
عیاں ہوئی ترے سجدوں سے کہکشاں سجّادؑ

وہ کربلا ہو کہ کوفہ ہو، شام ہو کہ دمشق
دکھائی دیتے ہیں شبّیرؑ، ہیں جہاں سجّادؑ

جبینِ شوق نے سجدے جہاں جہاں بھی کیے
نگاہِ شوق میں اُبھرے وہاں وہاں سجّادؑ

میں اپنی آنکھوں میں بینائی جذب کرلوں گا
جو میری آنکھیں ہوں اور تیرا آستاں سجّادؑ

میں ایک بار جو وابستہ ہوگیا اُنؑ سے
ہزار بار ہوئے مجھ پہ مہرباں سجّادؑ

حسینؑ فرشِ شہادت کے عرشِ اعظم ہیں
زمینِ صبر و تحمل کے آسماں سجّادؑ

کٹھن ہے عصر کا ہنگام بھی سرِ مقتل
مگر ہے سخت بہت تیرا امتحاں سجّادؑ

پھر اِک علیؑ کی ضرورت ہے راہِ کوفہ میں
بنادیا ہے تمھیں میرِ کارواں سجّادؑ

وہاں وہاں ہمیں منزل دکھائی دیتی ہے
جہاں جہاں ترے قدموں کے ہیں نشاں سجّادؑ

ثنائے آلِ محمدؐ کا یہ تقاضا ہے
کہ مجھ کو بخش دیں اِک عمرِ جاوداں سجّادؑ

قبول ہوں گی دعائیں کہ رابطے کے لئے
خدا کے اور خدائی کے درمیاں سجّادؑ

رموزِ دینِ الٰہی کو کھولنے کے لئے
تری زبان، مشیّت کی ہے زباں سجّادؑ

یہ بیڑیاں نہیں لنگر ہیں کشتیِ دیں کے
جو کھینچتے رہے بیمار و ناتواں سجّادؑ

حِصار اپنی دعاؤں کا کھینچ کر نیّر
ہر ایک دور میں دیتے رہے اماں سجّادؑ

منقبت۔ ۶

جبرِ شاہی کے شکنجے سے چھڑانے والا
آگیا دین کو آزادی دلانے والا
آگیا ظلم کی دنیا کو جگانے والا
کربلا شام کے دربار میں لانے والا
طوق کا بار بصد شوق اُٹھانے والا
ظلم کے آگے نہیں سر کو جھکانے والا
گھر میں ساقی کے ہے پوتے کی ولادت پہ خوشی
موسم آیا ہے چلو پینے پلانے والا
صبر کا، شُکر کا، سجّادؑ نظر آتا ہے
ہر دیا زد پہ ہواؤں کی جلانے والا
فکرِ انسانی کو آزاد کیے جاتا ہے
بارِ زنجیر و سلاسل کو اُٹھانے والا
خارزاروں کو کچلتا ہی چلا جاتا ہے
صبر اور شُکر کی منزل کو دکھانے والا
دیکھ کر قبر میں مجھ کو یہ فرشتے بولے
آگیا مدحتِ سجّادؑ سُنانے والا
میں جو لکھتا ہوں تو احساس یہ ہوتا ہے مجھے
منقبت کوئی تو ہے مجھ کو لکھانے والا

جو عبادت سے عبادت کی بنا ہے زینت
وہ خدائی کو خدا سے ہے ملانے والا

نامِ سجادؑ ہے ہونٹوں پہ رہِ ہستی میں
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنانے والا

ہم ہیں زہراؑ کی دعا، ہم ہیں عزادارِ حسینؑ
خود ہی مٹ جائے گا یہ ہم کو مٹانے والا

پا بہ زنجیر جو رکھتا ہے عبادت کا بھرم
وہ ہے احساس کی دنیا کو جگانے والا

کشتِ اذہان میں مابینِ رہِ کوفہ و شام
کون ہے دین کی فصلوں کا اُگانے والا

اہلِ انصاف سے انصاف دلائے کوئی
میرا قاتل، بری میت ہے اُٹھانے والا

شام کی راہ سے گزرا ہے، تجلّی کے لئے
کہکشاں نقشِ کفِ پا سے بنانے والا

آدمِ آلِ محمدؐ کا ہے شاعر قمرؔ
پھول کانٹوں میں عقیدت کے کھلانے والا

☆☆☆☆☆

در شانِ

حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام

کربلا کا گواہ، باقرؑ ہے
کتنا معصوم کتنا صابر ہے

maablib.org

چند منتخب اشعار

بندشِ حرف کا جو ساحر ہے
اس نے لکھی ثنائے باقرؑ ہے

باعثِ فخر مدح آلِ رسولؐ
جو یہ مدحت لکھے وہ فاخر ہے

شرعِ دینِ رسولؐ دی جس نے
وہ ہے قائم مقام باقرؑ کا

فیصلہ یہ امامؑ کرتے ہیں
مدح گوئی میں کون ماہر ہے

گردشِ وقت تھرتھراتی ہے
میرے ہونٹوں پہ نامِ باقرؑ ہے

منقبت۔۱

مستقل یہ تو فیضِ باقرؑ ہے
وقفِ مدحت زبانِ شاعر ہے

جس کی قمرؔ زبان طاہر ہے
زیب اُس کو ثنائے باقرؑ ہے

کربلا کا گواہ، باقرؑ ہے
کتنا معصومؑ کتنا صابر ہے

نام جس کا جناب باقرؑ ہے
مقصدِ کربلا کا ناشر ہے

بندشِ حرف کا جو ساحر ہے
اس نے لکھی ثنائے باقرؑ ہے

راہِ مدحت میں خود مرا ممدوحؑ
ہر نفَس پہ نصیر و ناصر ہے

فیصلہ یہ امامؑ کرتے ہیں
مدح گوئی میں کون ماہر ہے

☆

اُن کی مدحت پہ کیوں نہ فخر کرے
اپنے افکار پہ جو فاخر ہے

گوہرِ مدحِ آلؑ سچے ہیں
اعتبارِ زبانِ شاعر ہے

اُنؑ کی ہی یہ عطا ہے سب ورنہ
اُنؑ کی مدحت سے فکر قاصر ہے

باعثِ فخر مدحِ آلِ رسولؐ
جو یہ مدحت لکھے وہ فاخر ہے

لَو درِ علم سے لگا لے جو
مدحتِ آلؑ پہ وہ قادر ہے

سب محمدؐ ہیں، سب علیؑ جس میں
کون اُس انجمن کا ناظر ہے

خون رویا ہے ان کی غربت پہ
میرے مولاؑ کا جو بھی زائر ہے

☆

اُڑ رہا ہے فضائے مدحت میں
میرے افکار کا جو طائر ہے

باغِ جنت خریدنے کے لئے
نقدِ مدحِ امامؑ وافر ہے

مصطفےؐ کا سلام پہنچایا
یہ تو احسان تیرا جابرؓ ہے

روضہ باقرؑ کا دیکھ کر سوچا
راہِ غربت کا یہ مسافر ہے

حشر کے روز اے عزادارو
دیکھنا کیا مقامِ ذاکر ہے

کیوں نہ حاصل ہو زندگی کو عروج
زندگی وقفِ مدحِ باقرؑ ہے

گوہرِ حرف ظرفِ مدحت میں
پوچھو زہراؑ سے کتنا نادر ہے

☆

مجھ کو بھی اپنے ساتھ لے جائے
کربلا کا اگر مسافر ہے

ہے گنہگار بخش دو اس کو
میرے مولاؑ غلام حاضر ہے

بابِ علمِ نبیؐ سے جو گزرے
وہ رہِ نور کا مسافر ہے

منقبت، نعت، مرثیہ، نوحہ
سب مرے پاس اُن کی خاطر ہے

میرے کشکولِ فکر میں قمؔر
جو بھی ہے وہ عطائے باقرؑ ہے

☆☆☆☆☆

نانا امامؑ دادا امامؑ

زمانے میں نبیؐ کا آج وہ قائمؑ مقام آیا
کہ جابرؓ کی زبانی جس کو آقاؐ کا سلام آیا
ہیں ناناؑ بھی امامؑ اس کے، ہیں داداؑ بھی امامؑ اس کے
امامتؑ سلسلے میں اس شرف کا اِک امامؑ آیا

منقبت۔۲

لب پہ مُشکل میں نام باقرؑ کا
فیض ہے لا کلام باقرؑ کا

دم بہ دم لب پہ نام باقرؑ کا
ذکر ہے صبح و شام باقرؑ کا

شرعِ دینِ رسولؐ کی جس نے
وہ ہے قائم مقام باقرؑ کا

خود نظامِ رسولؐ نافِذ ہو
کردو نافِذ نظام باقرؑ کا

جس کو ادراکِ مصطفٰےؐ ہے وہ
رتبہ داں ہے امام باقرؑ کا

بزمِ قنبرؓ میں مجھ کو لے جاؤ
میں بھی ہوں اِک غلام باقرؑ کا

دل بھی سجدے میں سر کے ساتھ جُھکے
یوں کرو احترام باقرؑ کا

مسندِ مصطفیٰؐ سے ظاہر ہے
ہے کہاں پر مقام باقرؑ کا

بس وہاں رحمتوں کی بارش ہے
ہے جہاں پر قیام باقرؑ کا

قطعہ بند

کوئی جابر سے پوچھ لے بڑھ کر
کیا ہے آخر مقام باقرؑ کا

مصطفیٰؐ نے سلام بھیجا ہے
کیسا ہے احتشام باقرؑ کا

☆☆☆☆☆

گردشِ وقت تھرتھراتی ہے
میں جو لیتا ہوں نام باقرؑ کا

قطعہ بند

ابتدا دورِ مے سے ہوتی ہے
جشن ہے یہ امام باقرؑ کا

مے برابر ملے گی سب کو یہاں
کیونکہ ہے انتظام باقرؑ کا

میرا رتبہ یہ کم نہیں قمرؔ
ہوں ثنا خواں امام باقرؑ کا

منقبت ۔۳

لب پہ مدحِ امامِ باقرؑ ہے
ہم پہ یہ فیضِ عامِ باقرؑ ہے

جائے احمدؐ مقامِ باقرؑ ہے
فرض یوں احترامِ باقرؑ ہے

علمِ دیں کی ضیاء جو پھیلی ہے
فیضِ ماہِ تمامِ باقرؑ ہے

قطعہ بند

ہے ولادت کا جشن اے ساقی
میکشی یاں بنامِ باقرؑ ہے

سب برابر پئیں گے جامِ ولا
کیونکہ یہ انتظامِ باقرؑ ہے

جس کے دادا امامؑ، نانا امامؑ
ایک تنہا امامِ باقرؑ ہے

گردشِ وقت تھرتھراتی ہے
میرے ہونٹوں پہ نامِ باقرؑ ہے

☆

رہنمائی کو اپنی پیشِ نظر
نقشِ پائے امامِ باقرؑ ہے

آؤ دیکھو وِلا کی محفل میں
ہر طرف فیضِ عامِ باقرؑ ہے

دِل جُھکا سر کے ساتھ سجدے میں
کس قدر احترامِ باقرؑ ہے

جس جگہ رحمتیں برستی ہیں
اُس جگہ پر قیامِ باقرؑ ہے

وہ نظامِ نبیؐ کا پَرتَو ہے
دہر میں جو نظامِ باقرؑ ہے

جس سے روشن ہے شرحِ دینِ خدا
ایک ماہِ تمامِ باقرؑ ہے

جس کو آتا ہے مانگنے کا شعور
مانگتا وہ بنامِ باقرؑ ہے

قطعہ بند

کوئی جابرؓ سے پوچھ لے جا کر
کتنا اعلیٰ مقامِ باقرؑ ہے

مصطفےٰؐ نے سلام بھیجا ہے
کیسا یہ احتشامِ باقرؑ ہے

☆☆☆☆☆

جس سے دریائے علم بہتا ہے
وہ زبانِ امامِ باقرؑ ہے

خسروانہ مزاج رکھتا ہے
کیونکہ قمر غلامِ باقرؑ ہے

☆☆☆☆☆

بینائی

مرے مالک نے مجھ سے مدحتِ باقرؑ جو لکھوائی
ہوا محسوس جنت کی سند یہ میرے ہاتھ آئی
لگی جب آنکھ تو وہ جلوہ فرمانے چلے آئے
کھلی جب آنکھ تو خود بڑھ گئی آنکھوں کی بینائی

قمر اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی ''کشکولِ سخن'' جلد دوم
کے ایک مرثیہ بعنوانِ ''آگ'' کے چند بند

گفتگو سارے ملائک سے خدا کی یہ ہوئی روح جو پیکرِ خاکی میں خدا نے ڈالی
سب نے سجدہ کیا ابلیس ہوا انکاری سجدہ آدمؑ کو کیا جائے بحکمِ ربّی
آگ سے اس کی ہے تخلیق یہ گن گانے لگا
خاک ہے آگ سے کمتر یہ وہ بتلانے لگا

نخوت و کبر میں گم رمزِ خدا کیا جانے برتری خاک کی ابلیس لعین بھلا کیا جانے
آگ تو آگ ہے وہ خاکِ شفا کیا جانے بے وفا جس کی ہو طینت وہ وفا کیا جانے
فکر ابلیس کی کیوں آگ پہ اتراتی ہے
خاک جب آگ پہ پڑتی ہے تو بجھ جاتی ہے

اس میں ابلیس کے تخمیر کی چنگاری ہے خاک پر آج بھی سجدے سے جو انکاری ہے
خاک ہے صبر کی رَو فکر کی بیداری ہے آگ ہے خوئے حسد ذہن کی بیماری ہے
شعلۂ غیظ میں انسان کو کیا ملتا ہے
خاکساری میں خدائی کو خدا ملتا ہے

فطرتاً جیسے کہ پروان چڑھا ہے نمرود بغضِ ابلیس کی آتش سے ہے باطل کی نمود
رہنما بن کے بڑھانے لگا ظالم کی حدود وقتِ معلوم تلک ٹوٹے جو شیطاں کے قیود
آتشِ بغض کے سامان مزید آنے لگے
فرشِ گیتی کی طرف شمرؔ و یزیدؔ آنے لگے

در شانِ علیہ السلام

حضرت امام جعفرِ صادق

آسماں جعفرِ صادقؑ کی شریعت ہے جہاں
فکرِ انسانی کی پرواز وہاں کھلتی ہے

maablib.org

چند منتخب اشعار

جتنے اشعارِ مدحِ صادقؑ ہیں
سب وہ نیرؔ عطائے خالق ہیں

ناشرِ شرع و دینِ پیغمبرؐ
ابنِ باقرؑ امامِ صادقؑ ہیں

شرع کے علم سے واقف یہ زمانہ ہو جائے
نطقِ صادقؑ سے شریعت کی زباں کھلتی ہے

اُنؑ سے قرآں کی پوچھئے تفسیر
میرے مولاؑ کتابِ ناطق ہیں

صادقِ آلِ محمدؐ کی حسیں باتوں سے
جب بھی کھلتی ہے رہِ امن و اماں کھلتی ہے

منقبت ۔ ۱

مدحتِ جعفرِ صادقؑ میں زباں گُھلتی ہے
سچے موتی ہیں جہاں پر وہ دکاں گُھلتی ہے

علم کے نور سے ذہنوں میں اُجالا کرلو
چشمِ اعجازِ شہنشاہِ زماں گُھلتی ہے

خوشبوئے باغِ جناں پہلے سے ہوتی ہے وہاں
قبر مومن کے لئے جب بھی جہاں گُھلتی ہے

جس کا جی چاہے وہ آئینِ محمدؐ لے لے
بزم میں جعفرِ صادقؑ کی زباں گُھلتی ہے

آسماں جعفرِ صادقؑ کی شریعت ہے، جہاں
فکرِ انسانی کی پرواز وہاں گُھلتی ہے

وَرَقِ مسندِ مولاؑ سے زبانِ خامہ
جب بھی گُھلتی ہے پئے امن و اماں گُھلتی ہے

☆

موجزن جعفرِ صادقؑ کی مودّت دیکھی
جب بھی مومن کی کہیں پر رگِ جاں کھلتی ہے

چودہ معصومینؑ کے اوصافِ حمیدہ پڑھ لو
جن کی محفل میں کتابِ دو جہاں کھلتی ہے

انؑ کی توصیف میں کیا کوئی زباں کھولے گا
جنؑ کی توصیف میں قرآں کی زباں کھلتی ہے

شرع کے علم سے واقف یہ زمانہ ہو جائے
نطقِ صادقؑ سے شریعت کی زباں کھلتی ہے

وہؑ مری بزمِ تصور میں چلے آتے ہیں
آنکھ جب توڑ کے اِک خوابِ گراں کھلتی ہے

داد و تحسین کے کلمات سے محفل گونجی
مدحِ مولاؑ کو جو شاعر کی زباں کھلتی ہے

☆

وارثِ صاحبِ معراج وہاں بیٹھے ہیں
مسندِ صاحبِ معراج جہاں کُھلتی ہے

چھوڑ کر جو بھی چلے جاتے ہیں بزمِ صادقؑ
نُطقِ کاذب کی طرح اُن کی زباں کُھلتی ہے

علم کے شہر میں آتے ہیں ولی یوں جیسے
اِک مکیں کے لئے زنجیرِ مکاں کُھلتی ہے

ہم کہاں اور کہاں مدحِ امامِ صادقؑ
حق کی تائید سے لیکن یہ زباں کُھلتی ہے

وارثِ علم کی کُھلتی ہے زباں یوں جیسے
ذوالفقارِ شہِ مرداں کی زباں کُھلتی ہے

علم کے بحر سے اب فقہ کے موتی چن لو
وارثِ ساقیِ کوثرؑ کی زباں کُھلتی ہے

☆

صادقؔ آلِ محمدؐ کی حسیں باتوں سے
جب بھی کھلتی ہے رہِ امن و اماں کھلتی ہے

جو سمجھ دار ہے قمرؔ وہ اسے سمجھے گا
بزم میں شاعرِ صادقؔ کی زباں کھلتی ہے

☆☆☆☆☆

قمرؔ اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی ''کشکولِ سخن'' جلد دوم
کے ایک مرثیے بعنوانِ ''غم اور خوشی'' سے دو بند

عجیب طرح کا رنگِ نظامِ عالم ہے
کسی کو غم ہے زیادہ کسی کو غم کم ہے
خوشی کے ساتھ زمانے میں کچھ نہ کچھ غم ہے
مگر حیات سے غم کا یہ ربطِ پیہم ہے
اگر نہ غم ہو تو احساسِ زندگی مٹ جائے
خدا گواہ کہ دنیا کی ہر خوشی مٹ جائے

غموں کے ساتھ ہمیشہ خوشی کی بات کرو
ہو تیرگی تو وہاں روشنی کی بات کرو
صنم کدے میں رہو بندگی کی بات کرو
کسی بھی حال میں ہو زندگی کی بات کرو
وہ زندگی جو غموں کو گلے لگاتی ہے
ستم کی ضرب جو کھا کھا کے مسکراتی ہے

منقبت۔۲

کس جگہ پر امامِ صادقؑ ہیں
فقہ والوں میں سب سے فائق ہیں

جتنے اشعارِ مدحِ صادقؑ ہیں
سب وہ قمرؔ عطائے خالق ہیں

ہم بھی یوں اُنؑ کے سچے عاشق ہیں
وہ ہمارے امامِ صادقؑ ہیں

لوحِ دل، حرف و نُطق، صوت و زباں
سب برائے ثنائے صادقؑ ہیں

قطعہ بند

میرؔ و غالبؔ، انیسؔ اور دبیرؔ
سارے اِس انجمن میں لائق ہیں

کوئی ہم میں نہیں ہے اُن جیسا
مدح گوئی کے ہم بھی شائق ہیں

☆☆☆☆☆

ناشرِ شرع دینِ پیغمبرؐ
ابنِ باقرؑ امامِ صادقؑ ہیں

منقبت، نعت، مرثیہ، نوحہ
سب یہ ہم پر عطائے صادقؑ ہیں

رزق دیتے ہیں وہ سماعت کا
چودہ معصومؑ ایسے رازق ہیں

ہم ہیں بیمار عشق میں اُنؑ کے
وہؑ ہمارے طبیب حاذق ہیں

ہم کو منزل سلام کرتی ہے
سامنے نقشِ پائے صادقؑ ہیں

بزمِ صادقؑ میں جو نہیں آتے
وہ تو کاذب ہیں وہ تو فاسق ہیں

فقہ اُس کی نظر میں رہتی ہے
جس کے رہبر امامِ صادقؑ ہیں

☆

رزق تقسیم یہ بھی کرتے ہیں
یہ بھی خدمت گزار رازق ہیں

باقرِؑ علم مصطفٰےؐ کی طرح
حاملِ علمِ جدّ ہیں صادقؑ ہیں

ہے مودّت کی مے کے جام جہاں
ہم اُسی میکدے کے شائق ہیں

فقہِ صادقؑ کی جس میں باتیں ہیں
ہم اُسی انجمن کے شائق ہیں

بزمِ صادقؑ سے جو بھی دور ہوئے
وہ تو خائن ہیں وہ تو فاسق ہیں

اُنؑ سے قرآں کی پوچھیے تفسیر
میرے مولاؑ کتابِ ناطق ہیں

ہر بشر رہنمائے دین نہیں
ہر بشر سے امامؑ فائق ہیں

☆

اپنے اعمال پر نظر رکھو
کیا وہ اسلام کے مطابق ہیں

قافیہ جس کا تنگ ہے قمرؔ
ہم اسی منقبت کے خالق ہیں

☆☆☆☆☆

شریعت کا دباؤ

صادقِ آلِ محمدؐ کی ثنا کرتے ہیں
ہم وہ سچے ہیں جو سچوں سے وفا کرتے ہیں
سیرتِ جعفرِؑ صادق کی فضا میں رہ کر
ضَوفشاں گویا شریعت کا دیا کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

در شان
حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

کسی زردار کی چوکھٹ پہ مولاؑ جھک نہیں سکتا
میں بے زر ہوں درِ دولت سے اپنے کچھ عطا کر دو

maablib.org

چند منتخب اشعار

حد کوئی موسیٰ کاظمؑ کی سخاوت کی نہیں
مانگو قطرہ تو سمندر وہؑ عطا کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

میں گھبراتا ہوں قمؔر جب کبھی دنیا کی مشکل میں
سکوں ملتا ہے جا کر موسیِٰ کاظمؑ کی محفل میں

☆☆☆☆☆

بس اسی بات پہ ناراض ہے ساری دنیا
گُل کو گُل، خار کو ہم خار کہا کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

درِ موسیٰؑ کاظم پہ صدا دے کر کوئی دیکھے
عطاؤں پہ عطا کرتے ہیں یہ کشکولِ سائل میں

☆☆☆☆☆

منقبت۔۱

حضرتِ موسیٰؑ کاظمؑ کی ثنا کرتے ہیں
قرض ہے اجرِ رسالتؐ، سو ادا کرتے ہیں

بھیک ہم اِن کے وسیلے سے لیا کرتے ہیں
حق سے ہم مانگتے ہیں اور یہ عطا کرتے ہیں

خاندانِ ابو طالبؑ کی ثنا کرتے ہیں
فطرتاً ہم ہیں وفادار، وفا کرتے ہیں

جو درِ موسیٰؑ کاظمؑ پہ صدا کرتے ہیں
اپنا کشکولِ عقیدت وہ بھرا کرتے ہیں

جتنے افراد ہیں اُن سب کی ثنا کرتے ہیں
خاندانِ ابو طالبؑ سے وفا کرتے ہیں

جو قلم سجدے عقیدت میں کیا کرتے ہیں
بس وہ مصروف عبادت میں رہا کرتے ہیں

اُن کو ممدوح عطا حد سے سوا کرتے ہیں
اپنے ہاتھوں کو جو کشکولِ دعا کرتے ہیں

☆

تابشِ نورِ مودّت کی فراوانی سے
دل کے آئینے پہ ہم لوگ جلا کرتے ہیں

مقصدِ موسیٰ کاظم جو سمجھ جاتے ہیں
وہ ہمیشہ حق و باطل کو جدا کرتے ہیں

پیروِ موسیٰ کاظم ہیں ہمیشہ ہم لوگ
طے بصد شوق رہِ صبر و رضا کرتے ہیں

روضۂ موسیٰ کاظم کی زیارت ہو نصیب
ہاتھ اٹھا کر یہ مصلّے پہ دعا کرتے ہیں

مرثیہ ہو کہ قصیدہ ہو کہ ہو نعت و سلام
پھول سب شاخِ عقیدت پہ کھلا کرتے ہیں

دور ہوجاتے ہیں طوفانِ مصائب ہم سے
نام جب موسیٰ کاظم کا لیا کرتے ہیں

روضۂ موسیٰ کاظم سے جو منسوب ہوئے
وہ دیے زد پہ ہواؤں کی جلا کرتے ہیں

☆

بس اسی بات پہ ناراض ہے ساری دنیا
گُل کو گُل، خار کو ہم خار کہا کرتے ہیں

قطعہ بند

لاکھ قائل کریں ہم شمعِ امامتؑ کا اُنہیں
جَلنے والے تو ہمیشہ ہی جَلا کرتے ہیں

ہم وہ پروانے ہیں جو شمعِ امامتؑ کی طرف
جب بھی آتے ہیں تو کچھ اور جِیا کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

دل کو پابندِ غمِ موسیٰؑ کاظمؑ کر کے
ہم حصارِ غمِ دوراں سے رہا کرتے ہیں

ہے لقب بابُ الحوائج تو اُنہیںؑ کے در پہ
کام بگڑے ہوئے دنیا کے بنا کرتے ہیں

زندگی میں یہ وظیفہ بھی رہا ہے اپنا
دن زیارت کی تمنا میں گِنا کرتے ہیں

وہ جو زندان کو تبلیغ کا مرکز کردیں
درسِ آزادیٔ افکار دیا کرتے ہیں

روضۂ موسیٰ کاظم سے بہت دور ہیں ہم
پھر بھی وہ لطف و کرم ہم پہ سدا کرتے ہیں

حد کوئی موسیٰ کاظم کی سخاوت کی نہیں
مانگو قطرہ تو سمندر وہ عطا کرتے ہیں

مدحتِ موسیٰ کاظم کے لئے اے نیّرؔ
لوحِ قرآن سے الفاظ چُنا کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

حاضری

میں کاظمین میں دیکھوں گا خُلد کا منظر
ترس رہی ہیں یہ آنکھیں بھی روشنی کے لئے
بُلا بھی لیجئے روضے پہ اپنے نیّرؔ کو
تڑپ رہا ہے بہت دن سے حاضری کے لئے

☆☆☆☆☆

ولائے موسیٰ کاظمؑ

جنابِ موسیٰ کاظمؑ کا روضۂ اقدس
بہارِ خُلدِ بریں کی مثال لگتا ہے
ولائے موسیٰ کاظمؑ اگر نہ دل میں ہو
نظارہ خُلد کا خواب و خیال لگتا ہے

منقبت۔۲

میں گھبراتا ہوں قمؔر جب کبھی دنیا کی مُشکل میں
سکوں ملتا ہے جا کر موسیٰ کاظمؑ کی محفل میں

ہمیشہ زندگی اپنی گزاری سعیِ حاصل میں
سکونِ قلب جا کر پالیا مولاؑ کی محفل میں

ولادت موسیٰ کاظمؑ کی ہے دنیا کی محفل میں
کرو روشن مودّت کے چراغ اب خانۂ دل میں

یہ محفل ہے سخیؑ ابنِ سخیؑ کی، ایسی محفل میں
سخاوت کی ہوئی ہیں بارشیں کشکولِ سائل میں

کیا ہے کسبِ علمِ موسیٰ کاظمؑ جو محفل میں
سمٹ کر ہوش مندی آگئی ہے فکرِ غافل میں

رُخِ ممدوحؑ دیکھا جب بھی نورِ ماہِ کامل میں
تو مجھ کو حُسن آیا ہے نظر رخسار کے تل میں

درِ موسیٰ کاظمؑ پہ صدا دے کر کوئی دیکھے
عطاؤں پہ عطا کرتے ہیں یہ کشکولِ سائل میں

☆

نقوشِ پائے کاظمؑ روشنی دیتے ہیں آنکھوں کو
مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں ہوں حق کی منزل میں

یہؑ ہیں باب الحوائج حاجتیں پوری یہ کرتے ہیں
کبھی چھوڑا نہیں کرتے کسی مومن کو مشکل میں

اِدھر موسیٰ کاظمؑ کا مرے ہونٹوں پہ نام آیا
درودوں کی صدائیں اُس طرف گونجی ہیں محفل میں

انہیں ڈھونڈا کرو گہرائی میں بحرِ عقیدت کی
مودّت کے گہر ڈھونڈے نہیں ملتے ہیں ساحل میں

انہیں سب جانشینِ حیدرِؑ کرّار کہتے ہیں
کری ہے بات آنکھیں ڈال کر خود چشمِ قاتل میں

اِدھر فکرِ حسینیؑ ہے اُدھر فکرِ یزیدیؔ ہے
اِدھر ہے علم عالم میں اُدھر ہے جہل جاہل میں

نہ حد سے تُو بڑھا مجھ کو نہ حد سے تُو گرا مجھ کو
یہ دونوں ظلم ہیں اچھے نہیں جو چشمِ عادل میں

☆

حسینی فکر لے کر جب اُٹھے ہیں موسیٰ کاظمؑ
تو پیدا ہوگیا اِک زلزلہ دنیائے باطل میں

میں اُن کو کس طرح تشبیہ دے دوں ماہِ کامل سے
کہ آتا ہے نظر مجھ کو تو دھبہ ماہِ کامل میں

علومِ موسیٰ کاظمؑ نے ایسی کیفیت کردی
کہ جیسے عقل و دانائی نظر آتی ہے عاقل میں

مرا تکیہ ہے کاظمؑ کے درِ دولت پہ اے قمؔر
کبھی گھر کر نہیں سکتا کسی زردار کے دل میں

☆☆☆☆☆

ایماں کا خزانہ

خدا کا دیں، خدا کے دین کے خادمؑ سے ملتا ہے
کرم کا سلسلہ پیہم بنی ہاشمؑ سے ملتا ہے
شعور و فہم، علم و آگہی، صبر و رضا قمؔر
یہ ایماں کا خزانہ موسیٰ کاظمؑ سے ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆

منقبت۔۳

مری حاجت روائی موسیٰ کاظمؑ ذرا کردو
طلب جس شے کی مجھ کو ہے بہر صورت عطا کردو

مرے حالات نے بیمار مجھ کو کردیا مولاؑ
شِفا کا میں ہوں طالب تم علاجِ لادوا کردو

کسی زردار کی چوکھٹ پہ مولاؑ جُھک نہیں سکتا
میں بے زر ہوں درِ دولت سے اپنے کچھ عطا کردو

حصارِ ظلم کا جو حبس ہے مجھ پر، وہ ٹوٹے گا
مرے مولاؑ ذرا تم بارشِ صبر و رضا کردو

مکمل منقبت خود موسیٰ کاظمؑ لکھا دیں گے
ذرا تم منقبت لکھنے کی پہلے ابتدا کردو

چراغِ منقبت کوئی بُجھائے بُجھ نہیں سکتا
خدا کا فضل ہوگا، تیز کتنی ہی ہَوا کردو

نمازِ حق سے پہلے فرض جو اہلِ وِلا پر ہے
درِ کاظمؑ پہ وہ سجدہ عقیدت کا ادا کردو

☆

میں لوحِ دل پہ صورت آپؑ کی مولاؑ اُتاروں گا
چلا کر نور سے اپنے مرا دل آئینہ کردو

ہو تم بھی وارثِ علمِ لدُنی موسیٰ کاظمؑ
علومِ باقریؑ سے تم حقیقت آشنا کردو

تمھیں باب الحوائج ہو مرے حاجت روا بھی ہو
جو تم چاہو تو مجھ کو میرے مولاؑ کیا سے کیا کردو

اگر خواہش ہے تم کو منزلِ حق پر پہنچنے کی
امامِ موسیٰ کاظمؑ کو اپنا رہنما کردو

ہمیشہ احتیاطِ فکر رکھو جب کرو مدحت
کہیں ایسا نہ ہو مولاؑ کو تم اپنے خفا کردو

لکھو ہر لفظ روشن مثلِ انجم مدح گوئی میں
زمیں کو آسماں، قرطاسِ فن کو پُر ضیا کردو

یہ ہیں باب الحوائج، حق سے جو چاہو وہ مل جائے
عطا بالواسطہ لے لو، دعا بالواسطہ کردو

☆

رقم پیہم کرو اشعارِ مدحت مدحِ حاضر میں
کہ تم ممدوح کا کچھ حقِ مدحت بھی ادا کردو

کبھی دل میں تمھارے دردِ دل تو اُٹھ نہیں سکتا
مگر یہ شرط ہے تم جاگزیں دل میں وِلا کردو

ادب ملحوظ جو رکھتے نہیں ہیں مدح گوئی میں
انہیں مولاؑ شعورِ منقبت گوئی عطا کردو

تمھارا شاعرِ مفلس بڑے لوگوں میں بیٹھے گا
عطا بے انتہا کردو، کرم بے انتہا کردو

مسلسل خواب میں ممدوحؑ کی صورت نظر آئے
اٹھا کر ہاتھ نیّر یہ مرے حق میں دعا کردو

☆☆☆☆☆

باب الحوائج

یہ روضہ ہے جنابِ موسیٰ کاظمؑ کا اے نیّر
یہیں پر تو عطا و فیض کا سکّہ بھی رائج ہے
طلب جو کچھ کروگے وہ یقیناً مل ہی جائے گا
کہ یہ بابِ سخاوت ہے کہ یہ باب الحوائج ہے

در شانِ

حضرت امام علی رضا

علیہ السلام

رضاؑ کا نام ہمیشہ علیؑ کے ساتھ ملا
کہ روشنی کا سفر روشنی کے ساتھ ملا

maablib.org

چند منتخب اشعار

براہِ راست ہمیں کب خدا سے ملتا ہے
خدا سے مانگو تو مولا رضاؑ سے ملتا ہے

☆☆☆☆☆

رضاؑ کے پائے اقدس پر ہمیشہ
جھکے ہیں سر مزاجِ خسروی کے

☆☆☆☆☆

سفر میں باندھ کے نکلو امامؑ ضامن جب
فنا کی پھر نہ کروتم، بقا کی بات کرو

☆☆☆☆☆

جو دسترخوان ہے مولا رضاؑ کا
وہ ضامن ہے مریضوں کی شِفا کا

☆☆☆☆☆

اِک بار بھی دل میں مودّت جو رضاؑ کی
سو بار ہوئیں دل پہ عنایات خدا کی

☆☆☆☆☆

منقبت۔۱

رضاؑ کا نام ہمیشہ علیؑ کے ساتھ ملا
کہ روشنی کا سفر روشنی کے ساتھ ملا

جو ان کو ماننے والا کسی کے ساتھ ملا
قسم خدا کی بڑی عاجزی کے ساتھ ملا

رہِ سفر میں جو میرے امام ضامنؑ ہیں
کوئی نہ خوف مجھے زندگی کے ساتھ ملا

ولائے آلؑ نے اُس کو نہ اجنبی رکھا
کہیں پہ میں جو کسی اجنبی کے ساتھ ملا

یہ بزمِ اہلِ ولا ہے اِسے خدا رکھے
یہاں پہ جو بھی ملا ہے خوشی کے ساتھ ملا

درِ رضاؑ پہ جو پہنچا گدا تو یہ دیکھا
سخاوتوں کا خزانہ سخی کے ساتھ ملا

خدا ہے جن کا، خدا کے ہیں وہؑ اور اُن کا میں
نہ اور ربط مرا اب کسی کے ساتھ ملا

☆

درِ رضاؑ سے جبیں کو کیا جو وابستہ
تو لطفِ خاص مجھے بندگی کے ساتھ ملا

رضاؑ کی شان میں یہ منقبت جو میں نے کہی
تو بندگی کا مزہ شاعری کے ساتھ ملا

جو بابِ علم پہ دھونی رمائے بیٹھا ہے
ہمیشہ علم کا دریا اُسی کے ساتھ ملا

محبِّ جو آلِ نبیؐ کا ہے روشنی میں ہے
عدوئے آلِ نبیؐ تیرگی کے ساتھ ملا

چراغ فکر و ہنر کے جلانے والا تو
ہمیشہ علم کی بارہ دری کے ساتھ ملا

ولیِ عہد کی محفل میں ہر تولائی
خدا کی شان بڑی سادگی کے ساتھ ملا

یہ فکرِ آلِ محمدؐ کا فیض ہے نیّر
کسی سے میں جو ملا آگہی کے ساتھ ملا

منقبت۔۲

جو پیرو ہیں نجیؒ ابنِ نجیؒ کے
نہیں محتاج دنیا میں کسی کے

جو قائل ہیں رضاؒ کی رہبری کے
مسافر ہیں وہ راہِ حق رسی کے

مرے لب پر یہ کس کا نام آیا
دریچے کھل گئے ہیں روشنی کے

رضاؒ کی فکر سے ہی لو لگا کر
دیے ہم نے جلائے آگہی کے

ہمیں گر آسرا اُنؒ کا نہ ہوتا
تو ہم دنیا میں مر جاتے کبھی کے

مرے مشکل کشا یہؒ بھی ہیں وہؒ بھی
رضاؒ یوں ساتھ لکھا ہے علیؑ کے

جنھیں آلِ نبیؐ سے دشمنی ہے
نہیں قائل ہم اُن کی دوستی کے

☆

رضاؔ کے در سے وابستہ جبیں ہے
سلیقے آگئے ہیں بندگی کے

جلالت وہ کہ اُن کے رُوبرُو تو
قدم ٹکتے نہیں ہیں خسروی کے

جو ان کی پیروی میں گم ہوئے ہیں
کُھلے رستے اُنہیں پر راستی کے

کوئی تو مسئلہ حل تم بھی کرتے
بڑے دعوے ہیں تم کو ہمسری کے

جو وابستہ ہُوا ہے اُن کے در سے
وہ رُتبے جانتا ہے آدمی کے

رضاؔ کے پائے اقدس پر ہمیشہ
جھکے ہیں سر مزاجِ خسروی کے

ہماری منقبت میں گُل کھلے ہیں
گلستانِ ولا کی تازگی کے

☆

رضاؑ کے نام سے کرلو عبارت
ورق اپنی کتاب زندگی کے

ہوئے سیراب آکر اُنؑ کے در پر
سمندر ہی سمندر تشنگی کے

نہیں ہے کُل زمانے کو محبت
وگرنہ میرے مولاؑ ہیں سبھی کے

ولائے آلِ احمدؐ کی بدولت
چلو مینار ڈھادو دشمنی کے

رہِ ہستی میں قمؔر ہر قدم پر
وہؑ ضامن ہیں ہماری زندگی کے

☆☆☆☆☆

فقیری و بادشاہی

وہ علمِ طب کے تھے ماہر طبیب کہلائے
جو اُن سے دور رہے بد نصیب کہلائے
یہ امتزاجِ فقیری و بادشاہی دیکھ
ولیِ عہد تھے لیکن غریب کہلائے

منقبت۔۳

جو دستر خوان ہے مولا رضاؑ کا
وہ ضامن ہے مریضوں کی شِفا کا

مسلسل اشتیاقِ مدح گوئی
مجھے ہے ابتدا سے انتہا کا

زمیں پر باغِ جنت دیکھتا ہوں
ہے روضہ سامنے مولا رضاؑ کا

یہ روضے پر رضاؑ کے سوچتا ہوں
بہت احسان ہے مجھ پر خدا کا

چراغِ ارضِ مشہد جلتے جلتے
اجالا کر گیا عرشِ علا کا

فضائے طوس میں سب رہنے والے
مزہ لیتے ہیں جنت کی ہَوا کا

کروں گا ارضِ مشہد سے نظارا
مدینے کا نجف کا کربلا کا

☆

ہمارے کعبۂ دل میں وِلا ہے
کہ جلوہ ہے یہاں مولا رضاؒ کا

یہ دھڑکن دل کی ہے بزمِ وِلا میں
کہ نغمہ ہے درودوں کی صدا کا

جو دسترخوان سے کھاتا ہے اُن کے
نہیں طالب وہ جنّت کی غذا کا

مرے مولاؒ مرا کشکول بھردو
کہ میں مشتاق ہوں دستِ عطا کا

کسی کا تُو نہ رکھ محتاج مجھ کو
مرے مالک میں بندہ ہوں رضاؒ کا

نمازِ منقبت پڑھنے سے پہلے
وضوئے آب ہو جامِ وِلا کا

کچھ قرآنِ مدحت کیسے مولاؒ
بہت عاجز ہے یہ بندہ خدا کا

☆

مجھے بوذرؓ کے صدقے میں مسلسل
خزانہ چاہیے جود و سخا کا

مرے خالق سبیل ایسی ہو پیدا
کہ دیکھوں مستقل روضہ رضاؑ کا

ہماری جان کے ضامن رہے وہؑ
وگرنہ وقت گزرا ہے بلا کا

شفا ہے جس کے پانی سے میسّر
وہ چشمہ ہے رضاؑ کے نقشِ پا کا

قطعہ بند

یہ فارس ہے وطن سلمانؓ کا ہے
یہیں تعمیر روضہ ہے رضاؑ کا

یہاں ایمان دس درجے ملے گا
مگر بندہ تو ہو آلِ عبا کا

قطعہ بند

نہیں انصاف دنیا میں کہیں پر
وہ ہے ماحول دنیا کی فضا کا

☆

مرے مولا رضاؑ امداد کیجئے
بہت مشکل میں ہے بندہ خدا کا

سفارش آخری ہادی سے کر دو
بدل دیں رُخ زمانے کی ہوا کا

☆☆☆☆☆

طلب کشکول کی مجھ کو نہیں ہے
مرے ہاتھوں میں دامن ہے رضاؑ کا

بُلا لو اپنے روضے پہ کہ قمرؔ
ادا سجدہ کرے اپنے خدا کا

☆☆☆☆☆

غریب الغرباؑ

اہلِ دل، اہلِ نظر، اہلِ وفا کہتے ہیں
اُنؑ کو سب صبر کی دنیا کا خدا کہتے ہیں
وہؑ تو ہر حال میں راضی بہ رضا تھے اُنؑ کو
ہم زیارت میں غریب الغرباؑ کہتے ہیں

منقبت ۔۴

تصویر ہیں سر تا بہ قدم نورِ خدا کی
ملتی ہے محمدؐ سے شباہت جو رضاؓ کی

اِک بار بسی دل میں مودّت جو رضاؓ کی
سو بار ہوئیں دل پہ عنایات خدا کی

ہے بارشِ انوار کہ آمد ہے رضاؓ کی
ہر سمت سے آتی ہے صدا صلِّ علیٰ کی

جنّت مری تقدیر ہے مدحت میں رضاؓ کی
مجھ کو تو کوئی فکر نہیں روزِ جزا کی

لفظوں کی روانی ہے کہ حق بول رہا ہے
اعجاز ہی اعجاز ہے گفتار رضاؓ کی

مجھ پر سرِ محشر یہ ہُوا فیض رضاؓ کا
کوثر بھی دیا ہے مجھے جنّت بھی عطا کی

جو سیرت و کردار میں محبوبِؐ خدا ہے
میں پیروی کرتا ہوں اُسی راہنما کی

☆

میں جلوۂ ممدوح میں کھویا ہی رہا اور
دنیا نے مجھے ہوش میں لانے کی دوا کی

جب فیضِ رضاؒ سے مری قسمت میں ہے کوثر
پھر مجھ کو ضرورت ہی نہیں آبِ بقا کی

کوثر کی ہو وہ موج کہ جنّت کی فضا ہو
اللہ نے سب انؒ کے وسیلے سے عطا کی

پھر بارگہِ حق میں وہ مقبول ہوئی ہے
اللہ سے جب انؒ کے وسیلے سے دعا کی

انؒ کی نگہِ لطف نے کایا ہی پلٹ دی
بیمار کو حاجت نہ رہی اب کے دوا کی

لے نامِ رضاؒ تاکہ مصیبت تری ٹل جائے
کس واسطے ہوتا ہے تو تقدیر کا شاکی

وہ شخص کہ جو انؒ کی مودّت میں مرا ہے
منزل اسے مل جائے گی بس راہِ بقا کی

منقبت۔۵

براہِ راست ہمیں کب خدا سے ملتا ہے
خدا سے مانگو تو مولا رضاؑ سے ملتا ہے

سکونِ قلب و نظر ہے اُنؑ ہی کے روضے پر
سکونِ قلب و نظر کب دوا سے ملتا ہے

بھرے نہ کیوں مرا دامن کہ میرا دامن تو
عطائے آلِ رسولِؐ خدا سے ملتا ہے

رضاؑ کے در پہ شہِؐ دیں کے نام کا صدقہ
کبھی نبیؐ سے کبھی کبریا سے ملتا ہے

عروج فکر کو راہ سخن میں شام و سحر
ثنائے آلِ شہِؐ انبیاؑ سے ملتا ہے

وہ ارضِ خُلد ہے مشہد کہ راستہ جس کا
نجف سے ہوتا ہوا کربلا سے ملتا ہے

بصد خلوص امامِ رضاؑ کے روضے پر
دعا تو مانگئے سب کچھ دعا سے ملتا ہے

☆

مدحت کی نمازیں ہیں مودّت کے مصلّے
گزری ہے عبادت میں فقط اہلِ وِلا کی

کیسے ہو بیاں اُنؐ کی ثنا مجھ سے کہ قمرؔ
میں ذرہ، وہؐ خورشید۔ وہؐ نوری ہیں، میں خاکی

☆☆☆☆☆

حساب وکتاب

جو خواب راہِ حقیقت کے خواب ہوتے ہیں
سبھی سوالوں کے اُن میں جواب ہوتے ہیں
میں اُنؐ کی بزم سے اُٹھ کر گیا ہوں مرقد میں
فضول مجھ سے حساب و کتاب ہوتے ہیں

☆☆☆☆☆

سکون

خدا کا شکر تجلّی میں اُس کی کھویا ہوں
پہنچ کے روضے پہ، بے اختیار رویا ہوں
گناہ اشکِ ندامت سے دھو کے اے قمرؔ
سکون اتنا ملا ہے کہ خوب سویا ہوں

☆☆☆☆☆

☆

سفر میں باندھ کے نکلے امام ضامنؑ گر
تو خیریت سے بشر اقربا سے ملتا ہے

خلوصِ دل سے درِ آلؑ پہ جھکالے جبیں
کہ لطفِ بندگی آلؑ عبا سے ملتا ہے

درِ امامِ رضاؑ پہ ہر اِک مرض کا علاج
نہ کام آئے دوا جب دعا سے ملتا ہے

چراغِ مدحتِ آلِ عبا نہیں بجھتا
خراج اِس کو مسلسل ہَوا سے ملتا ہے

پڑی ہے شیر کی تصویر میں بھی جان وہاں
جہاں اشارہ امامِ رضاؑ سے ملتا ہے

فقیرِ آلِ محمدؐ کو اُس کے کاسے میں
درِ امامِ رضاؑ پہ صدا سے ملتا ہے

فرشتے فرش پہ آتے ہیں جب تو رزق اُنہیں
عطائے آلِ شہِ انبیاء سے ملتا ہے

☆

ہماری قبر میں مٹی نہ ہو سکے گی خراب
اثر یہ جسم میں خاکِ شِفا سے ملتا ہے

حضورؐ نے جو بتایا تھا، ہم کو وہ رستہ
نقوشِ پائے امامِ رضاؑ سے ملتا ہے

سلام ہوں ابو طالبؑ کی ذات پر لاکھوں
وفا کا سلسلہ اُنؑ کی وفا سے ملتا ہے

رضاؑ کے فیض سے ملتا ہے جو بھی اے قمرؔ
وہ مُجھ کے شاعرِ آلِؑ عبا سے ملتا ہے

ولیِ عہد کے ادنیٰ فقیر کو قمرؔ
درِ امامِ رضاؑ پر صدا سے ملتا ہے

☆☆☆☆☆

شفا

کلی دل کی بہر صورت کھلی ہے
کہ پوشاکِ تمنّا خود سِلی ہے
یہ اُن کی جالیوں کا فیض دیکھو
شِفا بیمار کو قمرؔ مِلی ہے

☆☆☆☆☆

منقبت ۔ ۶

مسافر ہوں میں راہِ آگہی کا
کوئی ضامن ہے میری زندگی کا

محمدؐ سے محمدؐ تک رہے گا
تسلسل مستقل اِک روشنی کا

کبھی میں در بہ در رہتا نہیں ہوں
گدا ہوں میں فقط بارہ دری کا

اِدھر کاظمؑ اُدھر خوش ہیں محمدؐ
یہ عالم ہے دو عالم کی خوشی کا

نبیؐ کا آٹھواں یہ جانشیں ہے
یہ دسواں گُل ہے عصمتؑ کی لڑی کا

فضائل کیا لکھوں مولاؑ رضاؑ کے
یہ سورج ہے محمدؐ آگہی کا

نبیؐ صورت جو سیرت ہے رضاؑ کی
نظر میں آئینہ ہے زندگی کا

☆

رضاؑ کی زندگی وہ آئینہ ہے
کہ جس میں عکس ملتا ہے علیؑ کا

جو تحتِ بائے بسم اللہ آیا
وہی مرکز ہے میری شاعری کا

جبینِ شوق نے رکھا تعلق
رضاؑ کے در سے میری بندگی کا

جُھکا رہ جائے سر روضے پہ اُنؑ کے
یہ ہو انجام میری زندگی کا

مجھے کشکول کی حاجت نہیں ہے
مرے ہاتھوں میں دامن ہے سخی کا

رضاؑ جب بھی لکھا کاغذ پہ میں نے
تو پہلے نام لکھا ہے علیؑ کا

ثنائے نورِ حق لکھ لکھ کے فقیر
بنا ہے استعارہ روشنی کا

منقبت ۔ ۷

بہت نسبت ہے سورج سے ضیا کو
علیؑ کے ساتھ لکھ مولا رضاؑ کو

نظر انداز مت کر۔ تُو رضاؑ کو
تجھے بھی منہ دکھانا ہے خدا کو

ثنائے آلؑ لکھ نعتِ نبیؐ لکھ
ملادے ابتدا سے انتہا کو

علاجِ دل وہیں ہوگا یقیناً
میں جاؤں آپؑ کے دارالشِفا کو

بدن جیسا ہے ویسا ہی رہے گا
بدن سے مَس کرو خاکِ شِفا کو

جو مانگا ہے عطا وہ کردیا ہے
نہیں ٹالا فقیروں کی صدا کو

مودّت میں رضاؑ کی جان دے کر
فنا کی راہ سے ڈھونڈھو بقا کو

☆

بہت مُشکل میں ہے بندہ تمہارا
کوئی کردے خبر مُشکل کُشاؑ کو

مری امداد کو وہ آگئے ہیں
کیا ہے یاد جب مولا رضاؑ کو

چراغِ مدحتِ مولا رضاؑ سے
ہمیشہ دور دیکھا ہے ہَوا کو

یہی رستہ تو باغِ خُلد کا ہے
چلو مشہد سے ارضِ کربلا کو

مریضِ اُلفتِ مولا رضاؑ ہوں
رکھو تم دور مجھ سے ہر دوا کو

رضاؑ کے روضۂ اقدس پہ دیکھا
زمیں تا عرش نورِ کبریا کو

گزارو تو سہی بابِ اثر سے
رضاؑ کے در پہ تم اپنی دعا کو

قطعہ بند

یہ دسترخوان ہے مولا رضاؑ کا
یہاں پر دیکھنا جودوسخا کو

جو دسترخوان پر آتا نہیں ہے
ترستا ہے وہی آب و غذا کو

یہ سب اشعارِ مدحت جا کے مشہد
سناؤں گا میں خود مولا رضاؑ کو

چلو مشہد بہا کر اشک قیصرؔ
وضو پہلے کرو دیدِ رضاؑ کو

☆☆☆☆☆

خلد کا منظر

جہاں پر روضۂ مولا رضاؑ ہے
تجلّی میں وہ ڈوبی کُل فضا ہے
سکوں پرور ہے وہ ماحول سارا
کہ جیسے خُلد کا منظر کُھلا ہے

☆☆☆☆☆

منقبت ۔ ۸

وِلا کے فرش پہ مولا رضاؑ کی بات کرو
کہ عکسِ نورِ شہِ لافتیٰ کی بات کرو

رضاؑ کے در پہ چلو اور دعا کی بات کرو
وہاں سے پھر سفرِ کربلا کی بات کرو

رضاؑ کے در پہ جزا اور سزا کی بات کرو
نظامِ دینِ شہِ انبیاء کی بات کرو

خدا کی بات کرو مصطفےٰؐ کی بات کرو
پھر اس کے بعد شہِ لافتیٰ کی بات کرو

یہ سلسلہ ہے امامتؑ کا حشر تک قائم
قیامِ قائمِ آلِ عباؑ کی بات کرو

جو لا علاج ہیں اُن کا علاج ہوتا ہے
رضاؑ کے روضے پہ دارالشفا کی بات کرو

جہاں پہ جنتِ ارضی دکھائی دیتی ہے
وہ شہرِ طوس ہے اس کی فضا کی بات کرو

☆

سفر میں باندھ کے نکلو امامؑ ضامن جب
فنا کی پھر نہ کرو تم، بقا کی بات کرو

شعورِ منقبتِ آلِ مصطفٰےؐ کے لئے
ذرا فرزدقِ حق آشنا کی بات کرو

جہاں زمین سے تا عرش نور پھیلا ہے
فضائے روضۂ مولا رضاؑ کی بات کرو

بندھی ہے اس کی ہوا ہر طرف زمانے میں
چراغِ مدحتِ آلِ عباؑ کی بات کرو

غرض نہیں مجھے شاہوں کی بادشاہی سے
گدائیِ درِ مولا رضاؑ کی بات کرو

جہاں بھی اہلِ محبت کا ذکر ہوتا ہو
وہاں خلوص سے اہلِ وِلا کی بات کرو

تلاشِ منزلِ حق دوستو نہیں مُشکل
نقوشِ پائے امامِ رضاؑ کی بات کرو

☆

ڈرا رہے ہو مجھے کیوں فشارِ قبر سے تم
فرشتو! بیٹھ کے خاکِ شفا کی بات کرو

درِ رضاؑ سے میسّر جو ہے پئے صحت
اس ایک نعمتِ آب و غذا کی بات کرو

دعا کو ہاتھ اٹھاؤ تو صورتِ کشکول
پھر اس کے بعد ہی انؑ کی عطا کی بات کرو

یزیدِ وقت کے لشکر کو غرق کرنا ہے
امامِ عصرؑ سے مشکل کشاؑ کی بات کرو

کوئی خدائی میں کرتا ہے رزق کی تقسیم
اِسی بہانے سے دستِ خدا کی بات کرو

رضاؑ کے روضے کی کیا شان ہے خدا کی قسم
یہیں پہ خُلد کی آب و ہوا کی بات کرو

صدائے تختِ شہنشاہی اَن سنی کر کے
فقیرِ آلؑ نبیؐ کی صدا کی بات کرو

☆

جہاں کہیں بھی چھڑے ذکر آلِ اطہر کا
وہاں ضروری ہے صلِّ علیٰ کی بات کرو

رضاؑ کے فیض سے قمرؔ کھلے ثنا کے گلاب
کمالِ گلشنِ فکرِ رسا کی بات کرو

☆☆☆☆☆

زندگی کے ضامن

دینِ اسلام کے وہ محسن ہیں
انؑ کی الفت میں غرق مومن ہیں
مجھ سے ممکن ہے کب ثنا انؑ کی
وہؑ مری زندگی کے ضامن ہیں

☆☆☆☆☆

دیارِ رضاؑ

میں بہارِ دعا میں رہتا ہوں
یوں حصارِ عطا میں رہتا ہوں
یہ تصور بھی اک حقیقت ہے
میں دیارِ رضاؑ میں رہتا ہوں

در شان علیہ السلام

حضرت امام محمد تقی

تقیؑ کے علم کے آگے نہیں ٹھہرے کبھی عالم
کہ جب سورج نکلتا ہے ستارے ڈوب

چند منتخب اشعار

مصائب کی جہاں پر سنگ باری ہوتی رہتی ہے
بڑے مولاؑ وہاں اخلاق کے موتی لٹاتے ہیں

☆

جو بن کے جانشینِ مصطفیٰؐ دنیا میں آتے ہیں
وہ اپنی کمسنی میں علم کے جوہر دکھاتے ہیں

☆

جہاں لب پر تقیؑ کا نام آیا
وہیں پر گردشِ دوراں رُکی ہے

☆

بڑا اعجاز ہے یہ، کمسنی میں
بیاں تفسیرِ قرآں ہو رہی ہے

☆

نظر میں علم کی بارہ دری ہے
تقیؑ کا ذکر بھی ذکرِ علیؑ ہے

☆

ترقی جس قدر کرتی ہے دنیا اُس قدر قمر
جہادِ علم و حکمت کے پیمبرؐ یاد آتے ہیں

منقبت ۔ ۱

مسلسل سورۂ کوثر کے جلوے دیکھے جاتے ہیں
مبارک ہو رضاً کے گھر تقیؑ تشریف لاتے ہیں

یہ گھر وہ گھر ہے جس گھر پر فرشتے سر جھکاتے ہیں
جُھکا کر سر، عبادت کی یہاں معراج پاتے ہیں

جو درباری ہیں وہ سب غرقِ حیرت ہوتے جاتے ہیں
تقیؑ دربار میں وہ علم کے دریا بہاتے ہیں

کبھی چشمِ تصور سے مجھے جلوہ دکھاتے ہیں
کبھی احساس کی دنیا میں وہؑ تشریف لاتے ہیں

جو بن کر جانشینِ مصطفےؐ دنیا میں آتے ہیں
وہ اپنی کمسنی میں علم کے جوہر دکھاتے ہیں

چراغِ علم و حکمت جل رہا ہے جس گھرانے میں
وہاں سے روشنی لینے فلک والے بھی آتے ہیں

جو کِھل کر مسکرایا شاخِ عصمت پر نیا غنچہ
رضاً بھی دیکھ کر غنچے کی صورت مسکراتے ہیں

☆

جہاں پر علم کی خیرات ہر سورج نے بانٹی ہے
وہاں اہلِ نظر جا کر مقدر جگمگاتے ہیں

تقیؑ کے علم کے آگے نہیں ٹھہرے کبھی عالم
کہ جب سورج نکلتا ہے ستارے ڈوب جاتے ہیں

سنا ہے باز اور مچھلی کا قصہ جب بھی منبر سے
تو ہم کو علمِ پیغمبرؐ کے تیور یاد آتے ہیں

بچا رکھا ہے دل کا آئینہ گردِ کدورت سے
کہ ہم اِس آئینے میں چودہ تصویریں سجاتے ہیں

محمدؐ سلسلے میں علم کو سِن سے نہیں نسبت
یہ اپنے ساتھ ہی علمِ لدُنی لے کے آتے ہیں

مصائب کی جہاں پر سنگ باری ہوتی رہتی ہے
مرے مولاؑ وہاں اخلاق کے موتی لٹاتے ہیں

ترقی جس قدر کرتی ہے دنیا اُس قدر قمرؔ
جہادِ علم و حکمت کے مینارے یاد آتے ہیں

منقبت۔۲

نظر میں علم کی بارہ دری ہے
تقیؑ کا ذکر بھی ذکرِ علیؑ ہے

قلم کی نوک سجدے میں جھکی ہے
مسلسل فکر محوِ بندگی ہے

شعور و فکر و علم و آگہی ہے
تقیؑ کے فیض سے ہر روشنی ہے

تقیؑ کے سائے میں جو زندگی ہے
محمدؐ کی وہ سیرت میں ڈھلی ہے

چلے گا بزم میں ساغر پہ ساغر
کہ ساقیؑ کے گھرانے کی خوشی ہے

نبیؐ کی فکر کا آئینہ دیکھو
علیؑ صورت تقیؑ کی زندگی ہے

مٹے جس سے جہالت کے اندھیرے
چراغِ علم کی وہ روشنی ہے

☆

کُھلے ہیں علم کے جوہر ابھی سے
تقیؑ کی کمسنی کیا کمسنی ہے

جہاں لب پہ تقیؑ کا نام آیا
وہیں پہ گردشِ دوراں رُکی ہے

کُھلے پھر سورۂ کوثر کے جوہر
ولادت آپ کی ایسی ہوئی ہے

رضاؑ کے گھر میں آمد ہے تقیؑ کی
محمدؐ کے گھرانے میں خوشی ہے

جو انساں آپؑ کے روضے پہ پہنچا
وہی انساں مقدّر کا دھنی ہے

بڑا اعجاز ہے یہ، کمسنی میں
بیاں تفسیرِ قرآں ہو رہی ہے

جہاں پہ ہیں تقیؑ قمرؔ وہاں پہ
کمالِ فضل و علم و آگہی ہے

در شان

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

سخاوت میں، عمل میں، علم میں، کردار و حکمت میں
یہ بن کر باپؑ کی تصویر جیتی جاگتی آئے

maablib.org

چند منتخب اشعار

نقیؑ کے دَر سے دُوری میں بہت بے کیف ہستی ہے
اگر وہ دَر پہ بلوالیں تو لطفِ زندگی آئے

ولائے آلِ احمدؐ اپنے سینے میں جو رکھتے ہیں
تو اُن کی موت بھی لے کر حیاتِ دائمی آئے

جو اماموںؑ کا اِک تسلسل ہے
اس تسلسل کی اِک کڑی ہیں نقیؑ

جس سے روشن ہے راہِ علم و عمل
اُسی سورج کی روشنی ہیں نقیؑ

منقبت ۔ ۱

حاصلِ فکر و آگہی ہیں نقیؑ
میرا عنوانِ شاعری ہیں نقیؑ

پیکرِ علم و آگہی ہیں نقیؑ
ہو بہ ہو صورتِ علیؑ ہیں نقیؑ

دافعِ جہل و تیرگی ہیں نقیؑ
منبعٔ علم و روشنی ہیں نقیؑ

جس سے روشن ہے راہِ علم و عمل
اُسی سورج کی روشنی ہیں نقیؑ

ہر نفس میری رہنمائی کو
مصطفٰےؐ ہیں کبھی علیؑ ہیں نقیؑ

جو بھی ملتا ہے بانٹ دیتے ہیں
کس عجب شان کے سخی ہیں نقیؑ

بے مودّت نماز کیا ہوگی
وجہِ تکمیلِ بندگی ہیں نقیؑ

☆

فیصلے آپؑ کے بتاتے ہیں
مصطفےٰؐ فکر، واقعی ہیں نقیؑ

گلشنِ دینِ مصطفےٰؐ کے لئے
سر بہ سر وجہِ تازگی ہیں نقیؑ

جُرأتیں جس پہ ناز کرتی ہیں
سارے عالم میں وہ جَری ہیں نقیؑ

خوشبوئے باغِ فاطمہؑ کی قسم
باغِ زہراؑ کی دلکشی ہیں نقیؑ

قید خانے میں آپؑ کے دم سے
شمعیں عرفاں کی جل رہی ہیں نقیؑ

کیوں نہ آنکھوں کی روشنی بڑھ جائے
آنکھیں جب آپؑ سے ملی ہیں نقیؑ

ذہنِ انساں میں روشنی کے لئے
شمعِ عرفان و آگہی ہیں نقیؑ

☆

گفتگو میں نبیؐ کی باتیں ہیں
گویا ہمصورتِ نبیؐ ہیں نقیؑ

یہ تصور بھی اِک عبادت ہے
روبرو میرے آپؑ ہی ہیں نقیؑ

جو اماموں کا اِک تسلسل ہے
اس تسلسل کی اِک کڑی ہیں نقیؑ

جس سے تازہ دماغ ہوتے ہیں
علم کی ایسی اِک کلی ہیں نقیؑ

شیرِ قالین نے کیا ظاہر
قاطعِ فکرِ ساحری ہیں نقیؑ

عکسِ کردارِ مصطفٰےؐ دیکھو
ایسا آئینۂ علیؑ ہیں نقیؑ

پیروی کر رہے ہیں ہم نیّرؔ
رہبرِ راہِ زندگی ہیں نقیؑ

منقبت۔۲

نبیؐ کے دسویں نائب اب نقیؑ ابنِ تقیؑ آئے
امامت سلسلے میں گویا یہ چوتھے علیؑ آئے

اگر انساں لگا لے لَو درِ آلِ پیمبرؐ سے
خِرد میں آگہی آئے نظر میں روشنی آئے

سخاوت میں، عمل میں، علم میں، کردار و حکمت میں
یہ بن کر باپؑ کی تصویر جیتی جاگتی آئے

کِھلا ہے یہ نیا غنچہ ہی کیا باغِ امامتؑ میں
نقیؑ بن کر تقیؑ کے دل کی دنیا میں خوشی آئے

نقیؑ کے در پہ سر کے ساتھ میرا دل بھی جُھک جائے
مرے مالک مجھے اتنا شعورِ بندگی آئے

نقیؑ کے نقشِ پا ہم نے رہِ جنّت میں دیکھے ہیں
سوئے جنّت اسی رستے کو امت دیکھتی آئے

وِلا کی بزم میں گونجے درودوں کی صدا ایسی
زمیں سے عرش تک ساری فضا میں دلکشی آئے

☆

سکوں درکار ہے گر بے سکوں دنیائے فانی میں
نقیؑ سے لے کے درسِ آدمیت آدمی آئے

مرے رُخ سے پریشانی کا عالم دور ہوجائے
انہیںؑ جو خواب میں دیکھوں تو رُخ پر تازگی آئے

مرے مولا نقیؑ کے اِک ذرا ادنیٰ اشارے سے
مجسم شیر کی تصویر ہو اور زندگی آئے

سرِ دربار ہوں معدوم یوں سفلہ مزاج انساں
ٹھکانے یک بہ یک پیہم مزاجِ ساحری آئے

نقیؑ کے در سے دوری میں بہت بے کیف ہستی ہے
اگر وہ در پہ بُلوالیں تو لطفِ زندگی آئے

وِلائے آلِ احمدؐ اپنے سینے میں جو رکھتے ہیں
تو ان کی موت بھی لے کر حیاتِ دائمی آئے

وہ انساں کتنا خوش قسمت ہے کوئی کیا بتائے گا
پہنچ کر اُنؑ کے در پر جو نہیں واپس کبھی آئے

☆

غزل لکھنے سے کیا حاصل سرِ بزمِ وِلا نیّر
نقیؑ کی منقبت لکھو تو لُطفِ شاعری آئے

ہمہ وقت خبر

عِلم کے گہرے سمندر کے گُہر رکھتے ہیں
اپنے ماحول پہ حکمت کی نظر رکھتے ہیں
ہم رہِ حق سے نہ بھٹکیں کہ نقیؑ ابنِ تقیؑ
اُمتِ جدؐ کی ہمہ وقت خبر رکھتے ہیں

☆☆☆☆☆

سفر علم کا

جہل کی تیرہ شبی میں بھی گزر عِلم کا ہے
صبحِ حکمت کی قسم، نورِ سحر عِلم کا ہے
یہ نقیؑ ابنِ تقیؑ نے کیا ثابت نیّر
رُک نہیں سکتا کہیں پر کہ سفر عِلم کا ہے

در شان

امام حسن عسکری

علیہ السلام

قیامت تک اُسیؑ کی رہبری ہے
جو فرزندِ امامِ عسکریؑ ہے

maablib.org

چند منتخب اشعار

گفتگو کر رہے ہیں قرآں پہ
یہ بھی ہے انؑ کی کمسنی کی ثنا

نعت ہو یا ہو عسکریؑ کی ثنا
ہر طرح ہوگی روشنی کی ثنا

اُلفت میں عسکریؑ کی حاصل ہمیں ہوا ہے
منشور زندگی کا، دستور دوستی کا

در در بھٹکنے والو وہ سامنے ہے روضہ
تم بھی علاج کرلو آنکھوں کی روشنی کا

بے روشنائی والی تحریر پڑھ رہے ہیں
یہ معجزہ بھی دیکھا دنیا نے عسکریؑ کا

منقبت۔ا

کیوں راہِ زندگی میں ہو خوف تیرگی کا
دریا لُٹا دیا ہے سورج نے روشنی کا

آیا مری زباں پر جب ذکر عسکریؑ کا
اِک ساز چھڑ گیا ہے محفل میں سرخوشی کا

دیوانہ ہوگیا ہوں میں جب سے عسکریؑ کا
انجام جانتا ہوں خود اپنی زندگی کا

دیدار چاہتا ہوں فرزندِ عسکریؑ کا
ورنہ میں مر چکا تھا اے دوستو! کبھی کا

مسکن بنا ہوا ہے ایماں کی روشنی کا
امکان ہی نہیں ہے اب دل میں تیرگی کا

بے روشنائی والی تحریر پڑھ رہے ہیں
یہ معجزہ بھی دیکھا دنیا نے عسکریؑ کا

اشکوں سے جو لکھوں گا دل کو مرے یقیں ہے
اُن کو تو علم ہوگا اُس خواہشِ دلی کا

☆

صورت میں عسکریؑ کی سیرت میں عسکریؑ کی
چہرہ ہے مصطفےؐ کا کردار ہے علیؑ کا

اب عسکریؑ کی سیرت پیشِ نظر رہے گی
اب حُسنِ زندگی کا ہوگا نہ رنگ پھیکا

راہِ ادب کی منزل یوں مجھ کو مل گئی ہے
مدحت ہے عسکریؑ کی معیار شاعری کا

دیکھے اگر نصیری اِنؑ کو تو کیا کہے گا
جو وصف بھی ہے اِنؑ کا وہ وصف ہے علیؑ کا

در در بھٹکنے والو وہ سامنے ہے روضہ
تم بھی علاج کر لو آنکھوں کی روشنی کا

اُلفت میں عسکریؑ کی حاصل ہمیں ہُوا ہے
منشور زندگی کا دستور دوستی کا

آنکھوں سے پی رہا ہوں آنکھیں پلا رہی ہیں
انداز ہی جُدا ہے کچھ میری مے کشی کا

☆

اِک معجزہ ہُوا ہے نقشِ قدم بنا ہے
جب بھی قدم پڑا ہے پتھر پہ عسکریؑ کا

ہیں دسترس میں جس کی دونوں جہان قمرؔ
یہ جاں بھی ہے اُسی کی یہ دل بھی ہے اُسی کا

☆☆☆☆☆

رہبری

زبان وقف ہے بس مدحِ عسکریؑ کے لئے
کبھی کُھلے گی نہ دنیا میں اور کسی کے لئے

پسر اِنؑ ہی کا تو ہادیِ دین و دنیا ہے
تو کیوں کسی کی طرف دیکھوں رہبری کے لئے

☆☆☆☆☆

تقلید

تلاش حق کی کرو، اُنؑ کے آستانے پر
درود عرش سے آتے ہیں اِس گھرانے پر

اُنہیں کے گھر میں امامِ زمانہؑ آئے ہیں
کہ جن کی فرض ہے تقلید اب زمانے پر

☆☆☆☆☆

منقبت۔۲

کیسے لکھوں میں عسکریؑ کی ثنا
غیر ممکن ہے روشنی کی ثنا

نعت ہو یا ہو عسکریؑ کی ثنا
ہر طرح ہوگی روشنی کی ثنا

لاکھ دنیا کرے کسی کی ثنا
میں کروں گا تو آپؑ ہی کی ثنا

کر رہا ہوں میں عسکریؑ کی ثنا
لوگ سمجھے کہ ہے علیؑ کی ثنا

دل دھڑکتا ہے یا وہ کرتا ہے
مستقل آج عسکریؑ کی ثنا

جس نے دنیا کا بھر دیا دامن
ہم تو کرتے ہیں اُس سخیؑ کی ثنا

مصطفٰےؐ کی ثنا نظر آئے
ایسی لکھنا ہے عسکریؑ کی ثنا

☆

گفتگو کر رہے ہیں قرآں پر
یہ بھی ہے اُنؑ کی کمسنی کی ثنا

مہدیؑ دیں جو خود بتائیں گے
ہم وہ لکھیں گے عسکریؑ کی ثنا

ہادیؑ وقت ہے پسرؑ جس کا
سب کرو اُسؑ کی رہبری کی ثنا

دے رہی ہے سکون کی دولت
مجھ کو فرزندِؑ عسکریؑ کی ثنا

دیکھ کر مدحِ عسکریؑ کا عروج
لوگ کرتے ہیں شاعری کی ثنا

ہے ثنا وقت کے محمدؐ کی
لکھو فرزندِؑ عسکریؑ کی ثنا

میں ہوں صبحِ امامؑ کا نیّر
میں نہ لکھوں گا تیرگی کی ثنا

منقبت۔۳

مرے پیشِ نظر وصفِ علیؑ ہے
مرے لب پر ثنائے عسکریؑ ہے

قیامت تک اسی کی رہبری ہے
جو فرزندِ امامِ عسکریؑ ہے

مجھے حاصل کمالِ آگہی ہے
نظر میں علم کی بارہ دری ہے

نہ ٹوٹے گا تسلسل روشنی کا
مسلسل روشنی ہی روشنی ہے

امامِ عسکریؑ کی پیروی میں
ہمیں بھی اپنی منزل مل گئی ہے

اسی کی چاہ میں ڈوبا رہوں گا
وہ جس کی حشر تک دریا دلی ہے

لبوں کو چومتے ہیں حرفِ مدحت
مجھے حاصل کمالِ شاعری ہے

☆

نبیؐ کا گیارھواں یہ جانشیں بھی
خود اپنے وقت کا مولا علیؑ ہے

نصیری دیکھ لے تو کیا کہے گا
علیؑ کا وصف، وصفِ عسکریؑ ہے

عروجِ فکر دیکھو کمسنی میں
زباں پر گفتگو قرآن کی ہے

فضائل کیا کوئی اُنؑ کے لکھے گا
انہیںؑ حاصل کمالِ زندگی ہے

محمدؐ کا وہ آئینہ ہے جس میں
علیؑ کا عکسِ علم و آگہی ہے

نبیؐ کے جانشینؑ کے وصف لکھو
محمدؐ کی حقیقی یہ خوشی ہے

گدا ہوں میں درِ آلِ نبیؐ کا
مجھے کس چیز کی نیرؔ کمی ہے

نیّر اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی ''کشکولِ سخن'' جلد دوئم
کے ایک مرثیہ بعنوانِ ''سفر'' کے چند بند

ہو جو صادقؑ تو صداقت کا سفر نسلوں میں		ہو جو ظالم تو ہو ظلمت کا سفر نسلوں میں
ہو جو جاہل تو جہالت کا سفر نسلوں میں		ہو جو طاہر تو طہارت کا سفر نسلوں میں
جہل نسلاً ہو سفر میں تو یزیدؔ آتے ہیں
علم ہو خون میں شامل تو شہیدؔ آتے ہیں

علم ہے منبرِ کوفہ سے سلونی کی صدا		وہ صدا گرمِ سفر، اب بھی ہے بردوشِ ہوا
علم کے شہر کا در تا بہ قیامت ہے کھلا		سفرِ علم رُکے گا نہ کبھی، اور نہ رُکا
علم ہر دور میں انسان کا دم بھرتا ہے
علم کرّار کی نسلوں میں سفر کرتا ہے

کب سے ہے نسلِ امامت کا سفر غیبت میں		مومنوں کی ہے قیادت کا سفر نسلوں میں
منبعٔ رُشد و ہدایت کا سفر نسلوں میں		اِک قیامت ہے قیامت کا سفر نسلوں میں
اس قیامت میں قیامت کی طلبگاری ہے
انتظار اُنؑ کا سفر ہے جو ابھی جاری ہے

فتح و نصرت کا ملا تھا جو پیمبرؐ کو عَلَم		کبھی حمزہؑ کو ملا وہ کبھی جعفرؑ کو عَلَم
جنگِ خیبر میں ملا فاتحِ خیبر کو عَلَم		کربلا میں وہ ملا ثانیٔ حیدرؑ کو عَلَم
اُس عَلَم کا یہ سفر حشر تلک جائے گا
ہاتھ میں مہدئِ دیں کے وہ عَلَم آئے گا

در شانِ

امامِ زمانہؑ

عجل اللہ فرجہ

ایک دیوار جو غیبت کی ہے حائل مولاؑ
اس میں کعبے کی طرح اب کوئی در ہو جائے

maablib.org

چند منتخب اشعار

ابوترابؑ کے فرزندؑ کا کرم دیکھو
لحد میں میرا جنازہ خراب ہو نہ سکا

کوئی کیا جانے، لگا کر پردۂ غیبت سے لَو
میری آنکھوں کو میسّر کتنی بینائی ہوئی

ابوترابؑ کے فرزندؑ نے کرم یہ کیا
بنایا نور، جو آیا غبار آنکھوں میں

عریضہ خدمتِ مولاؑ میں لے کے جاتی ہیں
اُبھر کے مچھلیاں سب بار بار پانی پر

جو زیست غافلِ یادِ امامؑ ہو جائے
ہمارے واسطے جینا حرام ہو جائے

ملے گا جام کب تک بارھویں ساقیؑ کے ہاتھوں سے
مری ہستی کو حاصل ہوگا کیفِ جاوداں کب تک

منقبت ۔ ۱

اُنؑ کا دیدار میسّر کسی صورت آئے
ساتھ آنی ہے قیامت تو قیامت آئے

پردۂ غیب سے باہر جو امامؑ آئے
پھر سے دنیا میں محمدؐ کی شریعت آئے

فرش پہ عرش سے پھر نور بکثرت آئے
ابرِ غیبت جو اُٹھے بارشِ رحمت آئے

حکم اللہ کا ہوگا تو وہؑ آئیں گے ضرور
کیوں بھلا لب پہ مرے حرفِ شکایت آئے

کچھ نہیں پوچھا فرشتوں نے لحد میں مجھ سے
آپؑ مرقد میں مرے بہرِ شفاعت آئے

میری بخشش کی ضمانت ہے تری چشمِ کرم
جیتے جی کاش مرے ہاتھ یہ دولت آئے

آپؑ شمشیر بکف آئیں تو اِس دنیا کو
یاد پھر حیدرؑ کرّار کی ضربت آئے

☆

آخری آئینِ محمدؐ تو محمدؐ کی قسم
جاں بلب جسمِ شریعت میں حرارت آئے

صفحۂ دل پہ جو گلدستہ عقیدت کا سجے
ہر نفس پھر گلِ نرجس کی بھی نکہت آئے

قابلِ رحم ہے دیوانے کی حالت مولاؐ
ہجر کی رات کٹے صبحِ زیارت آئے

آپؐ آئیں تو جبیں آپؐ کے قدموں میں رکھوں
حدِ معراجِ عقیدت پہ عبادت آئے

حشر پر آپؐ کا دیدار ہے موقوف اگر
پھر یہ اپنی ہے دعا حشر بہ عجلت آئے

قائمِ آلِ محمدؐ کی مودّت لے کر
میں جو دو گام چلوں سامنے جنت آئے

اُنؐ کی مدحت میں زباں کھولوں تو کیونکر کھولوں
اُنؐ کی جب مدح و ثنا بر لب قدرت آئے

☆

فیصلہ روزِ ازل حق نے کیا تھا یہ بھی
میرے ممدوحؑ کی قرآن میں مدحت آئے

یک بہ یک دل کو مرے نورِ بصیرت مل جائے
اُفقِ دل پہ اگر عکسِ مودّت آئے

مُشکلوں میں جو انہیںؑ دل سے پکارا میں نے
میری امداد کو وہ حسبِ ضرورت آئے

دامنِ مہدیؑ دیں تھام رکھا تھا ہم نے
ہم کو یوں لے کے مَلک جانبِ جنّت آئے

حکم یہ جوشِ مودّت نے دیا ہے دل کو
آپؑ کی مدح سرائی پہ طبیعت آئے

فکر جبریلؑ کی صورت جو فلک پر پہنچی
حرف قرطاس پہ قرآن کی صورت آئے

اُنؑ کی پابوسی کو جھک جاتا ہوں یکسر نیرؔ
کیوں نہ سر پر مرے دستارِ فضیلت آئے

منقبت ۔۲

ثنائے مہدیؑ دیں لب پہ بار بار ہے آج
اِسی لئے تو مجھے زندگی سے پیار ہے آج

فضائے خانۂ نرجسؑ جو مُشکبار ہے آج
کسی کی جلوہ نُمائی کا انتظار ہے آج

پسرؑ امامؑ کا دنیا میں جلوہ بار ہے آج
نظر میں سیرتِ محبوبؐ کردگار ہے آج

درود لب پہ سجانے کا وقت آیا ہے
کہ باغِ فاطمہؑ زہرا میں وہ بہار ہے آج

حضورؑ آئیں تو قدموں میں اپنا سر رکھ دوں
کہ اپنے دوش پہ سر اپنا، اتنا بار ہے آج

یقیں ہے آپؑ سہارا مجھے اگر دے دیں
تو زندگی مری طوفانِ غم سے پار ہے آج

سُنا ہے ہوگا قیامت میں آپؑ کا دیدار
اِسی لئے تو قیامت کا انتظار ہے آج

☆

یہ اور بات، نہیں تابِ دید ہم کو مگر
ضیا حضورؐ کے چہرے کی آشکار ہے آج

وہؑ آکے مجھ کو یقیناً گلے لگائیں گے
مجھے بھی اپنی محبت پہ اعتبار ہے آج

یہ سب امامِؑ زمانہ کا فیض ہے کہ ہمیں
غلام ہو کے زمانے پہ اختیار ہے آج

علیؑ کا گیارھواں فرزندؑ ہوگیا پیدا
فضا میں جلوہ نُما نورِ کردگار ہے آج

امامِؑ عصر کے دامن کے سائے میں ہو کر
بَری گناہوں سے مجھ سا گناہ گار ہے آج

بہ ہر نفس مرے وِجدان کو بھی وَجد آیا
یہ بخشش کا نور نگاہوں سے ہمکنار ہے آج

نماز پڑھنی ہے پیچھے امام مہدیؑ کے
تو اُنؑ کا حضرتِ عیسیٰؑ کو انتظار ہے آج

☆

ہے آفتابِ امامتؑ کی بارھویںؑ تنویر
یہ کلکِ صنعتِ قدرت کا شاہکار ہے آج

امامِؑ عصر فقط آپؑ کی مودّت میں
یہ دل تو کیا ہے مری جان بھی نثار ہے آج

مہک فضاؤں میں محسوس ہو رہی ہے ہمیں
کہ انؑ کی ذات تو صد حاصلِ بہار ہے آج

یہ آخری ہیں محمدؐ تو انؑ کی آمد پر
درود میری زباں پر بھی بار بار ہے آج

نظر میں ہے گلِ نرجسؑ کی تازگی نیرؔ
کہ میرے سامنے دنیا مثالِ خار ہے آج

☆☆☆☆☆

انتظار

نہ روز و شب رہِ الفت میں تم شمار کرو
امامِؑ عصرؑ کے آنے کا اعتبار کرو
وہؑ آئیں گے، انہیںؑ آنا ہے، آئیں گے وہؑ ضرور
کچھ انتظار کیا ہے، کچھ انتظار کرو

منقبت۔۳

اب دن شمار میں ہیں نہ راتیں شمار میں
کب تک مری حیات کٹے انتظار میں

وہ اختیار میں ہیں نہ دل اختیار میں
مشکل یہ آ پڑی ہے مجھے انتظار میں

منزل ہی کھنچ کے آئے گی میرے قریب اب
میں یاد کر رہا ہوں انہیں رہگوار میں

آمد امامِ عصر کی عینِ بہار ہے
وہ آگئے تو عمر کٹے گی بہار میں

کوثر کی جستجو ہے نہ جنّت کی آرزو
قسمت سے آگیا ہوں میں اُن کے دیار میں

اوصاف بس امامِ زمانہ کے حشر تک
کیجیے شمار، آ نہیں سکتے شمار میں

یہ اُن کے عشق کا ہے تصرُّف کہ خود بخود
میں آگیا ہوں رحمتِ پروردگار میں

☆

ممکن نہیں کہ غیر کی توصیف میں کروں
دل کیا، زبان بھی ہے ترے اختیار میں

مجھ پہ امامِ عصرؑ کی مدحت کا فیض ہے
لیٹا ہوا ہوں چین سے کُنجِ مزار میں

مجھ کو سکونِ دل ہے میسّر کہ فطرتاً
اُنؑ کو پکارتا ہوں غمِ روزگار میں

میں نے تو لَو لگائی ہے اپنے امامؑ سے
وہ اور ہوں گے، گِھر گئے جو انتشار میں

ہم پر قیامتوں پہ قیامت گزر گئی
دن رات یوں کٹے ہیں ترے انتظار میں

پہنچے مرا عریضہ اُسی وقت جب حضورؑ
محوِ دعا ہوں سجدۂ پروردگار میں

مجھ کو اندھیری قبر میں کیوں خوف ہو کہ جب
لَو دے رہی ہے اُنؑ کی مودّت مزار میں

☆

قمرؔ یہ فیض ہم پہ امامِؑ زماں کا ہے
محفوظ ہم ہیں گردشِ لیل و نہار میں

☆☆☆☆☆

دیدارِ منتظرؑ

بشر کو زادِ سفر چاہئے سفر کے لئے
یہی ہے شرطِ محبت ہر اِک بشر کے لئے
نظر کو کیجئے شائستۂ ادب قمرؔ
کہ تابِ دید ہو دیدارِ منتظرؑ کے لئے

بخشش کی ضمانت

یہ نہ پوچھو مری کس اوج پہ قسمت ہوجائے
شامِ غم گزرے تو پھر صبحِ مسرّت ہوجائے
آپؐ آجائیں اگر نزع کے عالم میں حضورؐ
یہ زیارت مری بخشش کی ضمانت ہوجائے

☆☆☆☆☆

قیامت کا انتظار

اگرچہ دل کئی صدیوں سے بیقرار بھی ہے
مگر امامؑ کے آنے کا اعتبار بھی ہے
وہؑ آئیں گے تو قیامت بھی ساتھ آئے گی
اسی لئے تو قیامت کا انتظار بھی ہے

منقبت ۔۴

آپؐ آجائیں تو پھر ایسے گزر ہوجائے
زندگی آپؐ کے قدموں میں بسر ہوجائے

آپؐ کی چشمِ عنایت جو اِدھر ہوجائے
میرے خوابیدہ مقدر کی سحر ہوجائے

مُصحفِ رُخ کی زیارت ہے تمنا میری
اے صبا یہ گلِ نرجسؑ کو خبر ہوجائے

انتظار اُنؑ کا عبادت ہے عبادت کی قسم
اس عبادت میں مری عمر بسر ہوجائے

اپنے اعمال سے خود ہم کو ندامت ہوگی
اُنؑ کے آنے کی اگر ہم کو خبر ہوجائے

چند چھینٹے ہی سہی غیب سے برسیں تو سہی
اور سر سبز مری شاخِ ہُنر ہوجائے

خود بخود پردۂ غیبت وہؑ اٹھادیں رُخ سے
کم سے کم آہ میں اتنا تو اثر ہوجائے

☆

کیا بگاڑے گی بھلا گردشِ دوراں اُس کا
نام جو لے کے ترا سینہ سپر ہوجائے

ایک دیوار جو غیبت کی ہے حائل مولاؑ
اُس میں کعبے کی طرح اب کوئی در ہوجائے

برسرِ موج عریضہ ہے مرا، بحرِ کرم
میرے مولاؑ ہیں جدھر موج اُدھر ہوجائے

اتفاقاً جو مرے سامنے وہ آجائیں
اُنؑ کا دیدار مرا حسنِ نظر ہوجائے

میں اگر دیکھوں تو پھر دیکھتا رہ جاؤں اُنہیں
اس طرح سوئے جناں میرا سفر ہوجائے

منتظر اُنؑ کا جو رہتا ہے وہ انساں قمؔر
گوشۂ قبر میں بے خوف و خطر ہوجائے

☆☆☆☆☆

منقبت ۔ ۵

احمدؐ کے گھرانے میں قائمؑ کی ولادت ہے
اب انؑ کی امامت ہے اور تا بہ قیامت ہے

اب میرے تصور میں ممدوحؑ کی صورت ہے
صدیوں کی عبادت سے وزنی یہ عبادت ہے

نبیوںؑ کی نیابت سے ثابت یہ حقیقت ہے
ہر دور کے انساں کو ہادیؑ کی ضرورت ہے

الفاظ کی بارش ہے اور نورؑ کی مدحت ہے
یہ اُنؑ کی کرامت ہے یہ اُنؑ کی عنایت ہے

مومن کا مقدر ہے جو روحِ ہدایت ہے
آغوش میں نرجسؑ کی وہ جانؑ امامت ہے

مدحت مرے مولاؑ کی جب نور کی صورت ہے
آنکھوں میں بصارت ہے اور دل میں بصیرت ہے

زہراؑ کے گھرانے میں کیوں اتنی مسرت ہے
کیا گود میں نرجسؑ کی اِک دائمی دولت ہے

☆

یہ اہلِ مودّت کی محفل ہے یہاں "مدحت"
کہنا بھی عبادت ہے، سننا بھی عبادت ہے

جو پیروِ قائمؑ ہیں، قائم ہیں قیامت تک
فرمانِ محمدؐ ہے قرآں کی بشارت ہے

اِک بولتا قرآں ہے چہرہ مرے ہادیؑ کا
چہرے پہ نظر کرنا قرآں کی تلاوت ہے

قائمؑ ہے محمدؐ کا وہؑ جس کی قیامت تک
مُٹھی میں قیادت ہے، ٹھوکر پہ حکومت ہے

یہ گیارھواں بیٹا ہے، خاتونِ قیامت کا
سب فاتحِ خیبر کی، اِس شیرؑ میں طاقت ہے

جتنے بھی مسلماں ہیں سب دست و گریباں ہیں
ہادیؑ کی زمانے میں اب کتنی ضرورت ہے

وہ آئیں تو کیوں آئیں ہم اُنؑ سے ہیں شرمندہ
چالیس (۴۰) نہیں ہم میں "مومن" یہ قیامت ہے

☆

جو راہ دکھاتا ہے بھٹکے ہوئے انساں کو
وہ ظلمتِ دنیا میں اِک شمع ہدایت ہے

جاری ہے سفر میرا قائمؑ کی قیادت میں
قائمؑ کی اطاعت ہی احمدؐ کی اطاعت ہے

کب میں نے سجایا ہے گلدستہ عقیدت کا
ہے فیضِ گلِ نرجسؑ کاغذ پہ جو نکہت ہے

قطعہ بند

موجوں پہ عریضہ ہے اور دل ہے عریضے میں
جو دل کی تمنا ہے وہ دل پہ عبارت ہے

جب محوِ دعا نیرؔ مولاؑ ہوں مصلّے پر
پہنچے یہ عریضہ تب، آگے مری قسمت ہے

☆☆☆☆☆

زمانہ

جہاں میں پردۂ غیبت جو چاک ہوجائے
ہماری زیست بہت تابناک ہوجائے
امامِ عصرؑ کے آنے کی دیر ہے نیرؔ
زمانہ ظلم و تشدّد سے پاک ہوجائے

منقبت ۔ ۶

مہدیِؑ دیں کی مودّت سے منوّر دل رہا
عمر بھر روشن چراغِ جادۂ منزل رہا

وقفِ عشقِ مہدیِؑ دوراں میں جس کا دل رہا
میری نظروں میں وہی تعظیم کے قابل رہا

زندگی کا کاٹنا اُس کے لئے مشکل رہا
جو بشر یادِ امامِؑ عصرؑ سے غافل رہا

وہ سکونِ جاں رہا ہے، وہ قرارِ دل رہا
جسؑ کو دیکھا بھی نہیں وہ رہبرِ منزل رہا

لاکھ طوفانوں نے یوں تو سر اُٹھایا تھا مگر
مہدیِؑ دیں کے کرم سے میں سرِ ساحل رہا

ہم نے لَو اُنؑ سے لگا رکھی ہے جنؑ کے فیض سے
دل کے آئینے میں روشن عکسِ مستقبل رہا

جب امامِ عصرؑ کی ہم پہ عنایت ہوگئی
بے نیازِ گردشِ دوراں ہمارا دل رہا

☆

روزِ اوّل سے تمسک ہے انہیں کی ذات سے
ہر نفس یوں امتیازِ ناقص و کامل رہا

عزت و توقیر میری دن بہ دن بڑھتی رہی
مدحتِ مہدیِؑ دیں سے یہ شرف حاصل رہا

وہؑ پسِ پردہ مدد کرتے ہیں آڑے وقت پر
گو کہ صدیوں سے یہ پردہ سامنے حائل رہا

یہ امامِ عصرؑ کے انوار ہی کا فیض ہے
چودھویں شعبان کی شب ماہ بھی کامل رہا

میکشوں کو کچھ طلب سے بھی سوا ہے مل گئی
میرا ساقیؑ اس قدر محفل میں دریا دل رہا

قافلے کے قافلے جاتے ہیں سوئے سامرہ
جیسے ہر دریا سمندر کی طرف مائل رہا

یاد ہے دل میں تمھاریؑ، لب پہ ہے نامِ خدا
کب یہ دیوانہ تمھاراؑ فرض سے غافل رہا

☆

آپؑ سے روشن رہا دل میں چراغِ معرفت
میں اسی کی روشنی میں واقفِ منزل رہا

یہ امامِ مہدیِؑ دیں کی مودّت کا ہے فیض
مثلِ کعبہ روزِ اول ہی سے میرا دل رہا

زندگی میں وہ رہے ہیں شمعِ محفل کی طرح
اور میں اے دوستو! پروانۂ محفل رہا

بے ولائے مہدیِؑ دیں، کی ادا جس نے نماز
اس کا ہر سجدہ یقیناً سجدۂ باطل رہا

ہر نفس سجدے کئے نقشِ قدم پر آپؑ کے
آپؑ کا دیوانہ کس دن فرض سے غافل رہا

انتظار اُنؑ کا عبادت ہے عبادت کی قسم
اُنؑ کی فرقت سے نشاطِ بندگی حاصل رہا

یاد میں مہدیِؑ دیں کے کٹ رہی ہے زندگی
اس لئے نیر مرا دل رشک کے قابل رہا

منقبت ۔ ۷

اُنہیں کو یاد کرنا کام ہے شام و سحر اپنا
نہ بدلا ہے نہ بدلے گا وظیفہ عمر بھر اپنا

ہر اِک رستے، ہر اِک منزل پہ ہر لمحہ نظر آیا
خیالِ مہدیِ دوراں بہ شکلِ ہمسفر اپنا

امامِ مہدیِ دیں کی مودّت کا تصرُّف ہے
زمیں پر بھی اثر اپنا، فلک پر بھی اثر اپنا

یہ شب یادِ ظہورِ مہدیِ دوراں کی شب ٹھہری
اسی باعث چراغوں سے سجایا ہم نے گھر اپنا

حقیقت میں تمھیں ہو، ناخدائے کشتیِ دوراں
لگے گا کیوں نہ ساحل سے سفینہ تیر کر اپنا

ہے اُن کی یاد، اُن کا عشق، اُن کی آرزو، دل میں
بہت کم ہے مگر کافی ہے سامانِ سفر اپنا

امامِ عصرؑ نے بخشی ہے یہ ہم کو سعادت بھی
جو رہبر ہے زمانے کا وہی ہے نامہ بر اپنا

☆

دکھائے گی نہ آہِ نیم شب کب تک اثر اپنا
رہے گا غیب میں کب تک امامِ منتظرؑ اپنا

فشارِ قبر کا ڈر ہے نہ کوئی خوف محشر کا
علیؑ کا گیارہواں فرزندؑ جب ہے راہبر اپنا

ہمارا ذوقِ سجدہ، ہم کو کس رفعت پہ لے پہنچا
تصور میں درِ مہدیؑ دیں ہے اور سر اپنا

بجز مہدیؑ دیں کس کو پکاریں اپنی مشکل میں
بجز مہدیؑ دیں کوئی نہیں ہے چارہ گر اپنا

قیامت ساتھ آنی ہے تو آئے آپؑ تو آئیں
تڑپتا ہے غمِ فرقت میں دل اپنا، جگر اپنا

امامِ عصرؑ کی نسبت سے ہم پہنچیں گے منزل تک
یہ مانا کم ہے، کافی ہے مگر زادِ سفر اپنا

سحر کی پَو پھٹی ہو اور وہ بیٹھے ہوں مصلّے پر
اور ایسے میں عریضہ لے کے پہنچے نامہ بر اپنا

☆

درِ آلِ محمدؐ سے جو ہے وابستگی اپنی
سرِ عرشِ بریں تک ہے رسا ذوقِ نظر اپنا

یہی ہے دیں، یہی ایماں، یہی کعبہ، یہی قبلہ
درِ آلِ محمدؐ سے اٹھاؤں گا نہ سر اپنا

بسی ہے الفتِ مہدیؑ دیں دل میں مگر غیرؔ
تمنا ہے کہ مولاؑ بھی بنالیں دل کو گھر اپنا

☆☆☆☆☆

شعور

دونوں آنکھوں کو نور ملتا ہے
اور دل کو سُرور ملتا ہے
عشقِ مہدیؑ دیں سے اے غیرؔ
آدمی کو شعور ملتا ہے

☆☆☆☆☆

قرآن کی تلاوت

رسولؐ پاک کی اس طرح بھی زیارت ہو
نظر کے سامنے مہدیؑ دیں کی صورت ہو
ادب ہے شرط، نہ ہونٹوں کو کھولنا غیرؔ
فقط نگاہ سے قرآن کی تلاوت ہو

☆

منقبت ۔ ۸

اُتاروں عکسِ شہِ ذی وقار آنکھوں میں
وہ نور دے مجھے پروردگار آنکھوں میں

کہاں تلک میں کروں انتظار آنکھوں میں
قرار ڈال دے اب بے قرار آنکھوں میں

بسا کے نورِ شہِ ذی وقار آنکھوں میں
بناؤں نور کا میں اِک دیار آنکھوں میں

نہ اُنؐ کا عکس ہو گر جلوہ بار آنکھوں میں
تو پھر میں لاؤں کہاں سے قرار آنکھوں میں

سنا ہے جب سے کہ اِمشب وہؐ آنے والے ہیں
گزارتا ہوں شب انتظار آنکھوں میں

رہِ امامؑ جو تکتی ہیں ایسی آنکھوں کو
کرو شمار عبادت گزار آنکھوں میں

☆

شراب کھینچ رہا ہے وِلا کی محفل میں
تمھاری آنکھوں سے اِک بادہ خوار آنکھوں میں

ذرا جو پردۂ غیبت سے لَو لگاؤ گے
کبھی نہ آئے گا گرد و غبار آنکھوں میں

جو اُنؑ کے ہاتھوں میں لہرائے گی بوقتِ ظہور
چمک رہی ہے وہی ذوالفقار آنکھوں میں

جو انتظارِ امامِ زمانؑ نہیں کرتیں
کبھی نہ کیجیے ان کو شمار آنکھوں میں

کوئی وہاں مجھے پہنچادے ایک بار کہ میں
بسالوں مہدیِؑ دیں کا دیار آنکھوں میں

رہِ حیات میں خود ہو فروغِ بینائی
جو اُنؑ کا عکس رہے جلوہ بار آنکھوں میں

ابو ترابؑ کے فرزندؑ نے کرم یہ کیا
بنایا نور جو آیا غبار آنکھوں میں

☆

زمین پر گلِ نرجس کا پردۂ غیبت
کھٹک رہا ہے انہیں مثلِ خار آنکھوں میں

وہ آئیں گے مری آنکھوں سے خانۂ دل میں
بنا رہا ہوں میں اِک رہگوار آنکھوں میں

وقار کیوں نہ بڑھے گا ہماری آنکھوں کا
ہے عکسِ مہدئِ عالی وقار آنکھوں میں

وہ ایک بار جو آنکھوں کے سامنے آئیں
ہو روشنی کا گزر بار بار آنکھوں میں

خدا کے وہؑ، ابوطالبؑ کے یہ محمدؐ ہیں
ہے اُنؑ کا دل میں، تو اِنؑ کا ہے پیار آنکھوں میں

امامؑ کا درِ دولت مری نگاہ میں ہے
سمائے کیا کوئی سرمایہ دار آنکھوں میں

چمن میں کونؑ یہ آیا کہ خود بہ خود نیّر
سمٹ کے آگئی فصلِ بہار آنکھوں میں

☆

منقبت۔۹

قدم قدم پہ جو قائل ہیں اُنؑ کی غیبت کے
وہ سارے لوگ مسافر ہیں راہِ جنت کے

قسم خدا کی دھنی ہیں وہ اپنی قسمت کے
جو منتظر ہیں جہاں میں ظہورِ حجتؑ کے

کبھی تو آؤ گے پردے اٹھا کے غیبت کے
کبھی تو دیکھیں گے جلوے تمہاری صورت کے

نہیں ہیں شعر کہ گلدستۂ مودّت میں
سجا کے لایا ہوں کچھ پھول میں عقیدت کے

کوئی غریب رہے گا نہ پھر غریب یہاں
بجیں گے دہر میں، ڈنکے تری سخاوت کے

زمانہ عدل سے مامور ہوتا جائے گا
کرو گے فیصلے جب تم یہاں عدالت کے

☆

اب آ بھی جاؤ کہ دل بیقرار رہتا ہے
گراں ہیں زیست پہ لمحے تمھاری فرقت کے

کبھی وہ چل نہیں سکتے رہِ ہدایت پر
نبیؐ کے بعد جو قائل نہیں امامتؑ کے

یہ انتظار کی گھڑیاں عجیب گھڑیاں ہیں
کہ چند لمحے ملے ہیں ہمیں عبادت کے

جو آنا آپؑ کا موقوف ہے قیامت پر
تو مومنین ہیں سب منتظر قیامت کے

امامؑ کے درِ دولت پہ جو بھی بیٹھے ہیں
نہیں ہیں بھوکے وہ دنیا جہاں کی دولت کے

کتاب حق کی محمدؐ سے تا محمدؑ ہے
کہ سارے باب مسلسل کھلے ہدایت کے

درود پہلے پڑھو نام اُنؑ کا بعد میں لو
کہ شرع دل میں یہ آداب ہیں مودّت کے

☆

تمام رات جو دیکھوں گا خواب میں اُنؑ کو
کھلیں گے صبح کو جوہر مری بصارت کے

وہؑ آخری ہیں محمدؐ وہ آخری ہادیؑ
وہؑ پاسبان ہیں اللہ کی شریعت کے

اِس آئینے میں نظر آئیں گے سبھی جوہر
رسولِؐ پاک کی سیرت کے اور صورت کے

امامِؑ وقت سے جو لَو لگائے بیٹھا ہے
اسی بشر میں تو جوہر ہیں آدمیت کے

عریضہ اشکوں سے تحریر کر رہا ہوں اُنہیںؑ
وہیؑ سمجھتے ہیں مفہوم اِس عبارت کے

وہؑ ذُوالفقار بکف آئیں گے زمانے میں
وہؑ منتقم ہیں شہیدِ رہِ صداقت کے

وہ ایک در ہے امامِ زمانؑ کا اے نیّرؔ
کہ سارے باب کھُلے ہیں جہاں فضیلت کے

☆☆☆☆☆

منقبت۔۱۰

زمیں پہ مہدیِؑ دیں کا جواب ہو نہ سکا
کہ جیسے اور کوئی آفتاب ہو نہ سکا

جو فیضِ مہدیِؑ عالی جناب ہو نہ سکا
تو کوئی ذرّہ کبھی آفتاب ہو نہ سکا

سکوں کی جنس خریدی ہے عشق کے بدلے
کہ میرے دل کو کبھی اضطراب ہو نہ سکا

بغیر عشقِ امامِ زمانؑ، خدا کی قسم
عبادتوں کا بھی حاصل ثواب ہو نہ سکا

بہ ہر قدم مری امداد کو وہؑ پہنچے ہیں
یہ کون کہتا ہے میں کامیاب ہو نہ سکا

ابھی تو پردۂ غیبت میں ہے مرا ساقیؑ
ابھی تو دل مرا مستِ شراب ہو نہ سکا

ابوترابؑ کے فرزندؑ کا کرم دیکھو
لحد میں میرا جنازہ خراب ہو نہ سکا

☆

ولائے آلِ نبیؐ سے چلا ملی ہے جسے
وہ آئینہ کبھی بے آب و تاب ہو نہ سکا

وہ جس نے لَو نہ لگائی امامِ غائبؑ سے
رہِ حیات میں وہ کامیاب ہو نہ سکا

امامِ عصرؑ کے منکر کے ہاتھ کیا آیا
کہ خار رہ کے چمن میں گلاب ہو نہ سکا

درِ امامِ زمانؑ سے گریزپا ہو کر
قسم خدا کی کوئی فیضیاب ہو نہ سکا

بغیر پردۂ غیبت سے لَو لگائے ہوئے
کسی کی فکر کو حاصل شباب ہو نہ سکا

سنا ہے آئیں گے امشب امامؑ ابنِ امامؑ
اسی خیال سے میں محوِ خواب ہو نہ سکا

تمام عمر ترے انتظار میں گزری
ہوں بد نصیب کہ تو بے نقاب ہو نہ سکا

☆

اگر یہ ختمِ امامت تو وہ ہیں ختمِ رسُلؐ
نظیر اِنؑ کی تو اُنؐ کا جواب ہو نہ سکا

خلوصِ دل کی خبر ہے امامِ آخرؑ کو
کبھی بھی دل کو مرے اضطراب ہو نہ سکا

بہ فیضِ مہدیؑ دیں ہر مراد بر آئی
عریضہ گرچہ مرا غرقِ آب ہو نہ سکا

شعور و فکر و نظر غیب سے ملے مجھ کو
میں اُنؑ کی ذات سے کب فیضیاب ہو نہ سکا

مجھے امامؑ کے نزدیک دیکھ کر قمرؔ
مرا حساب بھی روزِ حساب ہو نہ سکا

☆☆☆☆☆

امامِ عصرؑ

فرشتے حشر میں دیں گے یہ بار بار صدا
بِلا امام کسی کا یہاں مقام نہیں
امامِ عصرؑ کے دامن کو ہم پکڑ لیں گے
وہ کیا کریں گے کہ جن کا کوئی امام نہیں

منقبت۔۱۱

یوں عنادِل کے لبوں پر نغمہ آرائی ہوئی
ہے گلِ نرجسؑ کی آمد سے بہار آئی ہوئی

آج پھر کعبے سے کس کی جلوہ آرائی ہوئی
آج پھر صحنِ حرم میں بادہ پیمائی ہوئی

اے زہے قسمت کہ میری عزت افزائی ہوئی
پڑھ رہا ہوں منقبت مولاؑ کی لکھوائی ہوئی

مدح گوئی کا ہے یہ اعجاز اہلِ بزم میں
منقبت تیریؑ پڑھی میری پذیرائی ہوئی

آ گیا جب مصطفیؐ کا بارہواں قائمؑ مقام
جو غدیرِ خم میں تھی وہ بزم آرائی ہوئی

فکر کے دریا میں پیدا اِک روانی کر گئی
مدحِ مولاؑ میں طبیعت موج پر آئی ہوئی

آنے والے کا رہے گا تا قیامت انتظار
ہے مری آنکھوں نے آنکھوں کی قسم کھائی ہوئی

☆

میں نے مولاؑ کو کیا ہے یاد اور وہ آئے ہیں
زندگی میں جب کبھی محسوس تنہائی ہوئی

میرے لب پر بارہویں مشکل کشاؑ کا نام ہے
سامنے ہے گردشِ ایام تھرّائی ہوئی

دیکھئے آغوشِ نرجسؑ میں گلِ نرجسؑ کو آج
باغِ جنّت سے زمیں پر ہے بہار آئی ہوئی

سب مجھے دیوانہ کہتے ہیں امامِ عصرؑ کا
صورتِ بہلول حاصل مجھ کو دانائی ہوئی

وہ نہیں آئے ہیں لیکن فیض یہ انؑ کا تو ہے
میرے دل کو کم سے کم تابِ شکیبائی ہوئی

کوئی کیا جانے، لگا کر پردۂ غیبت سے لو
میری آنکھوں کو میسّر کتنی بینائی ہوئی

ہو نہیں سکتی مکمل مہدیِؑ دیں کی ثنا
تا قیامت بھی جو قمؔر خامہ فرسائی ہوئی

منقبت۔۱۲

نظر آئیں گے ہم کو ہادیٔ کون و مکاں کب تک
کہ ہم سے دور ہوگی گردشِ بزمِ جہاں کب تک

خدا جانے ملے گا ہم کو منزل کا نشاں کب تک
رہے گا پردۂ غیبت میں میرِ کارواں کب تک

مری امداد کو آؤ گے میرے مہرباں کب تک
نشیمن پر گریں گی آسماں سے بجلیاں کب تک

خدا معلوم ضبطِ غم کا ہوگا امتحاں کب تک
ستائے گا زمیں والوں کو دَورِ آسماں کب تک

زمانے سے چھٹیں گی ظلم کی تاریکیاں کب تک
کہ دکھلائیں گے جلوہ ہادیٔ کون و مکاں کب تک

نقوشِ پائے مولاؐ سے بنے گی کہکشاں کب تک
خدا جانے زمیں یہ ہوگی رشکِ آسماں کب تک

نظر سے دور ہوجائے گا یہ دورِ خزاں کب تک
چمن میں آئے گا آخر وہ جانِ گلستاں کب تک

☆

سنا ہے آپ آئیں گے، قیامت آئے گی لیکن
نظر آئے گا آنکھوں کو قیامت کا سماں کب تک

کھلی آنکھوں رہوں میں منتظر کب تک مرے مولاؑ
بتادے تو مری آنکھوں کا لے گا امتحاں کب تک

ہمیں کب تک بھلا انصاف دلوانے کو آؤ گے
ہمارا آستاں ہوگا ہمارا آستاں کب تک

اٹھا کر پردۂ غیبت کبھی تو سامنے آئیں
نگاہِ شوق سے آخر رہیں گے یوں نہاں کب تک

خدا جانے کہ تم کب آؤ گے اور وصل کی مولاؑ
تمھارے نام سے منسوب ہوگی داستاں کب تک

جبینِ شوق میں تڑپیں گے سجدے کب تلک مولاؑ
رہے گا دور نظروں سے تمھارا آستاں کب تک

تمھیں آنا ہے دنیا میں یقیناً تم تو آؤ گے
مگر دنیا کا ہوگا دور یہ وہم و گماں کب تک

☆

بتا دو قائمِ آلِ محمدؐ تم ہی بتلادو
مری دنیا میں قائم ہوگا اب امن و اماں کب تک

خدا جانے میں کب تک جلوۂ مولاؑ کو ترسوں گا
خدا جانے پسِ پردہ رہیں گے وہ نہاں کب تک

جہاں اب تک نہیں، کب تک وہاں پر ذکرِ حق ہوگا
مرے مولاؑ کلیساؤں میں گونجے گی اذاں کب تک

ملے گا جام کب تک بارھویں ساقیؑ کے ہاتھوں سے
مری ہستی کو حاصل ہوگا کیفِ جاوداں کب تک

عریضے میں مرا دل ہے اسے مولاؑ کی خدمت میں
خود اپنے دوش پر پہنچائے گا آبِ رواں کب تک

صبا تو پوچھ کر اتنا بتادے میرے مولاؑ سے
اٹھائے بارِ فرقت کو یہ جانِ ناتواں کب تک

ہمارے جیتے جی آجاؤ یہ دل کی تمنا ہے
تمہارے نام لکھے جائیں گے ہم عرضیاں کب تک

☆

تمھارے رُوبرُو لکھوں سراپا تم جو آجاؤ
تمھارے ہجر میں لکھوں میں آخر داستاں کب تک

عقیدت سے قصیدے لکھ رہا ہوں میں مگر مولاؑ
ترے جلووں سے چمکے گا مرا حُسنِ بیاں کب تک

میں اُن کے نام نامے لکھ کے نیّر سوچتا یہ ہوں
خدا جانے بلائیں گے وہ سوئے آستاں کب تک

☆☆☆☆☆

امام آتے ہیں

فرشتے عرش سے لے کر سلام آتے ہیں
چھلک کے فرش پہ کوثر کے جام آتے ہیں
اُٹھو اُٹھو کہ قیامت کا شور برپا ہے
ہٹو ہٹو کہ ہمارے امامؑ آتے ہیں

☆☆☆☆☆

معرفتِ حضرت امامؑ

کلامِ پاک میں لکھا ہے صاف اے نیّر
بلا امام کسی کا کہیں مقام نہیں
قسم خدا کی وہ جنّت میں جا نہیں سکتے
کہ جن کو معرفتِ حضرتِ امامؑ نہیں

☆

منقبت۔۱۳

جہاں امامِ زماںؑ کا قیام ہو جائے
وہ سب مقام ہی دارالسلام ہو جائے

زباں جو وقفِ ثنائے امامؑ ہو جائے
قبولِ بارگہِ حق کلام ہو جائے

جو میری بزم میں اُن کا قیام ہو جائے
میں سوچتا ہوں مرا کیا مقام ہو جائے

اگر جہاں میں وُرودِ امامؑ ہو جائے
رسولؐ پاک کا نافذ نظام ہو جائے

جو ذُوالفقارِ علیؑ بے نیام ہو جائے
یزیدیوںؑ کے مقدر کی شام ہو جائے

جو میرے سامنے ظاہر امامؑ ہو جائے
دُرود پہلے پڑھوں پھر سلام ہو جائے

☆

وہ خواب جس میں کہ دیدِ امامؑ ہو جائے
وہ خواب حاصلِ عمرِ دوام ہو جائے

جو زیست غافلِ یادِ امامؑ ہو جائے
ہمارے واسطے جینا حرام ہو جائے

ابھی یہاں جو وُرودِ امامؑ ہو جائے
زباں پہ جاری درود و سلام ہو جائے

امامِ وقت کا ہونٹوں پہ نام آتے ہی
کٹھن بھی ہو تو وہ آسان کام ہو جائے

امامِ وقت کی چشمِ کرم رہے مجھ پر
ہر اِک نظر میں مرا احترام ہو جائے

امامِ وقت کی رحمت ہو اتنی آج کی رات
تمام بزمِ وِلا شاد کام ہو جائے

بُجھانا چاہتا ہوں میں بھی فکر و علم کی پیاس
مری طرف بھی ذرا دورِ جام ہو جائے

خدا کی حمد، محمدؐ کی نعت، مدحِ امامؑ
یہی وظیفہ مرا صبح و شام ہو جائے

☆

بہ فیضِ نیمۂ شعباں ثنائے مولاؑ میں
جو لفظ لکھ دوں وہ ماہِ تمام ہو جائے

لکھوں عریضے میں جو عرض بھی خلوص کے ساتھ
وہ سطحِ آب پہ نقشِ دوام ہو جائے

وہیں بیان کریں ہم امامؑ کی باتیں
جہاں کہیں بھی ہمارا قیام ہو جائے

یہ دل تو کچھ بھی نہیں ہے رہِ عقیدت میں
ہماری جان بھی نذرِ امامؑ ہو جائے

جسے سکوں کی طلب ہو وہ راہِ ہستی میں
امامِ وقتؑ کا دل سے غلام ہو جائے

مرے امامؑ کی خدمت میں موج لے جائے
سُپردِ موج جو میرا پیام ہو جائے

امامِ پاکؑ کے آتے ہی عین کعبے میں
تمام کعبہ ہی دارالسلام ہو جائے

☆

ابھی امامؑ جو آجائیں لے کے تیغِ علیؑ
تو بے زبانؑ کا ابھی انتقام ہو جائے

خدا کرے پئے توصیفِ مہدیؑ دورانؑ
مرا کلام خدا کا کلام ہو جائے

جو بے نیام ہو تیغِ علیؑ بہ دستِ امامؑ
یزیدِؔ وقت کا قصہ تمام ہو جائے

وہؑ آگئے تو یقیناً انہیں کی صورت میں
ہمیں بھی دیدِ رسولؐ انام ہو جائے

امامِ عصرؑ جو اُٹھ جائیں اِس زمانے سے
تو کائنات کا برہم نظام ہو جائے

قرآنِ پاک سے مدحِ امامؑ کو قمرؔ
زبانِ کِلکِ سخن ہم کلام ہو جائے

☆☆☆☆☆

maablib.org

منقبت۔۱۴

اس بزمِ منقبت میں صدارت ہے آپؐ کی
میں بھی کروں کچھ عرض اجازت ہے آپؐ کی

اِک کیفِ انتظار عنایت ہے آپؐ کی
یہ بندگیِ حق تو بدولت ہے آپؐ کی

آنے لگا تلاوتِ قرآں کا سب مزہ
حالانکہ میرے ہونٹوں پہ مدحت ہے آپؐ کی

پھر سرکشی کو اُٹھی ہے فوجِ یزیدؔ شام
"دنیا کو اب شدید ضرورت ہے آپؐ کی"

عیسیٰؑ و خضرؑ آپ کے پیچھے پڑھیں نماز
وہ دیکھیں ہم، جو شانِ امامت ہے آپؐ کی

ہر انتقامِ خونِ شہیداں کے واسطے
شبیریتؑ مزاج قیادت ہے آپؐ کی

کرتا ہوں زیست بس اِسی امید پر بسر
انجامِ زیست میرا، زیارت ہے آپؐ کی

قطعہ بند

موجوں پہ لکھ کے ہم نے عریضہ بہا دیا
موجوں پہ سلطنت ہے، حکومت ہے آپؑ کی

روشن ہے حرف حرف عریضے کا آپؑ پر
گویا کہ اُس پہ چشمِ عنایت ہے آپؑ کی

☆☆☆☆☆

مولاؑ وہاں بلائیں تو حاصل سکون ہو
دنیا میں جس جگہ بھی سکونت ہے آپؑ کی

آپؑ آئیں گے تو ساتھ قیامت بھی آئے گی
صدیوں سے منتظر وہ قیامت ہے آپؑ کی

ہو شیرِ ذوالجلال کے فرزندؑ، شیر ہو
صورت سے آشکار جلالت ہے آپؑ کی

تنہائی، انجمن ہوئی یادِ امامؑ سے
قسمت مری ہے اور عنایت ہے آپؑ کی

چہرے کو جبرئیلؑ نے دیکھا تو یہ کہا
صورت جو تھی نبیؐ کی وہ صورت ہے آپؑ کی

☆

اِک راہِ مستقیم ہے، اِک منزلِ عمل
اسلام ہے خدا کا، شریعت ہے آپؐ کی

یا آپؐ منتظر ہیں قیامت کے غیب میں
یا منتظِر کہیں پہ قیامت ہے آپؐ کی

وہ راہِ مستقیم پہ چلتا ہی جائے گا
حاصل جسے حضور ہدایت ہے آپؐ کی

آجایئے امامِ زماںؑ، آ بھی جایئے
وردِ زبان، روز، زیارت ہے آپؐ کی

مائل وہ دل نہ ہوگا کبھی بے وفائی پر
وہ دل کہ جس میں صرف مودّت ہے آپؐ کی

دیدارِ نورِ حق کے لئے کب سے منتظر
یہ کائنات، حضرت حجتؑ ہے آپؐ کی

کر کے چراغاں بزمِ مودّت میں ہر طرف
گُل بزم منتظِر شبِ فرقت ہے آپؐ کی

جو بے ادب ہیں ظلم سے اُن کے بچایئے
نیرؔ کو اب شدید ضرورت ہے آپؐ کی

☆

منقبت ۔ ۱۵

ہوئے ہیں بہلول راوِ فن میں کہ گُن مودّت کے گا رہے ہیں
کہ روز کاغذ پہ اپنی جنت قلم سے اپنے بنا رہے ہیں

امام مہدیؑ کی شان میں جب کلام اپنا سنایا ہم نے
فرشتے بزمِ وِلا میں آکر ہمارے خود ہمنوا رہے ہیں

اٹھا کے تیغِ علیؑ وہ آکر حسینؑ کا انتقام لیں گے
بتادو یہ سب یزیدیوں کو جو کو بہ کو سر اُٹھا رہے ہیں

خود اپنے اعمال پر ندامت کہیں نہ اب اُن کے روبرو ہو
ہمیشہ جن کو پکارتے تھے جو آنے والے تھے آرہے ہیں

قطعہ بند

عریضہ اشکوں سے لکھ دیا ہے کہ دل عریضے میں رکھ دیا ہے
چلیں جو موجیں عریضہ لے کر خیال پیہم یہ آرہے ہیں

امامؑ کی بارگاہ میں اب عریضہ پہنچے گا کب خدایا
میں اس تفکر میں کھو گیا تھا بتانے والے بتا رہے ہیں

☆

نظر سمندر میں گم ہوئی تھی میں بے نیازِ فضا تھا لیکن
ہوا کے جھونکے مجھے جگا کر خبر یہ مجھ کو سنا رہے ہیں

نمازِ صبح تمام کی جب عریضہ خدمت میں اُنؐ کی پہنچا
نظر میں جب تک رہا عریضہ امامؑ محوِ دعا رہے ہیں

☆☆☆☆☆

خود اپنے اعمال کو سنوارو کہ اپنی ہستی کو یوں گزارو
دل و نظر فرشِ راہ کردو امامؑ کعبے سے آ رہے ہیں

ہے جلوہ فرما جو اُنؐ کی ہستی فضا پہ چھائی ہوئی ہے مستی
وہ اپنی آنکھوں سے بادہ کش کو نظر نظر میں پلا رہے ہیں

میں منتظر ہوں وہ منتظَر ہیں میں بے خبر ہوں وہ باخبر ہیں
نہیں شعورِ نظر ہی مجھ کو مگر وہ جلوہ دکھا رہے ہیں

بپا جو ہونی ہے کل قیامت بپا وہ ہو جائے اب قیامت
سنا ہے ہم نے امامؑ اپنے قیامت آنے پہ آ رہے ہیں

نہیں ہیں ہم بے نیاز اُنؐ سے نیاز مندی کبھی تو ہوگی
ہمارے لب پر عقیدتوں کے کلام پیہم یہ آ رہے ہیں

کمالِ ہستی ہے اُن کی ہستی جمالِ ہستی ہے اُن کی ہستی
نبیؐ کی صورت علیؑ کی سیرت دکھا رہے ہیں بتا رہے ہیں

وہ اِک جزیرہ جہاں سکونت امامِ مہدیؑ کئے ہوئے ہیں
گزر نہیں ہے وہاں کسی کا کہ زعمِ باطل ڈُبا رہے ہیں

بگڑ چکا ہے جو گُل زمانہ نہیں ہے جینے کا کچھ ٹھکانہ
سنوارنے کو یہ گُل زمانہ امامؑ پردہ اٹھا رہے ہیں

جو فرض ہے اپنی زندگی پر وہ ہے مودّت امامِ حق کی
یہ فرض کا قرض آج تک ہم خلوصِ دل سے چکا رہے ہیں

تلاشِ منزل میں خوف مجھ کو نہ کچھ رہا راہِ پیچ وخم کا
نقوشِ پائے امامِ مہدیؑ قدم قدم رہنما رہے ہیں

جو خار بوتے ہیں منقبت میں جہالتوں کے انہیں مبارک
کہ علم وحکمت کے گل کھلانا، ہے کام اپنا، کھلا رہے ہیں

چراغاں کرنا تو ہے ضروری مخالفت تو ہے بے شعوری
امامِ دوراںؑ جو آ رہے ہیں دیے خوشی کے جلا رہے ہیں

بساطِ فن پر بساط ہی کیا جو لکھ سکوں منقبت میں قمرؔ
میں لکھ رہا ہوں خلوصِ دل سے فرشتے مجھ کو لکھا رہے ہیں

منقبت۔۱۶

ہُوا ہوں جب بھی عریضہ گزار پانی پر
بڑھا ہے اور مرا اعتبار پانی پر

جو دیکھا عکسِ شہِ ذی وقار پانی پر
تو اور آنے لگا مجھ کو پیار پانی پر

میں رات دن نہ کروں گا شمار پانی پر
کبھی تو آئے گا جانِ بہار پانی پر

رہے وہ لوگ عبادت گزار پانی پر
جنہوں نے کاٹی شبِ انتظار پانی پر

قطعہ بند

جو نوجوانؑ ہے دُلدُل سوار پانی پر
اسی کے ہاتھ میں ہے ذُوالفقار پانی پر

وہؑ انتقام بھی خونِ حسینؑ کا لے گا
زمیں پہ آئے گا جوؑ ہے سوار پانی پر

قطعہ بند

بہا رہے ہیں عریضے میں اپنا دل رکھ کر
بہ فیضِ رحمتِ پروردگار پانی پر

☆

درِ امامِ زمانہؑ سے لَو لگائے ہوئے
چراغ جلنے لگے بے شمار پانی پر

☆☆☆☆☆

امامؑ عصر کے دیدار کی تمنا میں
قرار ڈھونڈھتا ہے بے قرار پانی پر

بہا کے خدمتِ مولاؑ میں لے کے جائے گا
عریضہ رکھا ہے یا اعتبار پانی پر

عریضہ خدمتِ مولاؑ میں پہنچے تب کہ امامؑ
سحر کو جب ہوں عبادت گزار پانی پر

کھلے ہیں پھول تمنا کے اور وِلا کے گلاب
کہ یہ عریضے نہیں بے شمار پانی پر

قلندری جسے مل جائے شاہِ غیبت سے
وہی تو چلتا ہے دیوانہ وار پانی پر

☆

نظامِ کون و مکاں پر ہے اختیار تمھیں
نہیں ہے صرف تمھیں اختیار پانی پر

ہمارے اشکوں میں اتری ہے آپؐ کی تصویر
ہوئی ہے رحمتِ پروردگار پانی پر

عریضے خدمتِ مولاؑ میں لے کے جاتی ہیں
اُبھر کے مچھلیاں سب بار بار پانی پر

ہماری آنکھوں کے پانی پہ نقش اُن کا ہے
کبھی نہ آئے گا گرد و غبار پانی پر

قطعہ بند

لگا کے خیمے اٹھائے ہیں یوں بھی ساحل سے
کہے نہ کوئی کہ تھی کارزار پانی پر

ہٹائے جس نے تھے خیمے بحکمِ سبطِ نبیؐ
اُسیؑ کا ہوگیا قائم مزار پانی پر

☆

اگرچہ نہر سے اسؑ نے بھری تھی ایک ہی مشک
مگر ہے حشر تلک اقتدار پانی پر

☆☆☆☆☆

بقائے دیں کے لئے پیاس پی رہے ہیں حسینؑ
اگرچہ رکھتے ہیں کُل اختیار پانی پر

عریضے تیرتے ہیں سطحِ آب پر نیّر
زمیں سے آئی ہے فصلِ بہار پانی پر

☆☆☆☆☆

قیامت کا انتظار

اگرچہ دل کئی صدیوں سے بیقرار بھی ہے
مگر امامؑ کے آنے کا اعتبار بھی ہے
وہؑ آئیں گے تو قیامت بھی ساتھ آئے گی
اسی لئے تو قیامت کا انتظار بھی ہے

☆☆☆☆☆

نیّر اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعہ مراثی ''کشکولِ سخن'' جلد دوئم عجل اللہ
کے ایک مرثیہ بعنوان ''آنکھیں'' سے ۳ بند در شانِ امام عصر تعالیٰ فرجہ

کسی کی دید کی خاطر ہے جان آنکھوں میں
بنا ہے نورِ یقیں کا مکان آنکھوں میں
بڑھا رہا ہوں عریضے کی شان آنکھوں میں
بہ نُطقِ اشک ہے دل کی زبان آنکھوں میں
امامِ عصرؑ مری آرزو کا محور ہیں
عریضہ دل ہے تو آنکھیں کُھلا سمندر ہیں

وہ آرہے ہیں تو مسرور اپنی آنکھیں ہیں
شرابِ عشق سے مخمور اپنی آنکھیں ہیں
جمالِ حُسن سے پُر نور اپنی آنکھیں ہیں
کہ تیرگی سے بہت دور اپنی آنکھیں ہیں
یہ پاکباز نگاہیں بھی کیا شرابی ہیں
کہ آج آنکھوں کے ڈورے بہت گلابی ہیں

ہوئے ہیں جامِ مودّت سے سب کے سب سرشار
شعورِ بادہ کشی سے ہیں مستقل بیدار
ہُوا ہے جام میں عکسِ امامؑ جلوہ بار
ہے جس کو دیکھ کے وا چشمِ نرگسِ بیمار
مئے وِلا سے ہوا ہے ظہور آنکھوں میں
کسی کے نور سے آیا ہے نور آنکھوں میں

در مدح

قرآنِ مجید

زندگی کا آئینہ قرآن ہے
مستقل اِک معجزہ قرآن ہے

maablib.org

شرعِ دینِ مصطفیٰؐ کی ہے چمک
سورۂ الحمد سے والنّاس تک

maablib.org

جشنِ نزولِ قرآن

مدحتِ قرآن ہوگی مستند
بائے بسم اللہ سے مانگو مدد

چل درِ علمِ نبیؐ سے مانگ لے
روشنی کو روشنی سے مانگ لے

ہم سمجھتے ہیں کہ کیا قرآن ہے
مدحِ آلِ مصطفیٰؐ قرآن ہے

آیتیں پیہم خدائے پاک کی
سورتیں آلِ شہِؐ لولاک کی

ہے سخاوت کا بیاں قرآن میں
ہے طہارت کا بیاں قرآن میں

آیۂ تطہیر سے دل پاک کر
ہل اتیٰ کے فیض سے کشکول بھر

☆

سورۂ والنجم ہے شانِ نزول
سورۂ کوثر سے ہے نسلِ رسولؐ

راستہ سیدھا بتاتا ہے یہی
منزلیں ہم کو دکھاتا ہے یہی

مدحِ شاہِؑ انس و جاں کرتا ہے یہ
عظمتِ سجدہ بیاں کرتا ہے یہ

ظالموں پر لعنتیں قرآن میں
صابروں پر رحمتیں قرآن میں

جب مرض بیمار کا ہو لا علاج
دیکھنا قرآن میں اس کا علاج

الشفا سورت ملی قرآن میں
دیکھیے حکمت ملی قرآن میں

☆

سورۂ حج دیکھ کر قرآن میں
آگئی خود عبدیت انسان میں

ہر اصول و آگہی قرآں میں ہے
زندگی کی زندگی قرآں میں ہے

دیکھ ایثار و وفا قرآن میں
دیکھ انساں کی بقا قرآن میں

زندگی کا آئینہ قرآن ہے
مستقل اِک معجزہ قرآن ہے

لہجۂ حیدرؓ میں جب کرتا ہے بات
کھولتا ہے یہ رموزِ کائنات

جب نبیؐ کی ذات پر نازل ہوا
ہم کو قرآنِ مبیں حاصل ہوا

☆

صورتِ قرآں ہمیں رحمت ملی
زندگی کی ہر کلی کھل کر کھلی

بولتا قرآن ہے آقاؐ کی ذات
مل گیا انساں کو دستورِ حیات

کیسے اکمل دینِ پیغمبرؐ ہوا
آیۂ بلّغ کے تیور دیکھنا

آلؑ سے قرآن کا یہ ربط ہے
میرے مولاؑ کی مودّت شرط ہے

شرعِ دینِ مصطفیؐ کی ہے چمک
سورۂ الحمد سے والنّاس تک

ظلم وظلمت کے لئے

واقعاتِ انبیاءؑ قرآن میں
درس ہیں انساں کو عبرت کے لئے
اور ہم انسان اپنی ذات میں
جی رہے ہیں ظلم و ظلمت کے لئے

در مدح علیہ السلام

حضرت ابو طالبؑ

نعت گوئی کی جو تاریخ پہ ڈالیں نظریں
پہلے یہ صاحبِ دیوان نظر آتے ہیں

maablib.org

چند منتخب اشعار

☆

بعدِ اسلام تو قرآن سے ملتی جلتی
قبلِ اسلام کی گفتارِ ابوطالبؑ ہے

☆

نسل میں اُن کی امامت بھی قیامت تک ہے
یہ کہاں بے سرو سامان نظر آتے ہیں

☆

دلیلِ معتبر عقدِ نبیؐ سے بڑھ کے کیا ہوگی
نبیؐ کے عقد کا خطبہ ہے ایمانِ ابوطالبؑ

☆

وفا کی آبرو نسلِ ابو طالبؑ سے قائم ہے
بھلا بیٹھی یہ دنیا عہد و پیمانِ ابوطالبؑ

☆

اِنؑ کے پوتوںؑ کے لئے بنتِ نبیؐ کے در پر
شکلِ خیاط میں رضوانؑ نظر آتے ہیں

منقبت ۔ ۱

یوں ابوطالبؑ ذیشان نظر آتے ہیں
جسم اسلام تو یہ جان نظر آتے ہیں

یہؑ نبوت کے نگہبان نظر آتے ہیں
گویا قرآن کا جُزدان نظر آتے ہیں

حاملِ سورۂ رحمٰن نظر آتے ہیں
نسل میں لولوؑ و مرجانؑ نظر آتے ہیں

روحِ کعبہ ہے پلی صُلبِ ابوطالبؑ میں
اِن میں کعبے کے دلؑ و جانؑ نظر آتے ہیں

آلِ عمرانؑ کی سورۃ میں بصد عزّ و شرف
گویا وہؑ صورتِ عمرانؑ نظر آتے ہیں

نعت جو کہتے ہیں تقلیدِ ابوطالبؑ میں
وہ ہمیں صاحبِ ایمان نظر آتے ہیں

بُت پرَستی سے رہے دور یہ قبلِ اسلام
ایسے نسلاً یہؑ مسلمان نظر آتے ہیں

☆

یہ خدا جانے محمدؐ کی حفاظت کے طفیل
کتنے عمرانؑ کے احسان نظر آتے ہیں

میں نے الفاظ وہ مدحت کے چنے ہیں جو مجھے
آپؐ کی شان کے شایان نظر آتے ہیں

حرف جو عقدِ محمدؐ میں ادا تمؑ نے کیے
وہ تو سرنامۂ قرآن نظر آتے ہیں

پدرِ ساقیؑ کوثر کے جہاں پہنچے قدم
وہ بیاباں بھی گلستان نظر آتے ہیں

نسل میں اُن کی امامتؑ بھی قیامت تک ہے
یہ کہاں بے سر و سامان نظر آتے ہیں

نعت گوئی کی جو تاریخ پہ ڈالیں نظریں
پہلے یہ صاحبِ دیوان نظر آتے ہیں

یہ محمدؐ کی حمایت میں ہمیشہ بولے
یہ تو اسلام کی پہچان نظر آتے ہیں

☆

نعت گوئی کے لئے فیضِ ابوطالبؑ سے
مرحلے فکر کے آسان نظر آتے ہیں

وہ جو قائل نہیں ایمانِ ابوطالبؑ کے
پیروانِ ابوسفیانؒ نظر آتے ہیں

خاندانِ ابوطالبؑ سے عداوت ہے جنہیں
وہ تو فعلاً ہمیں شیطانؒ نظر آتے ہیں

حفظِ اسلام میں بس یہؑ ہی نہیں ہیں، اِنؑ کی
نسل میں دیں کے نگہبانؑ نظر آتے ہیں

اِن کے پوتوںؑ کے لئے جنتِ نبیؐ کے در پہ
شکلِ خیّاط میں رضوانؑ نظر آتے ہیں

ذوالعشیرہ میں جو تھے، میزباں بہرِ تبلیغ
گھر میں * جعفر کے وہؑ مہمان نظر آتے ہیں

میں کہاں اور کہاں مدح ابوطالبؑ کی
یہ تو اللہ کے احسان نظر آتے ہیں

* جعفر:۔ جعفر حسن شہید جن کے گھر طرحی محفل تھی۔

☆

خاندانِ ابو طالبؑ سے جو کٹ جاتے ہیں
دور ایماں سے وہ انسان نظر آتے ہیں

دی ہے ڈھارس ہمیں اولادِ ابوطالبؑ نے
جب ہمیں ٹوٹتے ارمان نظر آتے ہیں

میرے رُخ سے ہے عیاں مدحِ ابوطالبؑ سے
کتنے مانوس مرے کان نظر آتے ہیں

کتنا احسان ہے نیّر یہ ابو طالبؑ کا
ہم محمدؐ کے ثنا خوان نظر آتے ہیں

☆☆☆☆☆

رائے

رائے دیتا ہے ابو طالبؑ کے ایماں پر وہ کیوں
زندگی گزری ہے جس کی محفلِ مے نوش میں
حاملِ فکرِ یزیدیؔ سے یہ کہہ دو صاف صاف
پَل نہیں سکتی نبوتؐ کفر کی آغوش میں

منقبت ۔ ۲

قیامت تک یہ امت پر ہے احسانِ ابو طالبؑ
نگہبانِ محمدؐ ہے دل و جانِ ابوطالبؑ

مری بھی نعت گوئی ہے بہ فیضانِ ابو طالبؑ
مرا ایمان قائم ہے بہ ایمانِ ابو طالبؑ

وفا کی آبرو نسلِ ابو طالبؑ سے قائم ہے
بھُلا بیٹھی یہ دنیا عہد و پیمانِ ابوطالبؑ

ابو طالبؑ محمدؐ کے قصیدے پڑھتے رہتے تھے
اِسی نسبت سے تو قائم ہے ایمانِ ابوطالبؑ

نبیؐ کی آل ہے آلِ ابو طالبؑ خدا شاہد
کہ سردارِ جوانانِ جناں، جانِ ابو طالبؑ

کسی کافر کا بیٹا کُلِّ ایماں ہو نہیں سکتا
عیاں حیدرؑ کی ضربت سے ہے ایمانِ ابوطالبؑ

بہ عرفانِ محمدؐ ہوگیا عرفان خالق کا
ہوا عرفاں محمدؐ کا بہ عرفانِ ابوطالبؑ

☆

ابو طالبؑ کے خوں سے شہ رگِ اسلام میں جاں ہے
بھلا سکتا نہیں اسلام احسانِ ابو طالبؑ

ابو طالبؑ کی جب بھی نعت گوئی یاد آئی ہے
لکھی نعتِ نبیؐ میں نے بعنوانِ ابو طالبؑ

دلیلِ معتبر عقدِ نبیؐ سے بڑھ کے کیا ہوگی
نبیؐ کے عقد کا خطبہ ہے ایمانِ ابو طالبؑ

ابو طالبؑ ہیں پہلے نعت گو شاعر تو اے مالک
عطا کر منقبت مجھ کو بھی شایانِ ابو طالبؑ

نبیؐ کی نعت گوئی سے مرا ایمان تازہ ہے
کہ میں بھی نعت کہتا ہوں بعنوانِ ابو طالبؑ

نبیؐ کی نعت کہہ کہہ کر مسلسل سوچتا ہوں میں
مکمل کیسے ہوگی شرحِ دیوانِ ابو طالبؑ

خدا کے دین کے گلشن پہ اپنی جاں فدا کر کے
بہت پھُولا پھلا ہے پھر گلستانِ ابو طالبؑ

☆

ابو طالبؑ کے ایماں پر مرا ایمان ہے قمرؔ
مرا ایمان قائم ہے بہ فیضانِ ابو طالبؑ

☆☆☆☆☆

سُنّتِ بانیِ اسلام

گریہ کرتے ہوئے رحلت پہ ابو طالبؑ کی
دینِ اسلام کے سلطانؐ نظر آتے ہیں
سُنّتِ بانیِ اسلام ہے گریہ کرنا
دور سنّت سے مسلمان نظر آتے ہیں

کردارِ ابوطالب

مثل حیدرؑ کے محمدؐ کی حفاظت کی ہے
زندگی بھر شہِؐ لولاکؐ سے الفت کی ہے
عینِ ایمان ہے کردار ابوطالبؑ کا
عُمر بھر احمدِؐ مرسل کی حمایت کی ہے

اسلامِ ابوطالب

احمدؐ کی نگہبانی شعب ابوطالبؑ میں
تعریف کے قابل ہے اقدامِ ابو طالبؑ
تبلیغِ رسالت میں تھے ساتھ محمدؐ کے
اسلامِ محمدؐ ہے اسلامِ ابوطالبؑ

منقبت۔ ۳

آئینۂ صورتِ گفتارِ ابو طالبؑ ہے
جوہرِ آئینۂ کردارِ ابو طالبؑ ہے

دیں کی تبلیغ ہے اور شاہِ رُسل کے سر پر
مستقل سایۂ دیوارِ ابو طالبؑ ہے

متنِ قرآن بھی از خطبۂ عقدِ احمدؐ
حاملِ مرکزِ افکارِ ابوطالبؑ ہے

اپنی جاں بسترِ ہجرت پہ سُلا سکتا ہے کون
قابلِ دید یہ ایثارِ ابوطالبؑ ہے

بعدِ اسلام تو قرآن سے ملتی جلتی
قبلِ اسلام کی گفتارِ ابوطالبؑ ہے

گلشنِ دینِ محمدؐ کی حفاظت کے لئے
حشر تک کے لئے گلزارِ ابوطالبؑ ہے

دیں کی تبلیغ کو ہمراہِ رسولِؐ اکرم
لب کشا جُرأت اظہارِ ابوطالبؑ ہے

☆

حشر میں حلقۂ اربابِ وفا میں ہوگا
وہ، جو دنیا میں وفادارِ ابوطالبؑ ہے

ضوفشاں کیوں نہ رہِ نعتِ نبیؐ ہوگی کہ جب
فکر پر بارشِ انوارِ ابوطالبؑ ہے

چشمِ ادراک کی بینائی بڑھانے کے لئے
مجھ کو بھی حسرتِ دیدارِ ابوطالبؑ ہے

اپنے ایمان کی صحت کے لئے دنیا میں
رات دن دل مرا بیمارِ ابوطالبؑ ہے

المدد گُل کے مددگارؑ پئے نعتِ رسولؐ
نعت گو طالبِ افکارِ ابوطالبؑ ہے

کارِ تبلیغ میں آقاؐ کی حفاظت کرنا
گویا اسلام پہ اقرارِ ابو طالبؑ ہے

آمدِ نور ہے اِک، شعبِ ابو طالبؑ میں
ضوفشاں طالعِ بیدارِ ابو طالبؑ ہے

☆

نعتیہ شاعری میری بخدا اے قمؔر
پرتوِ تابشِ اشعارِ ابوطالبؑ ہے

☆☆☆☆☆

نبوت آشنا

بھتیجےؐ پہ دل و جاں سے فدا ہیں
شعور و آگہی کا آئینہ ہیں
ابوطالبؑ کا ایماں یہ ہے قمؔر
ابوطالبؑ نبوتؐ آشنا ہیں

ابوطالبؑ کے ایماں پر

بعنوانِ شعور و آگہی ہے
صداقت پہ ہی مبنی زندگی ہے
ابوطالبؑ کے ایماں پہ نہ شک کر
نبوتؐ انؑ کی گودی میں پلی ہے

محمدؐ کی حفاظت

بھتیجےؐ کی قیادت کر رہے ہیں
عنایت پہ عنایت کر رہے ہیں
ابوطالبؑ دل و جاں سے مسلسل
محمدؐ کی حفاظت کر رہے ہیں

☆☆☆☆☆

منقبت۔۴

اے صلِ علیٰ دیکھو یہ شانِ ابوطالبؑ
ایمانِ محمدؐ ہے ایمانِ ابوطالبؑ

مجھ سے ہو بیاں کیونکر اب شانِ ابوطالبؑ
الفاظ نہیں ملتے شایانِ ابوطالبؑ

پالا ہے نبوت کو اُلفت میں بھتیجے کی
خدمت ہے محمدؐ کی ایمانِ ابوطالبؑ

وہ ہو شبِ ہجرت یا خندق ہو کہ خیبر ہو
سو بار ہوئی قرباں اِک جانِ ابوطالبؑ

کشکولِ گدائی میں ایمان کی دولت ہو
ہو جائے ذرا مجھ پہ فیضانِ ابوطالبؑ

عرفان ہے خالق کا عرفان محمدؐ کا
عرفانِ محمدؐ ہے عرفانِ ابوطالبؑ

اسلام کی لکھی ہے تاریخ مورّخ نے
اسلام کی سرخی ہے عنوانِ ابوطالبؑ

☆

ہیں بارہ امام، ان کے فرزند قیامت تک
یہ دیں پہ مسلسل ہے فیضانِ ابوطالبؑ

جو لوگ حقیقت میں شیدائے محمدؐ ہیں
ہوتے ہیں دل و جاں سے قربانِ ابوطالبؑ

جب یہ ہیں قصیدہ گو سرکارِؐ دو عالم کے
کیا مجھ سے قصیدہ ہو شایانِ ابوطالبؑ

اِن سے ہی امامت ہے، ان سے ہی نبوت ہے
ہم پلّہ نظر آئی میزانِ ابوطالبؑ

اولادِ ابو طالبؑ قرآن کی تفسیریں
قرآنِ محمدؐ ہے قرآنِ ابوطالب

اسلام پہ ہوتی ہے اولاد فدا ان کی
اسلام پہ یہ بھی ہے احسانِ ابو طالبؑ

ہے شعبِ ابوطالبؑ وہ جائے اماں جس میں
ہوتے ہیں مسلماں سب مہمانِ ابوطالبؑ

☆

آدابِ محمدؐ کا ہے پاس اُسے قمرؔ
جس شخص کو ہوتا ہے عرفانِ ابوطالبؑ

☆☆☆☆☆

پڑھ رہے ہیں

مشیت کی نظر میں چڑھ رہے ہیں
ابوطالبؑ کے رُتبے بڑھ رہے ہیں
نبیؐ تبلیغِ دیں میں منہمک ہیں
قصیدے یہ نبیؐ کے پڑھ رہے ہیں

ہمت جواں ہے

پئے تبلیغِ دیں اِک رازداں ہے
شعور و فکر کا اِک آسماں ہے
ابوطالبؑ وہ ہستی ہے کہ جس سے
رسولِؐ پاک کی ہمت جواں ہے

نعتِ پیمبرؐ

ابوطالبؑ کے ایماں پر کروں میں گفتگو کیسے
ستارے روشنی پاتے ہیں سب مہرِ منور سے
مُقلِّد ہوں ابوطالبؑ کا قمرؔ نعت گوئی میں
سلامت یوں مرا ایمان ہے نعتِ پیمبرؐ سے

☆☆☆☆☆

فؔیر اسعدی کی زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی ''کشکولِ سخن'' جلد دوئم
سے ایک مرثیہ بعنوانِ ''ہوا'' سے اقتباس

یارب ثنائے آلِ نبیؐ صبح و شام ہو
ہر وقت مجھ کو مرثیہ گوئی سے کام ہو
وہ مرثیہ کہوں کہ زمانے میں نام ہو
مقبول خاص و عام میں میرا کلام ہو
دونوں جہان میں ہو وہ شہرت فقیؔر کی
جیسے ہوا بندھی ہے انیؔس و دبیر کی

کرتا ہوں بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا
ہر ہر نفس کی آمد و شُد میں ہو مرثیہ
وہ جس سخیؑ کی شان میں آیا ہے ہل اتیٰ
اس کے طفیل سے ہو مجھے مرثیہ عطا
آئی ہے مدح لب پہ کلامِ نفیؔس کی
تازہ ہوا چلی ہے یہ باغِ انیؔس کی

دشتِ خیال و فکر بھی ہوجائے باغ باغ
اور آسمانِ مدح پہ پہنچے مرا دماغ
مل جائے یوں جو مُلکِ سُخن کا مجھے سُراغ
پھر تو ہوا کی زد پہ جلادوں نئے چراغ
پیدا نہ ہو غرور و تکبّر خدا کرے
جلتا ہے جو چراغ کی لو سے جلا کرے

در شانِ صلوٰۃ اللہ علیہا

جنابِ خدیجۃ الکبریٰ

زوجہؑ اوّلین

جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

خدا جانے جو اُنؑ کا مرتبہ ہے
خدیجہؑ انتخابِ مصطفےٰؐ ہے

maablib.org

چند منتخب اشعار

☆

خدیجہؓ ہمسفر جب تک رہی ہیں
سکوں تب تک محمدؐ کو ملا ہے

☆

دو عالم کی ضرورت ہیں محمدؐ
محمدؐ کی ضرورت ہیں خدیجہؓ

☆

یہ وہ زوجہؓ نبیؐ کی اوّلیں ہے
کہ جو عصمت کے گوہر کی امیں ہے

☆

تمھاری آلؑ کا شاعر ہے قمرؔ
یہی کچھ تم سے نسبت ہے خدیجہؓ

☆

گھرانے سے تمھارے اے خدیجہؓ
مودّت ہم کو تا حدِ یقیں ہے

منقبت ۔ ۱

خدا جانے جو اِنؓ کا مرتبہ ہے
خدیجہؓ انتخابِ مصطفےٰؐ ہے

خدیجہؓ سا کوئی کب دوسرا ہے
خدیجہؓ اعجازِ مصطفےٰؐ ہے

خدیجہؓ سے جو بنتِؓ مصطفےٰؐ ہے
اسی سے نسلِ شاہِؐ انبیاء ہے

خدیجہؓ کی ثنا کا جو دیا ہے
ہوا کی زد پہ پیہم جل رہا ہے

پئے تبلیغِ دینِ کبریائی
خدیجہؓ کا درِ دولت کھلا ہے

شعورِ مدحتِ زہراؓ ہے جس کو
خدیجہؓ کی وہ مدحت کر رہا ہے

خدیجہؓ نے کچھ ایسی تربیت کی
کہ بیٹیؓ اپنی ماں کا آئینہ ہے

☆

مدد درکار ہے مشکل کُشاؐ کی
مرے لب پر خدیجہؓ کی ثنا ہے

سفر میں ہمسفر ہے مصطفٰےؐ کی
خدیجہؓ ہے کہ منزل آشنا ہے

خدیجہؓ کی مدد سے رفتہ رفتہ
خدا کا دین آگے بڑھ رہا ہے

محمدؐ آسرا سب کا ہیں لیکن
خدیجہؓ مصطفٰےؐ کا آسرا ہے

ابو طالبؑ کا خوں مالِ خدیجہؓ
بقائے دیں کا ضامن بن گیا ہے

خدیجہؓ ہمسفر جب تک رہی ہیں
سکوں تب تک محمدؐ کو ملا ہے

نبیؐ سے رہنمائی مرد لے لیں
خدیجہؓ عورتوں کی رہنما ہے

☆

یہی ہے مادرِ خاتونِؓ جنت
کرم سے ان کے کوثر سلسلہ ہے

امانت کی امانت دار ہیں یہؓ
کہ انؓ کی گود ہے اور فاطمہؓ ہے

کرم بنتِؓ خدیجہؓ کا ہے قمرؔ
مرا کشکولِ مدحت بھر گیا ہے

☆☆☆☆☆

حقِ رفاقت

خدا شاہد، نبوتؐ آشنا ہے
خدیجہؓ ہم خیالِ مصطفٰیؐ ہے
رہِ حق میں لٹا کر مال و دولت
ادا حقِ رفاقت کر دیا ہے

☆☆☆☆☆

منقبت ۔۲

تمھیں حاصل یہ عظمت ہے خدیجہؓ
نبیؐ سے تم کو نسبت ہے خدیجہؓ

ملی جو رحمت اللعالمینؐ کو
وہ حق کی خاص رحمت ہے خدیجہؓ

محمدؐ پر ترا ایمان لانا
خدا کے دیں کی نصرت ہے خدیجہؓ

محمدؐ کی رفاقت کا شرف ہے
تری خدمت وہ خدمت ہے خدیجہؓ

محمدؐ ہیں امانت کبریا کی
محمدؐ کی امانت ہے خدیجہؓ

پیامِ حق صداقت ہے نبیؐ کی
صداقت کی شہادت ہے خدیجہؓ

دو عالم کی ضرورت ہیں محمدؐ
محمدؐ کی ضرورت ہے خدیجہؓ

☆

ہوئی ہے صَرف جو تبلیغِ دیں میں
وہ تیرے گھر کی دولت ہے خدیجہؑ

جو خدمت ہے محمدؐ کی، وہ زیور
ترا حُسنِ سعادت ہے خدیجہؑ

وہ جس میں پرورش عصمتؑ نے پائی
تری آغوشِ رحمت ہے خدیجہؑ

بہ ہر لمحہ محمدؐ کی زیارت
عبادت ہی عبادت ہے خدیجہؑ

علیؑ کی گر قیادت ہیں محمدؐ
تو زہراؑ کی قیادت ہے خدیجہؑ

رسولِؐ کُل کی ساری زندگی میں
خدائے کُل کی نعمت ہے خدیجہؑ

عزاداروں کی بخشش کی ضمانت
تری خاتونِؑ جنت ہے خدیجہؑ

☆

محمدؐ کی خوشی پیشِ نظر ہے
مرا عنوانِ مدحت ہے خدیجہؑ

شرف حاصل ہوا یہ مصطفیٰؐ سے
امینِ نورِ عصمتؑ ہے خدیجہؑ

تمھاری آل کا شاعر ہے قمؔر
یہی کچھ تم سے نسبت ہے خدیجہؑ

☆☆☆☆☆

دولت خدیجہؑ کی

امینؐ و صادقؐ و صدیقؐ سے رغبت خدیجہؑ کی
رسولِؐ حق سے بالآخر ہوئی نسبت خدیجہؑ کی
خدا ممنونِ احساں ہے، ہوئی ہے خرچ اے قمؔر
خدا کے دین کی تبلیغ پر دولت خدیجہؑ کی

منقبت۔۳

یہ وہ زوجۂ نبیؐ کی اوّلیں ہے
کہ جو عصمتؓ کے گوہر کی امیں ہے

سخاوت میں کوئی ثانی نہیں ہے
کہ مال ان کا پئے تبلیغِ دیں ہے

شریکِ کارِ ختم المرسلیںؐ ہے
خدیجہؓ کا کوئی ثانی نہیں ہے

مودّت اُن کی دل میں جاگزیں ہے
عبادت میں کمی کوئی نہیں ہے

خدیجہؓ کی ثنا ہم لکھ رہے ہیں
دماغ اپنا سرِ عرشِ بریں ہے

خدیجہؓ یوں ہیں مصروفِ تلاوت
نظر میں گویا قرآنِ مبیں ہے

احاطہ ہو خدیجہؓ کی ثنا کا
یہ لفظوں میں تو گنجائش نہیں ہے

☆

وہ در ہے آپ کا در اے خدیجہؓ
جہاں دربان جبریلِؑ امیں ہے

عقیدت کی نمازیں پڑھ رہا ہوں
کہ اُنؓ کا در ہے اور میری جبیں ہے

نبیؐ کے گھر میں جب سے آئیں ہیں یہؓ
نظر کے سامنے خُلدِ بریں ہے

سجاتا ہے جو گلدستہ ثنا کا
وہ قرآں کے چمن کا خوشہ چیں ہے

گھرانے سے تمھارے اے خدیجہؓ
مودّت ہم کو تا حدِّ یقیں ہے

قدم جو نصرتِ حق میں اُٹھا تھا
قدم اُن کا وہ منزل آفریں ہے

خدیجہؓ نے عمل کر کے بتایا
مری دولت پئے تبلیغِ دیں ہے

☆

خدیجہؑ نے جو پائی ہے لٹا کر
کسی کے پاس وہ دولت نہیں ہے

خدیجہؑ اور نبیؐ میں فرق ہے کیا
وہؐ خاتم ہے یہؑ خاتم کا نگیں ہے

دمِ مشکل کے قمرؔ پکاروں
بجز انؑ کے مرا کوئی نہیں ہے

☆☆☆☆☆

﴿دُرِ عصمت﴾

محمدؐ کا درِ دولت ملا ہے
کمالِ عظمت و رفعت ملا ہے
نبیؐ کی نسل قائم اس سے ہوگی
خدیجہؑ کو دُرِ عصمت ملا ہے

☆☆☆☆☆

مسدّس

اے خوشا بخت خدیجہ کی ثنا کرتا ہوں
فطرتاً میں ہوں وفادار وفا کرتا ہوں
حلقۂ خار سے اِک پھول جُدا کرتا ہوں
قرض ہے اجرِ رسالتؐ سو ادا کرتا ہوں
بحرِ عرفانِ محمدؐ کا شرف کہتے ہیں
اِنؓ کو سب گوہرِ عِصمت کا صدف کہتے ہیں

(۲)

یہؓ امانت ہیں، محمدؐ ہیں امانت کے امیں
یہؓ رہیں مالِ تجارت سے محمدؐ کے قریں
نہ محمدؐ سا حَسیں ہے نہ کوئی اِنؓ سا حَسیں
مثلِ خورشیدِ مبیں ایک ہے، اِک ماہِ مبیں
بھیجا پیغام خدیجہؓ نے اِدھر شادی کا
گھر محمدؐ کا اُدھر ہو گیا گھر شادی کا

(۳)

صدفِ گوہرِ عصمت ہیں خدیجہؓ بی بی
معدنِ نورِ امامتؑ ہیں خدیجہؓ بی بی
منبعِ رُشد و ہدایت ہیں خدیجہؓ بی بی
دینِ اسلام کی دولت ہیں خدیجہؓ بی بی
دعوتِ حق کی جو تبلیغ کا آغاز ہوا
اِن کی دولت سے ہی اسلام سرافراز ہوا

(۴)

یہ جو رانی ہیں عرب کی ، وہ شہنشاہِ عرب
لوحِ محفوظ پہ لکھی تھی جو ٹھہری نسبت
انؑ کو اللہ سے اللہ کو انؑ سے رغبت
اِن سے سادات کا منسوب ہے کُل نام و نسب
دخترِ ختمِ رُسلؐ اِن سے ہی بس ایک ہوئی
ساعتِ شادیِ خدیجہؓ کی بہت نیک ہوئی

(۵)

دو گھرانوں کو ملایا ہے ابوطالبؑ نے
دولھاؐ دُلھنؓ کو سجایا ہے ابوطالبؑ نے
عقد دونوںؑ کا پڑھایا ہے ابوطالبؑ نے
یہ بھی اعجاز دکھایا ہے ابوطالبؑ نے
اِن کے الفاظ جو سرنامۂ قرآن ہوئے
یہ مسلمان ہوئے صاحبِ ایمان ہوئے

(۶)

عقد سے گویا عقیدے کا بھرم کھولا ہے
اپنے لب کھولے ہیں یا بابِ کرم کھولا ہے
عُقدۂ جان و دلِ شاہِؐ اُمم کھولا ہے
رازِ پیمانِ محبت کو بہم کھولا ہے
اسی پیمانِ محبت سے چلی دنیا میں
نسلِ محبوبِؐ خدا پھولی پھلی دنیا میں

نیرؔ اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی ''کشکولِ سخن'' جلد دوم
کے ایک مرثیہ ''صبر و ظلم'' سے تلوار کے چند بند

یوں چلی تیغِ شہؑ جنّ و بشر میداں میں   بَرق چمکی تو برسنے لگے سر میداں میں
کٹ کے گرنے لگے جاہل کے شجر میداں میں   ٹوٹ کر بکھرے شقاوت کے ثمر میداں میں
تیغ کا پھل جو کوئی بانیِ شر کھاتا تھا
جیتے جی اس کو مزہ موت کا آجاتا تھا

اِس کا اِک وار، دو عالم کی عبادت سے گراں   اِس کے خم پر خمِ محرابِ عبادت کا گماں
اِس کے منہ آتا نہیں کوئی کہ ہے تیز زباں   جب اُٹھاتے ہیں اِسے بادشہِ کون و مکاں
اِسکی جھنکار سے سب جنّ و بشر کانپتے ہیں
حد ہے یہ حضرتِ جبریلؑ کے پر کانپتے ہیں

ایک اِک کر کے شقی ہونے لگے جب فی النار   تیغِ شبیرؑ نے لاشوں کے لگائے انبار
عمرِ سعد نے لشکر سے کہا یہ ناچار   سب کے سب ٹوٹ پڑو مل کے حسینؑ پر اکبار
حملہ کر کے سپہ شام کی شامت آئی
شہؑ نے اب تیغ جو کھینچی تو قیامت آئی

میسرہ میں کبھی لڑتے ہوئے در آئے حسینؑ   میمنہ میں کبھی اعدا کو نظر آئے حسینؑ
قلبِ لشکر میں کبھی آپ اُتر آئے حسینؑ   پل میں اُس سمت گئے پل میں اِدھر آئے حسینؑ
فوج میں وہ ہوئی بھگدڑ کے ستمگر بھاگے
چھوڑ کر تیغ و سپر رن سے دلاور بھاگے

در شان
حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

کمسنی میں خیر سے عباسؑ جب چلنے لگے
بڑھ رہی تھی ہر قدم کے ساتھ رفتارِ وفا

maablib.org

چند منتخب اشعار

کوئی عباسؑ کی عظمت دلِ شبیرؑ سے پوچھے
یہ آئینہ بتائے گا کہ عکسِ آئینہ کیا ہے

☆☆☆☆☆

اُٹھائے جب درِ عباسؑ پہ خلوص کے ساتھ
تو دونوں ہاتھ مرے بن گئے دُعا کے چراغ

☆☆☆☆☆

پیاسا دریا پہ ہے رہوار علمدارؑ کے ساتھ
با وفا ہوتا ہے جو بھی ہو وفادار کے ساتھ

☆☆☆☆☆

درِ عباسؑ پہ جا کر زباں سے مانگنا کیا ہے
یہ آقاؑ کو خبر ہے میرے دل کا مدعا کیا ہے

☆☆☆☆☆

محمدؐ سے علیؑ سے جعفرؑ طیار سے پوچھو
علمبردارِؑ شاہِؑ کربلا کا مرتبہ کیا ہے

☆☆☆☆☆

گر مرض ہے لا دوا جا روضۂ عباسؑ پہ
خود مرض بولے گا کیا دارالشفا کی شان ہے

منقبت۔۱

اطاعتِ شہِ مظلومِ کربلا کے چراغ
یہ کس نے خون سے روشن کیے وفا کے چراغ

درِ وفا سے بنا لایا لَو لگا کے چراغ
جلاؤ شوق سے محفل میں اب وِلا کے چراغ

پَرکھ لیا شہِ والا نے جو بُجھا کے چراغ
تو حشر تک کے لئے جل اُٹھے وفا کے چراغ

جہاں حسینؑ اُٹھے گھر کے سب لٹا کے چراغ
وہیں سے جلنے لگے نامِ کبریا کے چراغ

وفا کی بزم میں عباسؑ اور ابو طالبؑ
وہؑ ابتدا کے ہیں اور یہؑ ہیں انتہا کے چراغ

خود اپنے ہاتھوں کی مشعل بنا کے مقتل میں
جلا دئے ہیں وفادار نے وفا کے چراغ

مری لحد میں کرو ایسے تیرگی کا علاج
جلا دو خاکِ شفا سے وہاں بنا کے چراغ

☆

یہ منقبت نہیں ہاتھوں میں، روشنی کے لئے
میں آگیا ہوں سرِ بزم اِک اُٹھا کے چراغ

جلا تھا جو کٹے ہاتھوں سے بر سرِ مقتل
اُسی چراغ سے جلتے ہیں اب وفا کے چراغ

ہوائے ظلم چلاتے ہیں اہلِ ظلم مگر
ہوائے ظلم بجھائے گی کیا بقا کے چراغ

تمام ذہن کے گوشوں میں روشنی پھیلی
جلے ہیں طاقِ سماعت پہ جب ثنا کے چراغ

لگا کے لَو درِ عباسؑ با وفا سے میں
چلا ہوں مدح کے کشکول کو بنا کے چراغ

کہو یہ ظلم کی آندھی چلانے والوں سے
کہ اُن سے بجھ نہ سکیں گے کبھی بقا کے چراغ

یہ اور بات قلم ہوگئے ہیں اُس کے ہاتھ
مگر جلا تو دیئے اس نے اِرتقا کے چراغ

☆

بتا رہے ہیں پتہ وہ وفا کی منزل کا
جو رہگزر میں بنے ہیں نقوشِ پا کے چراغ

اُٹھائے جب درِ عباسؑ پر خلوص کے ساتھ
تو دونوں ہاتھ مرے بن گئے دُعا کے چراغ

جلا گئیں ہیں سرِ شام خواہرِؑ عباسؑ
کوئی بجھائے گا کیا ذکرِ کربلا کے چراغ

بہت تلاش تھی ہم کو وفا کی منزل کی
دکھایا راستہ عباسؑ نے دِکھا کے چراغ

بُریدہ ہاتھوں نے جو سر بلند رکھا تھا
اُسی علَم سے تو روشن ہیں اِرتقا کے چراغ

وہ صرف لشکرِ عباسؑ کے سپاہی تھے
جلا رہے تھے جو آندھی کی زد پہ آ کے چراغ

بنا ہے مہلتِ یک شب کو یہ سفیرِ حسینؑ
جلا رہا ہے سفارت کی انتہا کے چراغ

☆

ہوائے ظلمِ یزیدی چلاؤ لاکھ مگر
نہ بجھ سکیں گے کبھی مجلسِ عزا کے چراغ

جلالِ خواہرِؑ عباسؑ دیکھتے جاؤ
بجھا رہی ہیں سرِ شام اشقیاء کے چراغ

اندھیرا شام کا مٹنے لگا کہ جب قمؔر
چلے چراغِ شہِؑ دیں سے سب جلا کے چراغ

☆☆☆☆☆

کوثر کی حد

وہ صبر و شکر کے جوہر عجب دکھا کے چلے
رہِ وفا میں چراغِ وفا جلا کے چلے
اگرچہ نہر سے پیاسے پھرے مگر عباسؑ
لبِ فرات سے کوثر کی حد ملا کے چلے

☆☆☆☆☆

منقبت۔۲

مفہوم جب جہان نے مبہم بنادیا
عباسؑ نے وفا کو مجسّم بنا دیا

قطعہ بند

حیدرؑ کی تربیت نے علمدارؑ شاہؑ کو
کرب و بلا کے دشت کا ضیغم بنا دیا

خیمے ہٹاؤ گھاٹ سے اُس حکمِ ظلم نے
عباسؑ کے مزاج کو برہم بنا دیا

پانی پہ جنگ ہو نہ کہیں شہؑ نے اس لئے
تاریخِ صبر و ضبط کو محکم بنا دیا

برہم بہت تھے حضرتِ عباسؑ، شاہؑ نے
شعلے پہ ہاتھ رکھا تو شبنم بنا دیا

☆☆☆☆☆

خاتم بنا کے صبر کا حق نے حسینؑ کو
عباسؑ کو نگینۂ خاتم بنا دیا

داخل نہ ہو سکے گا کوئی جس میں بے وفا
عباسؑ نے وفا کا وہ عالم بنا دیا

☆

عباسؑ! یوں تو گزرے علمدار ہیں بہت
آخر میں حق نے تم کو مقدم بنا دیا

اِس میں جریؑ کے ہاتھ تو کام آگئے مگر
اُس نے وفا کے قصر کو محکم بنا دیا

نکلا جو چاند خانۂ اُم البنینؑ سے
اُس نے چراغِ ظلم کو مدھم بنا دیا

عباسؑ کے عَلم کی ہَوا کو حسینؑ نے
زخمِ غمِ حیات کا مرہم بنا دیا

عباسؑ کو ہے ناز کہ خالق کے شیر نے
مجھ کو غلامِ سیدِؑ عالم بنا دیا

زینبؑ نے بعدِ حضرت عباسِؑ نامدار
اپنی ردا کو دین کا پرچم بنا دیا

میں نے بھی کر لیا غمِ عباسؑ سے علاج
دنیا نے زندگی کو جو پُرغم بنا دیا

☆

سالارِ فوجِ شاہؑ نے ساری سپاہ کو
رازِ وفائے شاہؑ کا محرم بنا دیا

عباسؑ کے کٹے ہوئے ہاتھوں کی یاد میں
چھاتی پہ ہاتھ مار کے ماتم بنا دیا

یہ خاص مجھ پہ بابؑ الحوائج کا فیض ہے
پیہم بگڑتے کام کو پیہم بنا دیا

چھوٹی سی ایک فوج کو حیدرؑ کے شیرؑ نے
کرب و بلا میں کتنا منظم بنا دیا

پیہم عَلم کے سائے میں بنتِؑ رسولؐ نے
ہم کو شریکِ مجلسِ و ماتم بنا دیا

مانگی عَلم جو تھام کے عباسؑ سے دُعا
بگڑے ہوئے نصیب کو یکدم بنا دیا

ہابیل کا عَلم رکھا غازی نے یوں بلند
گویا کہ خود کو نازشِ آدمؑ بنا دیا

☆

بازو نہ جس کے تھے میں ثنا اُس کی کر گیا
روح الامیں کو حق نے جو ہمدم بنا دیا

پانی گرا جو مشک کا ساحل کے آس پاس
غازیؑ نے اپنی آنکھوں کو پُر نم بنا دیا

عباسؑ کو بنایا علیؑ کربلا کا پھر
شہؑ کو نبیؐ مثال مکرّم بنا دیا

قمر رہِ غزل میں بھی کچھ کم نہ تھا مگر
اب راہِ منقبت نے معظم بنا دیا

وفا کیا ہے

کیا خبر اس کو کربلا کیا ہے
مقصدِ سبطِ مصطفےٰؐ کیا ہے
جس کو عباسؑ سے نہیں الفت
وہ نہیں جانتا وفا کیا ہے

☆☆☆☆☆

منقبت۔۳

ایسے عباسؑ ہیں پیہم شہِؑ ابرار کے ساتھ
جس طرح سایۂ دیوار ہو دیوار کے ساتھ

ہے علمدارؑ کو جو ربط علمدارؑ کے ساتھ
نامِ عباسؑ لیا جعفرِ طیّارؓ کے ساتھ

ذکرِ عباسؑ نہ کرنا کبھی اغیار کے ساتھ
پھول کا ذکر نہیں خوب کسی خار کے ساتھ

پیاسا دریا پہ ہے رہوار علمدارؑ کے ساتھ
با وفا ہوتا ہے جو بھی ہو وفادار کے ساتھ

شکلِ عباسؑ میں حیدرؑ کا ہے نقشِ ثانی
رکھ کے خود دیکھ لو کردار کو کردار کے ساتھ

جنگِ صفّین میں عباسؑ و علیؑ کو دیکھو
ایک کرّار نظر آتا ہے کرّار کے ساتھ

کاٹ تلوار کی ہوتی ہے بڑی چیز مگر
ہاتھ درکار ہے میدان میں تلوار کے ساتھ

☆

ضیغمِ شیرِ خدا نے جو اٹھائی شمشیر
دل لرزنے لگے تلوار کی جھنکار کے ساتھ

اِک علم ایسے اُٹھایا کہ ہمیشہ کے لئے
وہ عَلم ہو گیا مخصوص علمدارؑ کے ساتھ

مشک، سقائی، عَلم، تشنہ لبی اور دریا
کتنے آثار وفا کے ہیں وفادار کے ساتھ

آپؑ آجائیں مرے سامنے اور اے آقاؑ
موت آجائے مجھے آپؑ کے دیدار کے ساتھ

جتنے اربابِ محبت ہیں بھری محفل میں
ذکر کرتے ہیں وفا کا ترے اذکار کے ساتھ

دل کے پردے پہ اترتی ہے وفا کی تصویر
مدحِ عباسؑ میں خود رفعتِ افکار کے ساتھ

خواب میں دیکھ کے ممدوحؑ کی صورت کل شب
میں بھی بیدار ہوا طالعِ بیدار کے ساتھ

☆

بن گئے حضرتِ عباسؑ سفیرِ شبیرؑ
رابطہ جب بھی ہوا لشکرِ اشرار کے ساتھ

چشمِ تاریخ نے عباسؑ کو جب بھی دیکھا
عزمِ حیدرؑ بھی ملا جرأتِ اظہار کے ساتھ

بعدِ عاشور یہ دنیا کی نظر نے دیکھا
سر بلندی پہ رہا عظمتِ کردار کے ساتھ

جنگِ صفین میں سرکوبیِ اعدا کے لئے
یہ بھی کرّار چلا حیدرؑ کرّار کے ساتھ

پیشِ شبیرؑ جریؑ بہرِ اجازت آیا
گود میں لے کے سکینہؑ کو بڑے پیار کے ساتھ

گفتگو میں بھی ہے یہ پاسِ ادب آقاؑ کا
پھول کھلتے ہیں وفا کے لبِ اظہار کے ساتھ

مدحِ عباسؑ میں تحریر کئے ہیں میں نے
جب تو ہے بوئے وفا بھی مرے اشعار کے ساتھ

☆

بارشِ لطف و کرم باب الحوائجؑ سے ہوئی
رحمتِ حق بھی رہی اُنؑ کے طلبگار کے ساتھ

لالچ، اعدا نے بہت دی تو جریؑ کو لیکن
انؑ کا انکار تھا شبیرؑ کے انکار کے ساتھ

ہوں علمدارؑ کا ادنیٰ سا غلام اے قیصرؔ
ہے یقیں خلد میں جاؤں گا علمدارؑ کے ساتھ

☆☆☆☆☆

عباسؑ اور علیؑ

عباسؑ اور علیؑ کی فضیلت میں فرق کیا
مقصد جہادِ حق میں تو دونوں کا ایک تھا
حیدرؑ نے فتح گر کیا خیبر کا معرکا
عباسؑ نے فُرات کو قبضے میں کر لیا
خیبر کشاؑ نے مالِ غنیمت لیا نہیں
اور اِس جریؑ نے نہر سے پانی پیا نہیں

☆☆☆☆☆

☆

منقبت۔۴

درِ عباسؑ پر جا کر زباں سے مانگنا کیا ہے
یہ آقاؑ کو خبر ہے میرے دل کا مُدّعا کیا ہے

کھلا ہے جب گُلِ عباسؑ آغوشِ امامت میں
ہوا احساس پھر دنیا کو خوشبوئے وفا کیا ہے

ابوطالبؑ سے تا عباسؑ دنیا دیکھتی جائے
وفا کی منزلت کیا ہے وفا کا سلسلہ کیا ہے

یہ پیشِ مادرِ شبیرؑ کھل جائے گا محشر میں
نمازِ مدحتِ عباسؑ پڑھنے کا صلہ کیا ہے

کوئی عباسؑ کی عظمت دلِ شبیرؑ سے پوچھے
یہ آئینہ بتائے گا کہ عکسِ آئینہ کیا ہے

ولائے حضرتِ عباسؑ جس انساں کے دل میں ہے
وہی انساں سمجھتا ہے کہ مفہومِ وفا کیا ہے

☆

فقیری میں مرا زادِ سفر ہے منقبت گوئی
مرے کشکولِ مدحت میں عقیدت کے سوا کیا ہے

لڑایا صبح سے تا عصر اِک چھوٹے سے لشکر کو
سپہ سالاریِ فوجِ شہیدِؑ کربلا کیا ہے

محمدؐ سے علیؑ سے جعفرِ طیارؓ سے پوچھو
علمبردارِؑ شاہِؑ کربلا کا مرتبہ کیا ہے

قطعہ بند

وہ تشنہ لب کبھی دریا نظر بھر کر نہ دیکھے گا
رہِ حق میں جسے ادراک ہے آبِ بقا کیا ہے

یہ کہہ کر تشنہ لب عباسؑ دریا سے چلے آئے
لبِ دریا سے تا بہ حوضِ کوثر فاصلہ کیا ہے

☆☆☆☆☆

اِدھر غازیؑ نے دم توڑا، اُدھر فرطِ مسرت سے
علیؑ نے خلد سے دیکھا کہ تاثیرِ دعا کیا ہے

ابو طالبؑ نے اور عباسؑ نے بتلا دیا قمؔر
وفا کی ابتدا کیا ہے وفا کی انتہا کیا ہے

منقبت۔۵

کیا سمجھ سکتا ہے کوئی زندگی عباسؑ کی
فاطمہؑ کے لعل کو ہے آگہی عباسؑ کی

خود بخود روشن مری چشمِ بصیرت ہوگئی
منقبت جب صفحۂ دل پر لکھی عباسؑ کی

دیکھ لی ماہِ بنی ہاشم کی صورت دیکھ لی
اب قلم لکھتا رہے گا روشنی عباسؑ کی

مستقل پانی ترستا ہے لبِ عباسؑ کو
ایک دریا بن گئی تشنہ لبی عباسؑ کی

تم کو دعویٰ ہے غلامیِ شۂِ ابرار کا
تم نے کیا دیکھی نہیں ہے زندگی عباسؑ کی

فکر کا پانی مری مشکِ سُخن میں بھر دیا
دیکھ تو اے دل ذرا دریا دلی عباسؑ کی

تربیت حیدرؑ نے کی تھی کربلا کے واسطے
آئینہ دارِ علیؑ تھی زندگی عباسؑ کی

☆

دیکھنا ماہِ بنی ہاشمؑ کی آمد دیکھنا
خانۂ حیدرؑ میں پھیلی چاندنی عباسؑ کی

پیشِ سبطِ مصطفےٰؐ عباسؑ کا سر خم رہا
طاعتِ شبیرؑ میں ہے بندگی عباسؑ کی

اپنے مستقبل کے آئینے پہ جاتی تھی نظر
شکل و صورت دیکھتے تھے جب علیؑ عباسؑ کی

وہ علمبردارِ لشکر وہ وفادارِ حسینؑ
دونوں رُخ سے دیدنی ہے زندگی عباسؑ کی

رہگزارِ عشق میں وہ باوفا انسان ہے
جس کو حاصل ہوگئی ہے پیروی عباسؑ کی

نہر پر قبضہ کیا تھا، نہر پر قبضہ رہا
حشر تک قائم رہے گی برتری عباسؑ کی

مشک سینے سے چُھپائی تھی فرس کی زین پر
مشک میں پانی نہیں تھا، جان تھی عباسؑ کی

☆

جب ہوئے عباسؑ رخصت، زینبؑ دلگیر نے
شاہؑ کی صورت کبھی دیکھی، کبھی عباسؑ کی

لاشۂ اکبرؑ اٹھاتے ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ
کس قدر محسوس ہوتی ہے کمی عباسؑ کی

میں بھی اے قمرؔ وفاداروں میں شامل ہوگیا
منقبت میں نے جو لکھی جیتے جی عباسؑ کی

☆☆☆☆☆

ہو بہ ہو حیدرِ کرارؑ

ثانیِ جعفرِؑ طیار نظر آتے ہیں
پیکرِ وفادار و علمدارؑ نظر آتے ہیں
دیکھ کر حضرتِ عباسؑ کو سب کہنے لگے
ہو بہ ہو حیدرِؑ کرّار نظر آتے ہیں

☆☆☆☆☆

منقبت۔۶

اطمینانِ قلبِ زینبؑ دمبدم عباسؑ ہیں
پاسبانِ حُرمتِ اہلِ حرم عباسؑ ہیں

اپنے باباؑ کی وصیت کا بھرم عباسؑ ہیں
مرتبہ دانِ امامِ ذی حشم عباسؑ ہیں

قطعہ بند

کہہ دیا جنتِ نبیؐ نے جب انہیں اپنا پسر
یوں سمجھئے مثلِ سلطانِؑ اُمم عباسؑ ہیں

ہاں مگر عباسؑ کہتے ہیں کہ آقا ہیں حسینؑ
ناز ہے جس کو غلامی پر وہ ہم عباسؑ ہیں

☆☆☆☆☆

ہے بہارِ خانۂ حق میں مدینے کی بہار
زینتِ آغوشِ مولودِ حرم عباسؑ ہیں

چومتے ہیں بازوئے عباسؑ کو یوں مرتضیٰؑ
دست و بازوئے شہنشاہِ اُمم عباسؑ ہیں

ہو گئے بازو قلم، لکھی وفا کی داستاں
سب قلمکاروں میں وہ اہلِ قلم عباسؑ ہیں

☆

عشق کی تاریخ میں مفہومِ سقائی لئے
تشنگی، دریا، وفا، مشک و علم، عباسؑ ہیں

مصطفےٰؐ کے ساتھ جیسے جنگ میں حیدرؑ رہے
یوں جہادِ حق میں شہؑ کے ہم قدم عباسؑ ہیں

آمد و شُد سانس کی ہے طاعتِ شبیرؑ میں
طاعتِ شبیرؑ میں یوں دمبدم عباسؑ ہیں

ایک قرآنِ وفا لکھنے کو اپنے خون سے
جس کے دریا پر ہوئے بازو قلم، عباسؑ ہیں

پھینک کر چلّو سے پانی بولے فوجِ شام سے
ساقیٔ کوثرؑ کے ہیں فرزند، ہم عباسؑ ہیں

خدمتِ شبیرؑ میں یہ اس قدر مصروف ہیں
بے نیازِ گردشِ درد و الم عباسؑ ہیں

متصل ہے شہؑ کی نظروں سے نظر عباسؑ کی
جنبشِ ابروئے شاہِ ذی حشم عباسؑ ہیں

☆

لوحِ دریا پر وفا لکھی، قلم بازو ہوئے
دیکھ لیجے عظمتِ لوح و قلم عباسؑ ہیں

شاہِ دیں کی فوج کی یہ مختصر تعریف ہے
شاہِ دیں کی فوج کا جاہ و حشم عباسؑ ہے

دونوں جانب سے مسلسل ہے عطا کا سلسلہ
عِلم کا در ہیں علیؑ بابِ کرم عباسؑ ہیں

آج بھی دنیا میں اونچا ہے عَلم عباسؑ کا
آج بھی نیر نگہبانِ علم عباسؑ ہیں

☆☆☆☆☆

ھوائے پرچمِ عباسؑ

جو لا علاج مرض ہو، یہ کام آج کرو
کہ خود کو حُسنِ عقیدت کا ہم مزاج کرو
پکارو حضرتِ عباسؑ اور یقین کے ساتھ
ھوائے پرچمِ عباسؑ سے علاج کرو

☆☆☆☆☆

منقبت ۔ ۷

حضرتِ شبیرؑ میں سب مصطفےٰؐ کی شان ہے
اور علیؑ کے شیرؑ میں شیرِ خدا کی شان ہے

ہے لقب بابُ الحوائج، ہل اتیٰ کی شان ہے
دستِ غازیؑ میں بھی دستِ کبریا کی شان ہے

حضرتِ عباسؑ میں جود و سخا کی شان ہے
کٹ گئے گو ہاتھ، پر عُقدہ کُشاؑ کی شان ہے

وہ وفا عمرانؑ کی تھی یہ وفا عباسؑ کی
ابتدا کی شان وہؑ، یہؑ انتہا کی شان ہے

یہ محمدؐ سے علیؑ سے جعفرؑ و حمزہؑ سے پوچھ
کیا علمبردارِ شاہِؑ کربلا کی شان ہے

جب قلم بازو ہوئے تو حضرتِ عباسؑ نے
کربلا کے دشت پر لکھی وفا کی شان ہے

گو کہ ہیں دستِ بُریدہ پھر بھی ہیں عُقدہ کُشاؑ
خادمِ سرورؑ میں سب مُشکل کُشاؑ کی شان ہے

☆

میرے خامے پر ہے یہ دستِ کرم عباسؑ کا
جس نے کاغذ پر لکھی شاہِ وفا کی شان ہے

گر مرض ہے لا دوا جا روضۂ عباسؑ پر
خود مرض بولے گا کیا دارالشفا کی شان ہے

روشنائی برسرِ قرطاس روشن ہوگئی
یہ تیری ماہِ بنی ہاشم ثنا کی شان ہے

قبر کے گوشے میں دیکھوں گا میں جا کر ایک دن
کیا مرے زیرِ کفن خاکِ شفا کی شان ہے

ہاتھ اپنا رکھ کے پنجے پر عَلَم کے دیکھ لو
بیعتِ سبطِؑ رسولؐ کبریا کی شان ہے

بازوئے سبطِؑ رسولؐ دو سرا میں دیکھیے
بازوئے محبوبِ ربِّ دو سرا کی شان ہے

کربلا میں جو لڑی غازیؑ نے اپنے نفس سے
کیا بتائے گا کوئی، کیا اُس وغا کی شان ہے

☆

جو بھی میرے پاس ہے نعت و سلام و مرثیہ
آپؑ کے دستِ کرم کی اور عطا کی شان ہے

جس کو اُلفت ہی نہیں ہے حضرتِ عباسؑ سے
دور اس انسان سے حُسنِ وفا کی شان ہے

حیدرِؑ کرّار سے پوچھو وہی بتلائیں گے
کیا جہاں میں خادمِ شاہِؑ ہدا کی شان ہے

چہرۂ اہلِ حرم پر کربلا کے دشت میں
بازوئے شبیرؑ سے شرم و حیا کی شان ہے

حضرتِ عباسِؑ غازی کا ہوں شاعر اس لئے
فطرتاً مجھ میں بھی اے قمرؔ وفا کی شان ہے

☆☆☆☆☆

کرّارؑ

لشکرِ شبیرؑ کا سالار ہے
ہو بہ ہو یہ جعفرِ طیارؑ ہے
دیکھ کر عباسؑ کو بولے مَلک
ہے پسرؑ کرّارؑ کا، کرّارؑ ہے

منقبت۔۸

صورتِ عباسؑ میں پائے جو انوارِ وفا
تب کہیں ممکن ہوا دنیا میں دیدارِ وفا

ذہن میں یکجا کئے کس نے یہ افکارِ وفا
جو سرِ قرطاس اُترے بن کے اشعارِ وفا

جب بُجھا کر پھر جلائی شمعِ اقرارِ وفا
تھے جہاں پہلے وہیں تھے سب پرستارِ وفا

اُس نے سر انجام جب قمرؔ دیا کارِ وفا
ہاتھ ہی کٹوا دئے ایسا تھا معمارِ وفا

جاگزیں ہے جس کے دل میں بھی وِلا عباسؑ کی
زیب دیتی ہے اُسی کے لب پہ گفتارِ وفا

روضۂ عباسؑ کی جانب وہ کیوں آتے نہیں
در بہ در پھرتے ہیں کیوں آخر طلبگارِ وفا

خانۂ حیدرؑ میں اُترا ہے بنی ہاشم کا چاندؑ
دور تک پھیلے نظر آتے ہیں انوارِ وفا

☆

آج مے مشکِ سُخن کی رات بھر پیتے رہے
اوک سے بزمِ وِلا میں سارے میخوارِ وفا

کوئی دشمن آ نہیں سکتا سوئے سبطِؑ رسولؐ
ہے حصارِ حضرتِ عباسؑ دیوارِ وفا

خدمتِ شہؑ میں قلم ہو کر بلندی پا گئے
بازوئے عباسؑ غازی ہیں کہ مینارِ وفا

ہو نہیں سکتے جُدا تجھ سے کبھی مشک و عَلم
تُو ہے سقائے سکینہؑ تُو علمدارِ وفا

مشک، پانی، پیاس، سقائی، علمداری، عَلم
ہوں جہاں یکجا وہاں ہوتے ہیں آثارِ وفا

خون میں عمرانؑ کے رنگِ وفا شامل جو تھا
بن گیا غازیؑ کی صورت میں وہ کردارِ وفا

ہاں مجھے عباسؑ کے دارالشفا لے جایئے
میں ہوں بیمارِ مودّت، میں ہوں بیمارِ وفا

☆

یہ دلِ عباسؑ سے پوچھو، کوئی آساں نہ تھی
نفس سے عباسؑ کی تادیرِ پیکارِ وفا

یاد اُن کو جب رہِ الفت کی مُشکل میں کیا
خود مری امداد کو آ پہنچے سرکارِ وفا

منکرِ حکمِ خدا جو ہیں مُنافق ہیں وہ سب
لب پہ اقرارِ وفا ہے دل میں انکارِ وفا

کمسنی میں خیر سے عباسؑ جب چلنے لگے
بڑھ رہی تھی ہر قدم کے ساتھ رفتارِ وفا

دشت میں بڑھتا چلا جاتا ہے بے تیغ و سِپَر
ضیغمِ حیدرؑ، علمبردار، کرّارِ وفا

اب نہیں جرأت کسی میں نہر پر قبضہ کرے
سو رہا ہے نہر کے ساحل پہ سردارِ وفا

کٹ تو سکتے ہیں وفاداروں کے سر میدان میں
سر سے لیکن گر نہیں سکتی ہے دستارِ وفا

مشک سے پانی گرا پانی پہ خوں عباسؑ کا
تب ہوا سیراب یوں نیّر یہ گلزارِ وفا

☆☆☆☆☆

وفا کے معنی و مفہوم

رہِ خلوص زمانے میں کون دکھلاتا
کوئی نہ منزلِ ادراک و آگہی پاتا
نہ آتے حضرتِ عباسؑ گر زمانے میں
وفا کے معنی و مفہوم کون سمجھاتا

☆☆☆☆☆

سائے میں چلنا چاہیئے

کھا کے ٹھوکر وقت کی خود ہی سنبھلنا چاہیئے
گردشِ تقدیر کا یوں رُخ بدلنا چاہیئے
لازمی ہے گرمیِ محشر سے بچنے کے لئے
پرچمِ عباسؑ کے سائے میں چلنا چاہیئے

☆☆☆☆☆

منقبت۔۹

خیالِ تشنگی شہؑ ہے فکرِ آب نہیں
وفائے حضرتِ عباسؑ کا جواب نہیں

فلک پہ جیسے کوئی اور آفتاب نہیں
زمیں پہ ایسے علمدارؑ کا جواب نہیں

نظر میں جس کے رہِ ابنِ بوترابؑ نہیں
تو اُس کے پاس وفا کا کوئی نصاب نہیں

کتابِ حق کے مقابل کوئی کتاب نہیں
وفا کے باب میں عباسؑ کا جواب نہیں

بجُز جنابِ علمدارِ سبطِؑ پیغمبرؐ
جہاں میں اور کوئی شیرِ بوترابؑ نہیں

ولائے حضرتِ عباسؑ ہو نہ دل میں اگر
تو لاکھ کیجئے عبادت کوئی ثواب نہیں

ملا ہے بابؑ الحوائج کے فیض سے کیا کیا
عطائے حضرتِ عباسؑ کا حساب نہیں

☆

قلم جو ہوگئے بازو تو خون سے لکھی
کہ اس سے بڑھ کے وفا کی کوئی کتاب نہیں

ہماری مشکِ سُخن میں کرم ہے غازیؑ کے
مئے وِلا کے علاوہ کوئی شراب نہیں

شباب پر جو یہ آئی ہے محفلِ میلاد
بتاؤ کیا یہ سُخن کا مرے شباب نہیں

علیؑ کے باغ میں ایسے ہے اِک گُلِ عباسؑ
چمن میں جیسے کوئی صورتِ گلاب نہیں

مئے وِلا ہے چھلکتی ہماری آنکھوں سے
نظر کے سامنے اب دور تک سراب نہیں

نہ اُترا ہو بنی ہاشم کا چاند جس میں کبھی
وہ آنکھ آنکھ نہیں ہے وہ خواب خواب نہیں

وِلائے حضرتِ عباسؑ کے بغیر تو دل
وہ آئینہ ہے کہیں جس میں آب و تاب نہیں

☆

وفا کی منزلِ آخر پہ آگئے عباسؑ
نظر کے سامنے اب کوئی انتخاب نہیں

مزاج میں کبھی شامل وفا نہیں ہوگی
علیؑ کے لال سے ہستی جو فیضیاب نہیں

زمین پر بنی ہاشم کا چاندؑ جتنا ہے
فلک پہ اُتنا منوّر تو ماہتاب نہیں

مدینہ ہیں ابوطالبؑ وفا کا در عباسؑ
کہ ایسا شہر نہیں اور ایسا باب نہیں

سوائے حضرتِ عباسؑ کے زمانے میں
کسی کو زیب علمدارؑ کا خطاب نہیں

عَلم کے سائے میں محشر کے دن میں اُٹھوں گا
عَلم کے سائے میں ممکن کوئی عذاب نہیں

جہاں میں ہے بنی ہاشمؑ کے چاندؑ کی آمد
وہ نور ہے کہ ہمیں دیکھنے کی تاب نہیں

☆

ولائے حضرتِ عباسؑ ہے مرے دل میں
خدا کا شکر مرے دل کو اضطراب نہیں

ابوترابؑ کے فرزندؑ کا کرم دیکھو
کہ کنجِ قبر میں مٹی مری خراب نہیں

رواں ہے گھاٹ کی جانب ابوترابؑ کا شیر
جو اس کو روک دے اتنی کسی میں تاب نہیں

سمجھ رہا ہے زمانہ کہ لڑ رہے ہیں علیؑ
جو نہروان میں غازیؑ یہ بے نقاب نہیں

حسینؑ آقا ہیں عباسؑ خادمِ شبیرؑ
وہ نسبتیں ہیں یہ جن کا کوئی جواب نہیں

یہ کس نے مشکِ سخن میں بھرا ہے آبِ حیات
کہ میری فکر کو اب حاجتِ سحاب نہیں

لگا لیا ہے علمدارؑ نے گلے بڑھ کر
کہ حرؑ کے بھائی کی قسمت میں اب عتاب نہیں

☆

جہادِ نفس ہے شبیرؑ کی اطاعت میں
کہ رن میں ضیغمِ حیدرؑ کو اضطراب نہیں

وفا، اطاعت و سقائی اور علمداری
وہ شے بتاؤ جو غازی میں لاجواب نہیں

ہے خاک شاعری اُس کی کہ جس کو اے قمرؔ
شعورِ منقبتِ شبرؑ بوترابؑ نہیں

☆☆☆☆☆

نامِ نامی

بھوک کا جس کو، نہ جسکو پیاس کا احساس ہے
صرف دینِ خالقِ اکبر کا ہر دم پاس ہے
داستاں لکھی وفا کی جب ہوئے بازو قلم
اُس جریؑ کا نامِ نامی حضرتِ عباسؑ ہے

☆☆☆☆☆

در مدح
صلوٰۃ اللہ علیہا

جنابِ زینب

شام تک کربلا کو لے آئیں
وجہِ تکمیلِ کربلا زینبؑ

maablib.org

چند منتخب اشعار

☆

جس جگہ پر مجلسِ شہؑ کی بِنا ڈالی گئی
مرکزِ تبلیغِ دینِ حق وہی زندان ہے

☆

نقوشِ پائے زینبؑ ہیں جہاں تک
وہاں تک کربلا کا سلسلہ ہے

☆

وہ آسمانِ شہادت پہ، فرشِ صبر پہ یہ
حسینؑ چاند ہے زہراؑ کا، چاندنی زینبؑ

☆

امیرِ شام کا دربار ہے کہ بزمِ عزا
بڑے خلوص سے کرتی ہیں ذاکری زینبؑ

☆

زینبؑ بتولِ کرب وبلا لا کلام ہے
شبیرؑ کربلا کے محمدؐ کا نام ہے

منقبت ۔ ا

ناصرِ سبطِؑ مصطفےٰؐ زینبؑ
اپنے بھائیؑ پہ ہے فِدا زینبؑ

قطعہ بند

آپؑ نے ذکرِ شہؑ کیا زینبؑ
یوں دیے سے دیا جلا زینبؑ

آپؑ کے فیض ہی سے ہوتی ہے
جا بجا مجلسِ عزا زینبؑ

☆☆☆☆☆

بعدِ شبیرؑ آپؑ ہی تو بنیں
سہمے بچوں کا آسرا زینبؑ

دِل دکھوں، آؤ بزمِ زینبؑ میں
دِل دکھوں کی ہیں رہنما زینبؑ

ہر قدم پہ دکھائی دیتی ہیں
پیکرِ صبرِ سیّدا زینبؑ

قطعہ بند

تیرے خطبوں سے ہورہا ہے عیاں
لہجۂ نُطقِ مرتضیٰؑ زینبؑ

☆

تیری للکار حشر ساماں تھی
قصرِ باطل ہلا دیا زینبؑ

قطعہ بند

ابتدا کربلا کی ہیں شبیرؑ
کربلا کی ہیں انتہا زینبؑ

شام تک کربلا کو لے آئیں
وجہِ تکمیلِ کربلا زینبؑ

آئینہ زندگی ہے زہراؑ کی
آئینے کا ہیں آئینہ زینبؑ

بن گئے ہیں چراغ منزل کے
آپؑ کے جو ہیں نقشِ پا زینبؑ

آپؑ سے تا بہ شام قائم ہے
اعتبارِ شہِ ہدا زینبؑ

تیرے پیکر میں جاگ اٹھی ہے
سیرتِ بنتِ مصطفےٰؐ زینبؑ

☆

کربلا جس میں آئی صاف نظر
شام میں ایسا آئینہ زینبؑ

آپؑ قرآنِ صبر و ہمّت ہیں
آپؑ کی ہوگی کیا ثنا زینبؑ

آپؑ نے سب پہ کردیا روشن
مقصدِ شاہِؑ کربلا زینبؑ

آج بھی شام اور کوفے میں
گونجتی ہے تری صدا زینبؑ

بھائی کا غم لگا کے سینے سے
تُو نے ہر غم بُھلا دیا زینبؑ

کوئی لیتا نہیں ہے نام یزیدؔ لعین
آپؑ نے دی ہے وہ سزا زینبؑ

کر کے بیٹوں کو بھائیؑ پر قرباں
فرضِ خواہر ادا کیا زینبؑ

صبر کی شمع بجھ نہیں سکتی
فیض ہے یہ بھی آپ کا زینبؑ

غم ہزاروں ہیں اور صبح و مسا
کر رہی ہیں خدا خدا زینبؑ

کشتیِ دینِ مصطفےٰؐ کے لئے
بادباں آپ کی روا زینبؑ

ساری دنیا تباہ ہو جاتی
آپ کرتیں جو بد دُعا زینبؑ

جلتے خیموں سے آ رہی ہے صدا
ہیں امامتؑ کا آسرا زینبؑ

تم نے درد و الم کے طوفاں میں
ہم کو جینا سکھا دیا زینبؑ

معرکہ کربلا کا بعدِ حسینؑ
شام میں جا کے سر کیا زینبؑ

☆

آپؑ کے در پہ جا کے قمرؔ نے
اپنا کشکول بھر لیا زینبؑ

جنابِ زینبؑ

لہجۂ فاتحِؑ خیبر میں خطابِ زینبؑ
کہیں ملتا نہیں ڈھونڈے سے جوابِ زینبؑ
مشورہ کرتے تھے زینبؑ سے امامِؑ معصوم
ایسی معصومہؑ ہیں دنیا میں جنابِ زینبؑ

☆☆☆☆☆

قیام زینبؑ کا

بہت اہم ہے زمانے میں کام زینبؑ کا
پیامِ مقصدِ شہؑ ہے پیام زینبؑ کا
وہاں وہاں پہ نظر آئی کربلا سب کو
جہاں جہاں بھی ہوا ہے قیام زینبؑ کا

شام میں لانے والی

شام میں عِلم کی قندیل جلانے والی
مقصدِ حضرتِ شبیرؑ بتانے والی
کربلا، کرب و بلا ہی میں مقید ہوتی
ہوتی زینبؑ نہ اگر شام میں لانے والی

منقبت۔۲

زینبؑ بتولِؑ کرب و بلا لاکلام ہے
شبیرؑ کربلا کے محمدؐ کا نام ہے

واقف تمام خلقتِ بازارِ شام ہے
زینبؑ کے ساتھ کرب و بلا کا نظام ہے

جو مدح خوانِ زینبؑ عالی مقام ہے
اس کے لئے تو نارِ جہنم حرام ہے

شبیرؑ کون فاتحِ میدانِ کربلا
زینبؑ ہے کون فاتحِ دربارِ شام ہے

قطعہ بند

*قیصر کو ڈھونڈتی ہیں نگاہیں کہاں ہیں وہ
محفل وہی ہے اور وہی انتظام ہے

آئی ندا کہ خلد میں زینبؑ کی بزم میں
وہ ذاکرِ حسینِ علیہ السلام ہے

☆☆☆☆☆

شبیرؑ ہو بہ ہو ہیں جو تصویرِ مصطفےٰؐ
زینبؑ شبیہِ بنتِ نبیؐ لا کلام ہے

*قیصر بارہوی

☆

پڑھیے درود لاکھوں حبیبِ حسینؑ پر
زینبؑ نے اُس فقیہہ کو بھیجا سلام ہے

تیغِ علیؑ کی زد پہ ہے گویا امیرِ شام
زینبؑ علیؑ کے لہجے میں یوں ہم کلام ہے

جنّت ہے کتنی دور ذرا جا کے دیکھیے
زینبؑ کے آستانے سے دو چار گام ہے

کردی چراغِ ذکرِ حسینؑ سے روشنی
یہ تیرگیِ شام میں زینبؑ کا کام ہے

اے کربلا! محافظِ دینِ رسولؐ حق
بعدِ حسینؑ زینبؑ عالی مقام ہے

اُڑ کر یہ خاک کیوں نہیں چادر بنے کہ جب
زینبؑ ابوترابؑ کی بیٹی کا نام ہے

جلتے ہوئے خیام سے دربارِ شام تک
زینبؑ قدم قدم پہ حِصارِ امامؑ ہے

☆

واں سے طلوع ہوتا ہے خورشیدِ کربلا
زینبؑ کا راستے میں جہاں پر قیام ہے

میری بساطِ فن پہ نہیں ہے کوئی بساط
زینبؑ کا فیض ہے جو لکھا یہ کلام ہے

ہے مقصدِ حسینؑ جو زینبؑ کے سامنے
زینبؑ کو کربلا کی اشاعت سے کام ہے

اے شاہزادیؑ پیاس بجھانے کو آپؑ کی
آنکھوں میں آنسوؤں کا چھلکتا یہ جام ہے

کوئی مٹا سکا نہ مٹا پائے حشر تک
زینبؑ سے کربلا کو یہ حاصل دوام ہے

نوحہ، سلام، مرثیہ، نیّر بچشمِ نم
لکھا بہ فیضِ زینبؑ عالی مقام ہے

یوں اپنی زندگی پہ ہے نیّر مجھے بھی ناز
میں ہوں غلام اُس کا جو اُنؑ کا غلام ہے

منقبت۔۳

کبھی حسینؑ کبھی فاطمہؑ کبھی زینبؑ
جہاں پہ جیسی ضرورت تھی بن گئی زینبؑ

تڑپ تڑپ کے گزرتی ہے زندگی زینبؑ
ہمیں بھی دیجئے اب اذنِ حاضری زینبؑ

چراغِ مقصدِ سرورؑ کی روشنی زینبؑ
دیارِ شام میں ظلمت کی موت تھی زینبؑ

تمہارا نام لیا اور ہم نے دنیا سے
بساطِ گردشِ دوراں لپیٹ دی زینبؑ

ثنا حسینؑ کی لکھنا بہت ہی مُشکل تھی
لکھائی آپؑ نے مجھ کو تو پھر لکھی زینبؑ

عمل وہ تیرا کہ قائم رہے گی محشر تک
حسینیّت کے چراغوں کی زندگی زینبؑ

وہ آسمانِ شہادت پہ، فرشِ صبر پہ یہ
حسینؑ چاند ہے زہراؑ کا چاندنی زینبؑ

☆

بڑھا رہی ہے مسلسل حسینؑ آپ کے بعد
خدا کے دین کے گلشن کی تازگی زینبؑ

ثنائے فاطمہؑ زہراؑ دکھائی دیتی ہے
اگرچہ لکھتا ہوں مدحت میں آپؑ کی زینبؑ

دیارِ شام میں پھیلا رہی ہے ہر جانب
چراغ مقصدِ سرورؑ کی روشنی زینبؑ

امیرِؔ شام کا دربار ہے کہ بزمِ عزا
بڑے خلوص سے کرتی ہیں ذاکری زینبؑ

یزیدیت کے مقاصد کی موت بن کے چلیں
حسینیت کے مقاصد کی زندگی زینبؑ

بساطِ فن پہ تو میری بساط کچھ بھی نہیں
تمھارے فیض و کرم سے ہے شاعری زینبؑ

بہ فیضِ ذکرِ غمِ شاہِ کربلا ہم کو
حیات آپؑ نے بخشی ہے دائمی زینبؑ

☆

مزا سلونی کا آتا ہے بر سرِ دربار
تری زبان ہے اور لہجۂ علی زینبؑ

چراغِ مقصدِ شبیرؑ ضوفشاں کر کے
دکھا رہی ہیں رہِ علم و آگہی زینبؑ

نبیؐ کی بیٹیؑ ہو تم، اور تمہارے ہوتے ہوئے
کسی بھی چیز کی کیوں ہم کو ہو کمی زینبؑ

ہر اِک بشر کو عبادت کا درس دیتی ہے
نمازِ شب سے بھی تیری بندگی زینبؑ

اُلٹ کے آئی ہے دربارِ شام خطبوں سے
جنابِ فاطمہؑ زہرا کی لاڈلی زینبؑ

ہمارے دل کا دھڑکنا ہمیں بتاتا ہے
کہ سانس آپؑ کی مدحت سے ہے جڑی زینبؑ

زباں کی تیغ سے دربارِ شام میں تُو نے
نقاب چہرۂ باطل سے کھینچ لی زینبؑ

☆

جناں کے پھولوں سے مہکی ہے زندگی اپنی
جو سانس بزمِ موّدت میں ہم نے لی زینبؑ

نگاہیں مقصدِ شبیرؑ پر جمائے ہوئے
چلیں مدینے سے نیرّ خوشی خوشی زینبؑ

☆☆☆☆☆

استقبال

مرثیہ ہے، منقبت ہے، نعت کا دیوان ہے
راہیِ مُلکِ عدم کب بے سر و سامان ہے
میں ہوں نیرّ بنتِ خاتونِ جناں کا مدح گو
میرے استقبال کو فردوس میں رضوان ہے

☆☆☆☆☆

حق کو پابندِ رسن

بند خوشبوئے چمن کوئی نہیں کر سکتا
قید سورج کی کرن کوئی نہیں کر سکتا
یہ تو زینبؑ نے بتایا ہے عمل سے اپنے
حق کو پابندِ رسن کوئی نہیں کر سکتا

☆☆☆☆☆

منقبت ۔۴

مسلسل مدحِ زینبؑ کر رہا ہے
قلم کاغذ پہ چل کر کب رُکا ہے

جہاں تک بنتِ زہراؑ کی صدا ہے
وہاں تک دینِ ختمِ الانبیاءؐ ہے

بپا گھر گھر جو یہ بزمِ عزا ہے
علیؑ کی لاڈلیؑ کا معجزا ہے

درِ زینبؑ سے حق نے سب دیا ہے
عطا کا سلسلہ بالواسطہ ہے

قدم زینبؑ نے جس پر رکھ دیا ہے
وہ مٹی تو نہیں ہے کیمیا ہے

لبوں پر بنتِ زہراؑ کی ثنا ہے
بدن سے سانس کا رشتہ مُجوا ہے

☆

کیا ہے مشورہ سرورؐ نے جس سے
یہ وہ معصوم بنتِ مصطفےٰؐ ہے

سرِ دربارِ شام اِک با حیا سے
چراغِ ذکرِ سرورؐ جل رہا ہے

چلیں جس راستے پر بنتِ زہراؑ
اُسی رستے پہ دینِ حق چلا ہے

سجی ہے محفلِ میلادِ زینبؑ
عبادت میں یہ سارا رتجگا ہے

نقوشِ پائے زینبؑ ہیں جہاں تک
وہاں تک کربلا کا سلسلہ ہے

ثنائے بنتِؑ زہراؑ کرتے کرتے
تلاوت کا مزا آنے لگا ہے

☆

قدم آہستہ رکھو کربلا میں
نبیؐ کا لال پیاسا سو رہا ہے

ثباتِ پائے زینبؑ ہیں جہاں پر
وہاں ظالم کو چکّر آ رہا ہے

بپے مدحت ہوئی لفظوں کی بارش
مرے فن کا دریچہ کیا کُھلا ہے

علیؑ کی شیر دل بیٹی ہے زینبؑ
جو اپنے وقت کی مشکل کُشاؑ ہے

بسا کے اپنے دل میں یادِ زینبؑ
بشر طوفانِ غم سے کھیلتا ہے

جو بی بیؑ ہے رسن بستہ اُسی سے
طلوعِ مہرِ آزادی ہوا ہے

جنابِ ثانیِ زہراؑ کے دم سے
حقیقت یہ ہے زندہ کربلا ہے

☆

ہواؤں نے چھپا رکھا ہے منہ کو
چراغِ مدحِ زینبؑ جل رہا ہے

جہاں بھی ذکرِ زینبؑ ہے وہاں پر
ضمیرِ آدمیت جاگتا ہے

قلم کی دو زبانوں پر مسلسل
خدا کی حمد زینبؑ کی ثنا ہے

سرِ دربار وہ زینبؑ کا خطبہ
لب و لہجہ علیؑ کا بولتا ہے

جو گزرا مدحتِ بنتِ علیؑ میں
وہ اِک لمحہ بہت ہی کام کا ہے

سند جنّت کی ہے وہ میرے حق میں
قلم جو مدحِ زینبؑ کر رہا ہے

تقابُل زینبؑ و زہراؑ کا کیا ہو
وہ بیٹیؑ ہے جو ماںؑ کا آئینہ ہے

سُنی ہے مدحتِ زینبؑ کہ نیّر
مرے دل کو دھڑکنا آگیا ہے

منقبت۔۵

جنت زہراؑ کے تدبّر کا یہ سب فیضان ہے
کشتیِ اُمت سے کوسوں دور اب طوفان ہے

لہجۂ حیدرؑ میں خطبہ فتح کا اعلان ہے
زلزلوں کی زد پہ دیکھو ظلم کا ایوان ہے

بنتِ خاتونِ جناں کا جو بھی مدح خوان ہے
اُس کو امیدِ شفاعت تا حدِ امکان ہے

مرثیہ ہے، منقبت ہے، نعت کا دیوان ہے
راہیِ ملکِ عدم کب بے سرو سامان ہے

ظالموں میں خطبۂ زینبؑ کو سُن لینے کے بعد
مقصدِ شہؑ کو سمجھ لینا بہت آسان ہے

گود میں بنتِ نبیؐ کی آگئیں بنتِ علیؑ
آئینہ اب آئینے کو دیکھ کر حیران ہے

ثانیِ زہراؑ کو زہراؑ کیوں نہ چومیں پیار سے
گود میں یہ مقصدِ شبیرؑ کا قرآن ہے

☆

لب پہ ذکرِ بنتِ زہراؑ دل میں یادِ کربلا
اِک مری پہچان ہے اور اِک مرا ایمان ہے

جس جگہ پر مجلسِ شہؑ کی بنا ڈالی گئی
مرکزِ تبلیغِ دینِ حق وہی زندان ہے

منقبت جو ثانیٔ زہراؑ کی پڑھتا جائے گا
موت کی منزل اسی کے واسطے آسان ہے

ہم نقوشِ پائے زینبؑ پر ہوئے ہیں گامزن
اپنی منزل کا ہمیں بھی راہ میں عرفان ہے

کوئی دنیا سے مٹا سکتا نہیں نامِ حسینؑ
یہ زبانِ بنتِ حیدرؑ پر علی الاعلان ہے

کو بہ کو، قریہ بہ قریہ کربلا سے شام تک
یہ وہ ہستی ہے کہ جو شبیرؑ کی پہچان ہے

مقصدِ شبیرؑ بعدِ کربلا سمجھا دیا
فی الحقیقت دین پر زینبؑ کا یہ احسان ہے

میں ہوں قمرؔ بنتِ خاتونِ جناں کا مدح گو
میرے استقبال کو جنت میں یوں رضوان ہے

منقبت۔۶

کچھ ایسے بابِ مدحت وا ہوا ہے
کہ جیسے بابِ جنت کُھل گیا ہے

بہت غم ہیں مگر با حوصلہ ہے
کہ زینبؑ پیکرِ صبر و رضا ہے

علیؑ کی شان سے خطبہ پڑھا ہے
منافق کا کلیجہ ہل گیا ہے

دلِ سبطِ پیمبرؐ جانتا ہے
کہ زینبؑ کربلا کی فاطمہؑ ہے

اثر ہے فاطمہؑ کی تربیت کا
کہ بیٹیؑ اپنی ماںؑ کا آئینہ ہے

کہیں دھڑکن دلِ شاہؑ ہدا کی
کہیں عباسؑ جیسی با وفا ہے

بچایا کشتیِ اُمت کو اُس نے
کہ بعدِ کربلا وہ ناخدا ہے

☆

وہ راہِ صبر ہے جس پر تخیل
نقوشِ پائے زینبؑ چومتا ہے

بسی ہے یوں مری سانسوں میں خوشبو
دھڑکتے دل میں زینبؑ کی ثنا ہے

عمل کی راہ میں زینبؑ کو دیکھو
کہیں حیدرؑ کہیں پر سیّدہؑ ہے

جلے تھے کربلا میں جس کے خیمے
اب اُس کا گھر ہر اِک دل میں بنا ہے

صدائے حق نہیں ہوگی مقید
اگرچہ قید بنتِ فاطمہؑ ہے

درِ بنتِ علیؑ سے دامنِ دل
شعورِ غم کی دولت پا رہا ہے

غمِ زینبؑ ہے جس کے دل میں قمر
وہی آنکھوں سے موتی رولتا ہے

درشان

شہزادی اُمِّ کلثوم

علیہا السلام

maablib.org

منتخب بند

نکہِ سبطِؑ پیمبرؐ میں مقام انؑ کا ہے
گویا قرآن کی صورت میں کلام انؑ کا ہے
نُطق پابندِ امامؑ ابنِ امامؑ انؑ کا ہے
بڑھ کے اعجاز دکھا دینا بھی کام انؑ کا ہے
بد دعا کے لئے گر ہاتھ اٹھا دیں کلثومؑ
حشر کو شام کی سرحد سے ملا دیں کلثومؑ

مسدّس

بنتِؑ سلطانِ ولایتؑ ہیں جنابِ کلثومؑ
رونقِ باغِ امامت ہیں جنابِ کلثومؑ
مقصدِ شہؑ کی ضرورت ہیں جنابِ کلثومؑ
پیکرِ لطف و کرامت ہیں جنابِ کلثومؑ
شام میں مطلعِ انوارِ سحر بن کے چلیں
کبھی عابدؑ کبھی زینبؑ کی سپر بن کے چلیں

نکہِ سبطِؑ پیمبرؐ میں مقام انؑ کا ہے
گویا قرآن کی صورت میں کلام انؑ کا ہے
نُطق پابندِ امامؑ ابنِ امامؑ انؑ کا ہے
بڑھ کے اعجاز دکھا دینا بھی کام انؑ کا ہے
بد دعا کے لئے گر ہاتھ اُٹھادیں کلثومؑ
حشر کو شام کی سرحد سے ملادیں کلثوم

سایۂ پنجتنِ پاکؑ میں گزری ہے حیات
انؑ کی ہستی میں نظر آئیں ہیں زہراؑ کی صفات
انؑ سے ہر حال میں راضی رہی اللہ کی ذات
حق نے ٹالی نہ کبھی بھی لبِ کلثومؑ کی بات
بد دعا دیں تو نہ حاصل کبھی خوشحالی ہو
یہ دعا دے دیں تو صحرا میں بھی ہریالی ہو

☆

پنجتنِ پاک کی یہ زینتِ آغوش رہیں
ذکرِ احکامِ خدا پہ ہمہ تن گوش رہیں
یہ رہِ شام کی منزل میں بھی با ہوش رہیں
عکسِ زہراؑ کے لئے آئینہ بردوش رہیں
تربیت اِن کی شریعت کی فضاؤں میں ہوئی
شمع روشن یہ طہارت کی ہواؤں میں ہوئی
اِن کے اخلاق میں آتا ہے نظر خُلقِ حسنؑ
اِن کے کردار میں ملتا ہے شہِؑ دیں کا چلن
بھائی عباسِؑ علمدار ہیں یہ اُنؑ کی بہن
اُنؑ کے بازو ہیں کٹے اِنؑ کے ہے بازو میں رسن
گلشنِ مہر و وفا کا جو یہ گلدستہ ہیں
دونوں اسلام کی نصرت پہ کمر بستہ ہیں
کربلا کے لئے زہراؑ نے تھا اِنؑ کو پالا
اِنؑ کو معلوم تھا جو تھا وہاں ہونے والا
تھا تصور میں وہ میدان بھی دیکھا بھالا
کبھی عباسؑ نے اِنؑ کا نہیں کہنا ٹالا
آیا عباسؑ کے ایثار پہ یوں پیار انہیںؑ
ماں کی مانند سمجھتا تھا علمدارؑ انہیںؑ

☆

پالا کلثومؑ نے عباسؑ کو اِک ماں کی طرح
اپنے سینے سے لگایا ہے انہیں جاں کی طرح
دستِ کلثومؑ جو تھے شاخِ گلستاں کی طرح
گلِ عباسؑ تھا اِس پر گلِ خنداں کی طرح
متبسّم اسے دیکھا تو فضا جھومی ہے
لب کلثومؑ نے غازیؑ کی جبیں چومی ہے
لب خاموش ہیں اِنؑ کے لب شبّرؑ کی طرح
دل میں ہے یادِ الٰہی دلِ سرورؑ کی طرح
انؑ کی فطرت میں وفا ضیغمِ حیدرؑ کی طرح
اِنؑ کے ہونٹوں پہ دُعا عابدِؑ مضطر کی طرح
طے رہِ شام بصد صبر و رضا کرتی رہیں
یہؑ بھی اُمت کے لئے دل سے دُعا کرتی رہیں
اِن کے بازو سے عیاں شانِ یداللّٰہی ہے
ذہن کو مقصدِ شبّیرؑ سے آگاہی ہے
پنجۂ صبر میں ہر جبرِ شہنشاہی ہے
شام کی راہِ مصیبت میں یہؑ وہ راہی ہے
جسؑ نے شبّیرؑ کے مقصد کی حفاظت کی ہے
مثلِ عباسؑ امامت کی اطاعت کی ہے

☆

عکسِ عزم دلِ شبیرؑ جنابِ کلثومؑ
صبرِ شبرؑ کی ہیں تصویر جنابِ کلثومؑ
ہیں علمدارؑ کی ہمشیر جنابِ کلثومؑ
بازوئے زینبؑ دلگیر جنابِ کلثومؑ
پیاسے بچوں کے لئے آس بنی رہتی ہیں
بعدِ عباسؑ یہ عباسؑ بنی رہتی ہیں

ناناؐ ان کے ہیں محمدؐ تو ہیں ماں انؑ کی بتولؑ
یہ بھی زینبؑ کی طرح گلشنِ عصمت کا ہیں پھول
سیکھے ہیں سایۂ قرآن میں جینے کے اصول
ان کا ہر ایک عمل بارگہِ حق میں قبول
یہ نہ ہوتیں تو ہر اِک کام ادھورا ہوتا
مقصدِ حضرتِ شبیرؑ نہ پورا ہوتا

میں ہوں اِک ہیچمداں انؑ کی ثنا کیا لکھوں؟
رتبۂ حضرتِ کلثومؑ بھلا کیا لکھوں؟
شبِ عاشور کا پیمانِ وفا کیا لکھوں؟
منظرِ خیمۂ کلثومؑ ہے کیا؟ کیا لکھوں
عکس اُترا ہوا چشمِ شہِ مظلوم میں ہے
گفتگو کیسی، یہ عباسؑ اور کلثومؑ میں ہے

☆

روتے کلثومؑ کو دیکھا تو یہ بولے عباسؑ
کیا سبب گریہ کا ہے کیوں ہے بھلا خوف و ہراس
شیرِؑ کرّار ہوں میں آپؑ کا ہوں رتبہ شناس
میرے ہوتے ہوئے کیوں آپؑ کے دل میں وسواس
تیغ صیقل جو میں کرتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں
آبِ شمشیر میں کُل فوجِ جفا دیکھتا ہوں
صبح کو تیغ کے جوہر وہ دکھاؤں گا میں
سپہِ شام کو دریا پہ رلاؤں گا میں
آبِ شمشیر سے خوں سب کا بہاؤں گا میں
ایک طوفان قیامت کا اُٹھاؤں گا میں
تیغ سے خون کا بادل جو برس جائے گا
ہر عدو نہر پہ پانی کو ترس جائے گا
صبح کو دیکھنا عباسِؑ وفادار کی جنگ
کم قیامت سے نہیں ہوگی، یہ جرار کی جنگ
قہر اعدا کے لئے ہوگی علمدارؑ کی جنگ
یاد آجائے گی پھر حیدرِؑ کرّار کی جنگ
تیغ کے سامنے جو دشمنِ جانی ہوگا
اُس کا دہشت سے کلیجہ وہیں پانی ہوگا

☆

حق سے باباؑ نے اِسی دن کے لئے مانگا تھا
مدتوں بعد ریاضت کا ثمر پایا تھا
وقتِ آخر مرے باباؑ نے مجھے سونپا تھا
دستِ شبیرؑ پہ خود ہاتھ مرا رکھا تھا
تب سے شبیرؑ کی خدمت میں بہم رکھا ہے
میں نے ان ہاتھوں کا ہر وقت بھرم رکھا ہے

میں علمدارؑ کا بیٹا ہوں علمدارؑ ہوں میں
میں جگر بند ہوں کرّارؑ کا کرّارؑ ہوں میں
خادمِ سبطِؑ پیمبرؐ ہوں وفادار ہوں میں
بازوؤں سے ہے عیاں جعفرِؑ طیارِ ہوں میں
طاعتِ سبطِؑ پیمبرؐ میں کھڑا رہتا ہوں
ورنہ میں آقاؑ کے قدموں میں پڑا رہتا ہوں

اِنؑ کے اَبرُو کے اشارے کی طرف چلتا ہوں
ورنہ دریا کے کنارے سے کہاں ٹلتا ہوں
مجھ کو جس سانچے میں وہ ڈھال دیں میں ڈھلتا ہوں
اپنے ہی غیض کی میں آگ میں خود جلتا ہوں
خواہشِ نفس کو یوں ڈھال لیا ہے میں نے
حکمِ شبیرؑ کا پابند کیا ہے میں نے

☆

سُن کے جرأت سے جرأت کے بیاں کو کلثومؑ
بولیں گریے کا سبب تم کو نہیں ہے معلوم
بد نصیبی ہے سبب، میں جو ہوئی ہوں مغموم
مجھ کو اللہ نے اولاد سے رکھا محروم
پیش قربانیاں سب اہلِ وفا کردیں گے
اپنے بیٹوں کو بھی حق پہ فدا کردیں گے

کتنی خوش بخت ہیں زینبؑ کہ سرِ دشتِ وغا
اپنے دو لعل وہ شبیرؑ پہ کردیں گی فدا
بانوؑ کہتی ہیں یہ اکبرؑ سے کہ اے ماہ لقا
صبح کو پہلے تم ہی باپؑ پہ قرباں ہونا
اُمِ فرواؑ نے جو قاسمؑ کو سجا رکھا ہے
ماںؑ نے اصغرؑ کو بھی جھولے سے اُٹھا رکھا ہے

اپنے فدیے سبھی تیار کئے بیٹھے ہیں
مطمئن دل سبھی دلدار لئے بیٹھے ہیں
لے کے سب طالعِ بیدار جڑے بیٹھے ہیں
ہم ہیں جو اشک لگاتار پئے بیٹھے ہیں
ہائے یہ گردشِ تقدیر یہ مظلومی ہے
کیا میں قرباں کروں؟ اولاد سے محرومی ہے

☆

سُن کے کلثومؑ کی باتیں ہوئے گویا عباسؑ
ماں کی مانند سمجھتا ہے تمھیں رتبہ شناس
تم کو اولاد نہ ہونے کا ہے کیونکر احساس
ٹوٹے پردیس میں ہرگز نہ بہن بھائی کی آس
دیں بچانے کے لئے نذر مری جان کرو
اپنی اولاد سمجھ کر مجھے قربان کرو

بھائی کی باتوں پہ کلثومؑ کو آنے لگا پیار
اشک آنکھوں میں رُکے، دل کو ملا صبر و قرار
اسلحہ تن پہ سجا کر ہوا غازیؑ تیار
خوش ہوئیں حضرتِ کلثومؑ، بڑھا عز و وقار
یوں بپے شکرِ خدا سجدے میں پیشانی ہے
میری قربانی، وفادار کی قربانی ہے

فخر کرتی ہیں کہ فدیہ ہے وفادار مرا
ضیغمِ بیشۂ کرّارؑ ہے جرّارؑ مرا
کام شبیرؑ کے آجائے گا ایثار مرا
یہ مددگارِ حسینؑ ہے مددگار مرا
اس کے ہاتھوں میں علم فوج کا لہرائے گا
سر مرا اونچا علمدارؑ سے ہو جائے گا

☆

شب عاشور جو گزری تو قیامت آئی
مہرِ ایثار لئے صبحِ عبادت آئی
زد پہ تیروں کی شہِ دیں کی جماعت آئی
پیش قربانیاں کردینے کی ساعت آئی
اس جماعت کی حفاظت پہ کمر بستہ تھے
کیا نمازی تھے، شہادت کا جو گلدستہ تھے

صف جماعت سے جو آگے تھی حفاظت کے لئے
کام وہ آئی امامتؑ پہ شہادت کے لئے
یہ وہ عابدؓ تھے کہ جاں دے دی عبادت کے لئے
پہلے مولاؑ سے روانہ ہوئے جنت کے لئے
ان دلیروں کی شہادت پہ قیامت آئی
مستقل سبطِ پیمبرؐ پہ مصیبت آئی

جب نہ یاور بچے مولاؑ کے نہ انصارؓ بچے
اقرباء جنگ کے میدان میں کام آنے لگے
زندہ قاسمؑ ہوا پامال سمِ اسپاں سے
نیزہ اکبرؑ کے لگا، تیر علی اصغرؑ کے
بازو بھائیؑ کے گرے ہو کے قلم دریا پر
یوں ہوا ٹھنڈا شہِ دیں کا علم دریا پر

☆

ٹوٹا عباسؑ کے ہاتھوں کا جو میداں میں حصار
گھر گئے نرغۂ اعدا میں شۂ عرش وقار
ان پہ تیروں کی ہوئی چاروں طرف سے بوچھار
برچھی ماری کسی ظالم نے کسی نے تلوار
ڈگمگا کر گرے گھوڑے سے زمیں پر مولاؑ
جھک گئے عصر کے سجدے میں وہیں پر مولاؑ
سجدہ تیروں کے مصلّے پہ ادا کرتے ہیں
اُمتِ جدؐ کے لئے دل سے دعا کرتے ہیں
وعدہ طفلی کا بصد شوق وفا کرتے ہیں
سر سے طے وہ رہِ تسلیم و رضا کرتے ہیں
خنجرِ شمر ہے سر تن سے جدا ہوتا ہے
شورِ محشر جسے کہتے ہیں بپا ہوتا ہے
خاک اور خون میں غلطاں ہوا زہراؑ کا پسرؑ
سُرخ آندھی چلی نیزے پہ چڑھا شاہؑ کا سر
ایک معصومہؑ کے کھینچے گئے کانوں سے گہر
نوکِ نیزہ سے چھنی اہلِ حرم کی چادر
آگ خیموں میں لگی بے سرو سامانی ہے
بچے سہمے ہوئے پھرتے ہیں، پریشانی ہے

☆

بولیں زینبؑ ذرا بچوں کو سنبھالو کلثومؑ
جمع میں کرتی ہوں تم پاس بٹھالو کلثومؑ
خوف اعدا کا جو دل میں ہے نکالو کلثومؑ
لوریاں دے کے یتیموں کو سلالو کلثومؑ
پنجۂ ظلم کا کوئی نہ حدف ہو جائے
کہیں بھیاؑ کی امانت نہ تلف ہو جائے

خاک پر بیٹھ گئیں بچوں کو لے کر کلثومؑ
جلتے خیموں کے قریں کتنی ہے مضطر کلثومؑ
بھول سکتی نہیں اس رات کا منظر کلثومؑ
زغۂ ظلم ہے بے مقنع و چادر کلثومؑ
بے ردائی کا اثر بھی دلِ مغموم پہ ہے
چادرِ تیرہ شبی بھی رخِ کلثومؑ پہ ہے

شب کے پردے میں رہیں کیسے جنابِ کلثومؑ
بن گئیں بازوئے ہمشیرِ امامؑ مظلوم
کسی بی بی کو بھی ہونے نہیں دیتی مغموم
حوصلہ رخ سے عیاں، دل میں ہیں گو غم کے ہجوم
جرأت و عزم کو ہمت کو بڑھا رکھا ہے
یادِ عباسؑ کو سینے سے لگا رکھا ہے

☆

کل تھے بچوں کے نگہبان علمدارِ امامؑ
آج کلثومؑ کے ذمّے ہے حفاظت کا یہ کام
درمیاں بچوں کے شب بھر رہا بی بیؑ کا قیام
ہمتِ حضرتِ کلثومؑ پہ لاکھوں ہوں سلام
اٹھ کے دہشت سے جو بچہ کوئی گھبراتا تھا
یہ تھپک دیتیں اُسے اور وہ سو جاتا تھا
آج کلثومؑ ہیں بچوں کی حفاظت کا حصار
اور سجّادؑ کی خدمت کو ہیں زینبؑ بیدار
حضرتِ زینبؑ و کلثومؑ کا دیکھو ایثار
شانِ کرّارؑ کا آئینہ ہے اِن کا کردار
وہ ہیں زینبؑ کہ جو ہم صورتِ شبّیرؑ بنیں
یہ ہیں کلثومؑ جو عبّاسؑ کی تصویر بنیں

☆☆☆☆☆

جوان رہتا ہے

قافلہ شام کی جانب جو رَواں رہتا ہے
جا بجا شہؑ کی شہادت کا بیاں رہتا ہے
پُشت پر حضرتِ زینبؑ کے ہے اُمِّ کلثومؑ
اس لئے حوصلہ زینبؑ کا جواں رہتا ہے

منقبت حضرتِ فضہؓ کنیزِ خاص جنابِ فاطمہؑ

کربلا سے شام تک اب روشنی فضہؓ سے ہے
یہ چمکتی رہگوارِ زندگی فضہؓ سے ہے

قطعہ بند

سات سو کرسی نشیں حبشی حمایت میں اُٹھے
شام کے دربار میں اِک کھلبلی فضہؓ سے ہے

گونج اُٹھی ہر طرف حق کی صدائے بازگشت
شام میں جاگا ضمیرِ آدمی فضہؓ سے ہے

☆☆☆☆☆

کیمیا گر ہے بنا لیتی ہے چاندی ہاتھ سے
راہِ ہستی میں عمل کی چاندنی فضہؓ سے ہے

ہے لباسِ فقر زیبِ تن خوشی کے ساتھ ساتھ
زندگی میں سادگی ہی سادگی فضہ سے ہے

فاتحِ خیبر کے گھر میں فاطمہؑ زہرا کے بعد
اہلبیتِ پاک کی ساری خوشی فضہؓ سے ہے

سیّدہ کی سب کنیزی چاہتی ہیں عورتیں
گویا یہ شاخِ کنیزی بھی ہری فضہؓ سے ہے

☆

بد دُعا کو ہاتھ اُٹھا دیں یہؓ تو برپا حشر ہو
بعدِ شاہِؐ دیں قیامت تو رکی فضہؓ سے ہے

اِک کنیزِ فاطمہؑ کی منقبت کہتا ہوں میں
آج کل کشتِ سخن میں تازگی فضہؓ سے ہے

سر پہ فضہؓ کے ہے چاندی یا چمک بالوں کی ہے
عرش تک پھیلی ہوئی اِک چاندنی فضہؓ سے ہے

شاہزادی بھی ہے حبشہ کی، کنیزِ فاطمہؑ
اِک توازن پر یہ ربطِ باہمی فضہؓ سے ہے

خدمتِ اہلِ کسا میں وقف کردی زندگی
اس لئے تو زندگی کی دلکشی فضہؓ سے ہے

حافظِ قرآن کی ہے یہ، نہیں اِس میں کلام
گفتگو از روئے قرآنی سنی فضہؓ سے ہے

ہل اتیٰ میں یہ بھی شامل ہیں سخاوت کی قسم
بھیک میں روٹی فرشتے کو ملی فضہؓ سے ہے

حرف کے پھولوں میں خوشبو مدحتِ زہراؑ کی ہے
منقبت کی گو یہ محفل تو بھی فضہؓ سے ہے

گفتگو قرآں سے کی ہے پنجتنؑ کے سائے میں
لب کھلے ہیں یا کتابِ حق کھلی فضہؓ سے ہے

اہلبیتِ مصطفٰےؐ کی انجمن میں رات دن
ہو جو منصب پر کنیزی کے وہی فضہؓ سے ہے

یہ کنیزِ کبریا کی اِک کنیزِ خاص ہے
گویا اب منسوب زہراؑ کی خوشی فضہؓ سے ہے

جب دُعا کردی تو گھر لائے ملک خوانِ بہشت
اہتمامِ دعوتِ آقاؐ یونہی فضہؓ سے ہے

مقصدِ ہستی ہے خدمت اہلبیتِ پاک کی
کس قدر روشن چراغِ آگہی فضہؓ سے ہے

جتنے بھی مسلم ممالک آج افریقہ میں ہیں
اُن میں سب رسمِ عزاداری چلی فضہؓ سے ہے

یہ ہوا احساس نیّرؔ مدحتِ فضہؓ کے بعد
آج سب حاصل، کمالِ شاعری فضہؓ سے ہے

نیّر اسعدی کے ایک مرثیہ "دینِ اسلام"

سے مدحتِ علی اکبرؑ میں چند بند

اے خدا بندۂ ناچیز پہ ہو جائے کرم　　مدحتِ اکبرؑ مہرو مجھے کرنی ہے رقم
آئی آواز رہے پیشِ نظر اُنؑ کا حشم　　یہ دعا کرتے ہی پھر میں نے اُٹھایا جو قلم
کون ہمشکلِ پیمبرؐ ہوا اکبرؑ کی طرح
مدحِ اکبرؑ بھی کرو نعتِ پیمبرؐ کی طرح

شکل و صورت میں حسینوں سے حسیں ہیں اکبرؑ　　مظہرِ آیۂ قرآنِ مبیں ہیں اکبرؑ
سر بسر نورِ شریعت کے امیں ہیں اکبرؑ　　حُسن خاتم ہے تو خاتم پہ نگیں ہیں اکبرؑ
یہ بھی کم ہے جو انہیں یوسفِ ثانی کہیے
عمر وہ ہے کہ محمدؐ کی جوانی کہیے

شکل میں مثلِ نبیؐ، زور میں مثلِ حیدرؑ　　مدحتِ اکبرؑ ذیجاہ کروں میں کیونکر
شہؑ کے انصار سے پوچھے کوئی شانِ اکبرؑ　　لختِ دل، قوتِ بازوئے شہِؑ جن و بشر
نگہِ شوق میں پیہم جو یہ صورت ہوتی
دیکھتے اِن کو، محمدؐ کی زیارت ہوتی

نام کیا نام ہے، ہمنامِ خدائے کونین　　حُسن میں یوسفِ کنعاں ہے جگر بندِ حسینؑ
ہے یہی دہر میں تصویرِ رسولؐ الثقلین　　دادی زہراؑ ہیں تو دادا ہیں شہِؑ بدر و حنین
یہ وہ ہستی ہے جو اسلام کی کُل پونجی ہے
اِن کے ہی دم سے تو مقتل میں اذاں گونجی ہے

در شانِ

حضرت علی اکبر

علیہ السلام

اذانِ صبحِ عاشورہ فضا میں ایسی گونجی ہے
اذاں ہم جب بھی سنتے ہیں تو اکبرؑ یاد آتے

maablib.org

چند منتخب اشعار

منقبت لکھ رہا تھا اکبرؑ کی
نعت وہ ہوگئی پیمبرؐ کی

☆☆☆☆☆

رفتہ رفتہ جو اکبرؑ جواں ہوگئے
ہم شبیہِ رسولؐ زماں ہوگئے

☆☆☆☆☆

اے خلیلؑ آپ کے رویا کی ملے گی تعبیر
کربلا میں شہِؑ والا کا پسرؑ تو دیکھو

☆☆☆☆☆

مدحِ اکبرؑ میں جو حرف لکھے گئے
وہ ادب بن گئے وہ زباں ہو گئے

☆

منقبت۔۱

گلستانِ جہاں میں اکبرِؑ گلفام آتے ہیں
عنادل صحنِ گلشن میں خوشی کے گیت گاتے ہیں

علی اکبرؑ کی صورت جب محمدؐ سے ملاتے ہیں
حسینؑ ابنِ علیؑ پھر دل ہی دل میں مسکراتے ہیں

تصور میں شرف دیدار کا اس طرح پاتے ہیں
علیؑ اکبرؑ کی صورت میں پیمبرؐ یاد آتے ہیں

جنہیں لینا تھا بدلا بدر کا محبوبِؐ داور سے
علی اکبرؑ کے سینے پر وہی برچھی لگاتے ہیں

جواں ہے مذہبِ اسلام اکبرؑ کی جوانی سے
لہو اسلام کی خاطر جوانی میں بہاتے ہیں

علی اکبرؑ کی صورت کو بسا کر اپنی آنکھوں میں
جو دانش مند ہیں، اپنی بصارت کو بڑھاتے ہیں

اذانِ صبحِ عاشورہ فضا میں ایسی گونجی ہے
اذاں ہم جب بھی سنتے ہیں تو اکبرؑ یاد آتے ہیں

☆

سرِ قرطاس جو الفاظ لکھے مدحِ اکبرؑ میں
وہی الفاظ نعتِ مصطفےٰؐ میں ڈھلتے جاتے ہیں

ثنا اکبرؑ کی کرتا ہوں تو یہ محسوس ہوتا ہے
کہ مجھ کو بزم میں سننے نبیؐ تشریف لاتے ہیں

درودوں کی صدائیں گونجتی ہیں ہر طرف رن میں
علیؑ اکبر جو صورت اپنی اعدا کو دکھاتے ہیں

کوئی لوٹے نہ لوٹے بزم میں یہ اُس کی مرضی ہے
مگر ہم گوہرِ مدحت عقیدت سے لٹاتے ہیں

زمانے میں سکوں ملتا نہیں ہم کو کہیں لیکن
علی اکبرؑ کی محفل میں سکونِ قلب پاتے ہیں

علی اکبرؑ ہیں ایسے مردِ میداں نصرتِ حق میں
جواں اسلام کو اپنا لہو دے کر بناتے ہیں

ثنائے چہرۂ اکبرؑ کروں تو کیا کروں قمرؔ
اسی خورشید سے ذرّے زمیں پر جگمگاتے ہیں

منقبت ۔۲

کیوں کروں فکر روزِ محشر کی
میں نے مدحت لکھی ہے اکبرؑ کی

منقبت لکھ رہا تھا اکبرؑ کی
نعت وہ ہوگئی پیمبرؐ کی

جگمگاتے ہیں مہر و ماہ و نجوم
روشنی لے کے روئے انور کی

دینِ خالق پہ آگیا ہے شباب
ہے عنایت شبابِ اکبرؑ کی

ساتھ اللہ کے ضروری ہے
دل سے آواز آئے اکبرؑ کی

رن میں اکبرؑ نہیں ہیں پیشِ عدو
گویا تصویر ہے پیمبرؐ کی

جس نے دیکھا نہ ہو شبابِ نبیؐ
دیکھ لے وہ جوانی اکبرؑ کی

☆

دینِ حق کی فضائے عالم میں
ہے محافظ اذان اکبرؑ کی

چشمِ ممدوحؑ سے جو پیتا ہو
کیا ضرورت ہے اس کو ساغر کی

گو کہ مصروفِ جنگ تھے اکبرؑ
جنگ یاد آگئی پیمبرؐ کی

جب بھی سنتے ہیں ہم اذان کہیں
یاد آتی ہے ہم کو اکبرؑ کی

یادِ اللہ ساتھ اکبرؑ کے
زندگی بن گئی قلندر کی

قطعہ بند

گفتگو حُسن و سِن پہ کیا کیجے
ساری باتیں ہیں یہ مقدر کی

سِن ملا ہے جناب زہراؑ کا
حُسن و صورت ملی پیمبرؐ کی

☆

لاج رکھی ہے اے علی اکبرؑ
تیری مدحت نے اِک سخنور کی

ان کے در کا یہ فیض ہے قمرؔ
بھر گئیں جھولیاں گداگر کی

☆☆☆☆☆

اکبرؑ کی جوانی

موجزن دل میں جو تھی خوں کی روانی دے دی
سر تا پا جو تھی محمدؐ کی نشانی دے دی
تھا طلبگار خدا، سبطِ نبیؑ نے بڑھ کر
دینِ اسلام کو اکبرؑ کی جوانی دے دی

☆☆☆☆☆

اذانِ علی اکبرؑ

دینِ خالق کی شان اکبرؑ سے
گویا حق کی زبان اکبرؑ سے
صبحِ عاشور کی قسم قمرؔ
ہے بقائے اذان اکبرؑ سے

☆☆☆☆☆

☆

منقبت۔۳

رفتہ رفتہ جو اکبرؑ جواں ہوگئے
ہم شبیہِ رسولِؐ زماں ہوگئے

گفتگو کے لئے اُن کے لب کیا کھلے
وہ محمدؐ کی گویا زباں ہو گئے

اِک اذاں ایسی مقتل میں یہ دے گئے
یہ اذانوں کے روحِ رواں ہو گئے

مدحِ اکبرؑ میں جو لفظ لکھتے گئے
وہ ادب بن گئے وہ زباں ہوگئے

ہوگئے کیا زمانے میں اکبرؑ جواں
گویا سبطِؑ پیمبرؐ جواں ہو گئے

اکبرِؑ ماہ رو کی ثنا کے لئے
حرف جتنے تھے وہ کہکشاں ہو گئے

☆

جتنا اُنؑ کی محبت میں، میں کھو گیا
اتنے ہی مجھ پہ وہؑ مہرباں ہو گئے

وجہِ کون و مکاں کی یہ صورت ہوئے
زینتِ بزمِ کون و مکاں ہو گئے

ذکرِ اکبرؑ گلستانِ مدحت میں تھا
رشکِ باغِ جناں گلستاں ہو گئے

ہم کو زینبؑ سے الفاظ ملتے رہے
جب سے اکبرؑ کے ہم مدح خواں ہو گئے

جانے دنیا انہیںؑ کیا سمجھنے لگے
وصف اُنؑ کے اگر سب بیاں ہو گئے

میں تھا قمرؔ زمینِ سخن پر مگر
میرے روشن خیال آسماں ہو گئے

منقبت۔۴

آمدِ خلفِ شہِ جنّ و بشر تو دیکھو
رشکِ صد طور ہے شبّیرؑ کا گھر تو دیکھو

دیکھ کر شاہؑ کا یہ نورِ نظر تو دیکھو
پڑ گیا ماند فلک پر وہ قمر تو دیکھو

شام میں آئی مدینے سے خبر تو دیکھو
کس کی آمد پہ ہیں آثارِ سحر تو دیکھو

روزِ عاشور جو مقتل کی فضا میں گونجی
اس اذانِ علی اکبرؑ کا سفر تو دیکھو

لوگ کہتے ہیں مدینے میں یہ پڑھ پڑھ کے درود
روئے اکبرؑ میں رُخِ خیرِ بشر تو دیکھو

نام لے کر علی اکبرؑ کا دعائیں مانگو
اور پھر اپنی دعاؤں کا اثر تو دیکھو

نام اکبرؑ کا جو آتا ہے تو اللہ کے ساتھ
اللہ اللہ ذرا اوجِ بشر تو دیکھو

☆

جس پہ اکبرؑ ہیں چلے اُن کی جوانی کی قسم
رشکِ فردوس ہے وہ راہگزر تو دیکھو

مستقل آنکھوں کی بینائی بڑھانے کے لئے
آ کے شبیرؑ کا یہ رشکِ قمر تو دیکھو

روشنی لینے کو اتریں نہ ستارے کیونکر
آ کے شبیرؑ کے گھر رشکِ قمر تو دیکھو

سرِ درِ آلِ پیمبرؐ پہ جھکا رہتا ہے
کس بلندی پہ ہے یہ عظمتِ سر تو دیکھو

اے خلیلؑ آپ کے رویا کی ملے گی تعبیر
کربلا میں شہؑ والا کا پسرؑ تو دیکھو

بڑھ گئی رونقِ گلدستۂ تکبیر و اذاں
گلشنِ سبطِ نبیؐ کا گلِ تر تو دیکھو

نعت کا مدحتِ اکبرؑ میں مزہ لیتا ہوں
مجھ کو لے آیا کہاں میرا ہنر تو دیکھو

☆

تابشِ چہرۂ اکبر سے عجب عالم ہے
دیکھنے والو ذرا جلوہ نگر تو دیکھو

دیکھنا بعدِ محمدؐ ہو محمدؐ کو اگر
اے جگر بندِ نبیؐ لختِ جگر تو دیکھو

مدحتِ اکبرِؑ مہرو ہے مرے ہونٹوں پر
آخری وقت مرا رختِ سفر تو دیکھو

مجلسِ سبطِؑ پیمبرؐ میں بہ فیضِ زہراؑ
آؤ بنتے ہوئے اشکوں سے گہر تو دیکھو

برچھی جب سینۂ اسلام کی جانب آئی
کون اس وقت ہوا سینہ سپر تو دیکھو

مانگئے واسطہ ہمشکلِ نبیؐ کا دے کر
اور پھر اپنی دعاؤں کا اثر تو دیکھو

مدحتِ اکبرِؑ مہرو کی بدولت قمرؔ
منبعِ نور بنا ہے مرا گھر تو دیکھو

☆

منقبت۔۵

علیؓ کی آنکھ کا تارا حسینؓ کا دلبرؓ
رسولؐ آئے نظر جب نظر پڑی رُخ پر

نبیؐ مثال ہے جشنِ ولادتِ اکبرؓ
دکھائی دیتا ہے منظر میں آج پس منظر

اب اِس سے بڑھ کے بھلا اور کیا ہو اوجِ بشر
خدا کے نام سے ہی متصل ملا اکبرؓ

اذان ایک جو مقتل میں دے گئے اکبرؓ
اُسی اذان کا جاری ہے تا بہ حشر سفر

خدا کرے دمِ آخر یہی ہو رختِ سفر
زباں پہ مدحتِ اکبرؓ ہو مدحتِ اکبرؓ

حسینؓ آپ کے گلزار کی بہاروں پر
نثار دن کو ہے سورج تو رات کو ہے قمر

☆

تصورات میں ابھرے جو روئے پیغمبرؐ
تو میرے کِلک سے ممکن ہو مدحتِ اکبرؑ

کہاں پہ لے گیا مجھ کو مرا کمالِ ہنر
لکھی ہے مدحتِ اکبرؑ میں نعتِ پیغمبرؐ

پڑی جو لشکرِ اعدا کی اُن کے رُخ پہ نظر
درود آگیا بے ساختہ زبانوں پر

علیؑ کی طرح ہے میدان میں علی اکبرؑ
کہ اُس نے دشت میں حملے کئے ہیں بڑھ بڑھ کر

سناں جو سینے پہ کھائی تو ہوگیا ثابت
یہ کربلا کا ہے کرّارؑ و حیدرؑ و صفدرؑ

قطعہ بند

ہیں آسمانِ شہادت پہ شاہِؑ دیں سورج
ستارہ ہیں علی اصغرؑ، قمر علی اکبرؑ

تو آسمانِ شہادت سے پست یوں ہے فلک
کہ اِس کے سائے میں اسلام ہے بلندی پر

☆☆☆☆☆

فنونِ جنگ جو عباسؑ نے سکھائے ہیں
علیؑ کی طرح لڑا ہے حسینؑ کا دلبرؑ

☆

بڑھا ہے کھینچ کے تلوار جب یہؑ میداں میں
تو یاد آئے ہیں دنیا کو فاتحِ خیبر

دکھائی دیتی ہے جس میں رسولؐ کی تصویر
اِک ایسا آئینہ لایا بنا کے آئینہ گر

وہؑ کربلا کا مؤذن نظر میں پھرتا ہے
سنائی دیتا ہے جب بھی اذان میں اکبرؑ

علیؑ کا عزم، شبابِ نبیؐ، بتولؑ کا سِن
انہیں صفات کا مجموعہ ہیں علی اکبرؑ

منٰی سے آتا ہے اِنؑ کو سلام اے قمرؔ
علیؑ کی آلؑ میں پہلے شہید ہیں اکبرؑ

☆

منقبت۔۶

نبیؐ کو دیکھنا لکھا نہیں گر تیری قسمت میں
شبابِ مصطفےؐ کو دیکھ لے اکبرؑ کی صورت میں

شبابِ مصطفیؐ کو دیکھ کر اکبرؑ کی صورت میں
نبیؐ کی نعت لکھتا ہوں علی اکبرؑ کی مدحت میں

بروزِ حشر اُٹھ کر خدمتِ خاتونِؑ جنّت میں
جواں ملت کے سب جائیں گے اکبرؑ کی قیادت میں

کسی نے جب اذاں دی ہے تو اکبرؑ کی اذاں ہم کو
ہوئی محسوس خود آتی ہوئی گوشِ سماعت میں

جنابِ فاطمہؑ کا بن، نبیؐ کی شکل دیکھی ہے
علی اکبرؑ کے قامت میں، علی اکبرؑ کی صورت میں

وہ اِک پُرنور چہرہ خواب میں بس میں نے دیکھا تھا
اضافہ ہوگیا میری بصارت میں بصیرت میں

☆

سنا دوں گا علی اکبرؑ کی مدحت میں فرشتوں کو
کریں گے پُرسشِ اعمال مجھ سے جب وہ تربت میں

بہ فیضِ اکبرؑ مہرو سماعت تیز ہوتی ہے
صدائے منقبت آتی ہے جب گوشِ سماعت میں

حفاظت سینۂ اسلام کی کرتے ہیں یوں اکبرؑ
جگر پر یہ سِناں لیتے ہیں خود شوقِ شہادت میں

عبادت فرض ہے رب کی، ادا وہ بھی کروں گا میں
جھکا کر سر درِ ممدوحؑ پر راہِ عقیدت میں

ہنر سب جنگ کے عباسؑ سے اکبرؑ نے سیکھے ہیں
تو حیدرؑ کی جھلک ملتی ہے اکبرؑ کی شجاعت میں

رُخِ اسلام پر تابانیاں آئیں کہ اکبرؑ نے
لہو اپنی جوانی کا بھرا روئے شہادت میں

درِ دولت علی اکبرؑ کا، مل جائے تو سب کچھ ہے
وگرنہ کچھ نہیں رکھا ہے اس دنیا کی دولت میں

قطعہ بند

کسی حقدار کا حق آج بھی جو دے نہیں سکتا
نبیؐ کے سامنے کس منہ سے جائے گا قیامت میں

سرِ محشر بپا جب محفلِ مدح و ثنا ہوگی
وہاں حفظِ مراتب ہوگا قنبرؓ کی نظامت میں

وہاں انصاف ہوگا سب پڑھیں گے اپنی باری پر
خدا کی سربراہی میں محمدؐ کی صدارت میں

☆☆☆☆☆

مرے ممدوحؑ وہ اسباب بھی ہوجائیں اب پیدا
کہ میری شاعری ہو اب کتابی شکل و صورت میں

بروئے اکبرؑ مہرو پڑھیں گے منقبت قمرؔ
چلو گلزارِ مدحت سے چلیں گلزارِ جنّت میں

☆☆☆☆☆

نبیؐ کی مدحت

کب کسی اور کی شباہت ہے
ہو بہ ہو مصطفیٰؐ کی صورت ہے
روئے اکبرؑ کی کیا کروں تعریف
اِسؑ کی مدحت نبیؐ کی مدحت ہے

درشان

حضرت علی اصغر

علیہ السلام

مہد میں سُن کے قصہ لوریوں میں ماں سے اژدر کا
سمٹ کر آ گیا ہے مٹھیوں میں زور حیدرؑ کا

maablib.org

چند منتخب اشعار

زبانِ بے زبانی سے یہ اصغرؑ نے بتایا ہے
زباں کے زخم سے گہرا نہیں ہے زخم خنجر کا

بدستِ فاطمہ زہراؑ علی اصغرؑ کے کُرتے نے
بدل کر رکھ دیا ماحول ہی میدانِ محشر کا

تبسّم اصغرِؑ معصوم کا اِک معجزہ بن کر
جگاتا جارہا ہے آدمی انساں کے اندر کا

----

maablib.org

☆

منقبت۔۱

قصیدہ کیوں نہ لکھوں میں علیؑ اصغرؑ کی مادرؑ کا
علیؑ اصغرؑ کو جس نے حوصلہ بخشا ہے اکبرؑ کا

مہد میں سُن کے قصہ لوریوں میں ماںؑ سے اژدر کا
سمٹ کر آگیا ہے مٹھیوں میں زور حیدرؑ کا

علیؑ اصغرؑ کی مدحت سے شرف ہے یہ سخنور کا
کہ قطرے میں سمٹ کر ظرف آیا ہے سمندر کا

نہ جانے حشر میں کیا حشر ہو اُس صاحبِ زر کا
جو سودا کر رہا ہے زندگی میں ذکرِ سرورؑ کا

جو انساں بھی گداگر ہے درِ آلِ پیمبرؐ کا
وہ انساں اپنے مرکز سے کسی صورت نہیں سرکا

نہ شہرت کی تمنا اور نہ سودا سر میں ہے زر کا
مقام اپنا سمجھتا ہوں میں شاعر ہوں ابوذرؓ کا

☆

علیؑ اکبرؑ کی صورت ہی جہادِ حق کی میزاں سے
علیؑ اصغرؑ نے بھی حاصل کیا حصّہ برابر کا

سرِ محفل مے حُبِّ علیؑ بھر بھر کے پی میں نے
کہ کشکولِ عقیدت سے لیا ہے کام ساغر کا

سبق بہلول کی دیوانگی دیتی ہے دنیا کو
وہ دانا ہے جو دیوانہ ہوا جاتا ہے حیدرؑ کا

زبانِ بے زبانی سے یہ اصغرؑ نے بتایا ہے
زباں کے زخم سے گہرا نہیں ہے زخم خنجر کا

مناقب، نعت و نوحہ اور سلام و مرثیہ کہہ کر
خدا کا شکر میں بھی ہوں دھنی اپنے مقدر کا

نہ اس کو فکر عقبیٰ کی نہ دنیا سے غرض اس کو
درِ مشکل کشاؑ پہ لگ گیا بستر قلندر کا

چمکتا ہے وہ عصمت کے ستارے کی طرح گویا
نظر آتا ہے جو پیوند بھی زہراؑ کی چادر کا

☆

تبسم اصغرِ معصوم کا اِک معجزہ بن کر
جگاتا جا رہا ہے آدمی انساں کے اندر کا

عطا ہوتی ہیں اونٹوں کی قطاریں اِس گھرانے سے
سوال اٹھتا نہیں ہے تنگیِ ظرفِ گداگر کا

سلام و مرثیہ، نوحہ، مناقب، سب نظر آئے
لیا ہے جائزہ جب وسعتِ ظرفِ سخنور کا

کبھی مظلومیِ اصغرؑ پہ وہ انساں نہ روئے گا
جو انساں اپنے سینے میں جگر رکھتا ہے پتھر کا

بہ دستِ فاطمہؑ زہراؑ علی اصغرؑ کے کُرتے نے
بدل کر رکھ دیا ماحول ہی میدانِ محشر کا

سرِ فہرست اپنا نام دیکھا میں نے اے قمرؔ
لیا جب جائزہ محشر میں فہرستِ ثناگر کا

☆☆☆☆☆

نیّر اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی "کشکولِ سخن" جلد دوم
سے مرثیہ بعنوان "پیاس" سے چند بند

جذبۂ شوق بجھا دے دلِ حسّاس کی پیاس　　زندگی بھر نہیں رہ جائے کہیں پیاس کی پیاس
ہو جو مائل بہ کرم حضرتِ عباسؑ کی پیاس　　بجھ کے رہ جائے ابھی صفحۂ قرطاس کی پیاس
مجھ کو الفاظ کی صورت میں جو پانی مل جائے
مثلِ دریا مرے مصرعوں کو روانی مل جائے

مرثیہ کہتا ہوں کچھ مجھ کو ہدایت ہو جائے　　پردۂ غیب سے حاصل مجھے نصرت ہو جائے
خشک مضمون پہ الطاف و عنایت ہو جائے　　رحمتِ کون و مکاں بارشِ رحمت ہو جائے
آج گر ساقیٔ کوثر کا کرم ہو جائے
مرثیہ پیاس کے عنواں پہ رقم ہو جائے

معجزہ صفحۂ تاریخ پہ ہے پیشِ نظر　　کوہِ مروا و صفا پر نہ تھا پانی یکسر
ہاجرہؑ ہو گئیں بے چین، تھا پیاسا دلبر　　کچھ بجھائی نہیں دیتا تھا وہاں اُن کو مگر
یہ شرف ایک نبیؑ زادے نے اُس دم پایا
ایڑیاں پیاس میں رگڑی ہیں تو زمزم پایا

وارثِ چشمۂ زم زم تھے شۂ کرب و بلا　　اُن کی ٹھوکر میں بھی پوشیدہ تھا اعجازِ خدا
گر یہ چاہتے تو نکل آتا وہاں آبِ بقا　　ہاں مگر حق کو بچانے کے لئے صبر کیا
جب نہ پیاسوں نے ذرا پیاس میں پایا پانی
ایسے صابر تھے کہ نظروں سے گرایا پانی

در شان

شہزادہ حضرت قاسم علیہ السلام

زہے نصیب کہ اِس گھر میں آئے ہیں قاسمؑ
جہاں ادب سے فرشتوں نے سر جھکائے

maablib.org

چند منتخب اشعار

حسنؑ کے مہرِ منور سے روشنی لے کر
فلک پہ چاند ستارے بھی جگمگائے ہیں

☆☆☆☆☆

بس ان کے آنکھوں کی بینائی کم نہیں ہوگی
حسنؑ کے نورِ نظر سے جو لَو لگائے ہیں

☆☆☆☆☆

شہؑ کی نصرت کے واسطے قاسمؑ
کربلا میں حسنؑ کی صورت ہے

☆☆☆☆☆

روبرو شاہِؑ دیں کے حُسنِ حسنؑ
قاسمِؑ گلبدن کی صورت ہے

☆

منقبت۔۱

شہزادہ حضرت قاسمؑ ابنِ حسنؑ ابنِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ

حسنؑ کی گود میں قاسمؑ جو مسکرائے ہیں
تو ماںؑ کی آنکھوں میں آنسو خوشی کے آئے ہیں

ہنر جو جنگ کے عباسؑ نے سکھائے ہیں
جریؑ نے ارزقِ شامی پہ آزمائے ہیں

فروغِ نور کو اور تیرگی مٹانے کو
چراغِ مدحتِ قاسمؑ بہت جلائے ہیں

ثنائے قاسمِؑ گلگوں قبا، میں کرتا ہوں
لبوں پہ پھول عقیدت کے مسکرائے ہیں

نظر حسینؑ کی جب بھی پڑی ہے قاسمؑ پہ
حسنؑ، حسینؑ کو تا دیر یاد آئے ہیں

☆

بس اُن کی آنکھ کی بینائی کم نہیں ہوگی
حسنؑ کے نورِ نظر سے جو لَو لگائے ہیں

زہے نصیب کہ اُس گھر میں آئے ہیں قاسمؑ
جہاں ادب سے فرشتوں نے سر جھکائے ہیں

حسنؑ کے مہرِ منور سے روشنی لے کر
فلک پہ چاند ستارے بھی جگمگائے ہیں

یہ کربلا میں نیابت کریں گے شبرؑ کی
اسی غرض سے تو یہ کربلا میں آئے ہیں

بنامِ سبطِؑ پیمبرؐ بصورتِ تعویذ
حسنؑ کے ہاتھ کی تحریر ساتھ لائے ہیں

حسنؑ کے شیرؑ نے حملہ کیا تو اعدا کو
جنابِ حیدرِ کرّارؑ یاد آئے ہیں

جس آستاں سے فرشتوں نے بھیک پائی ہے
اُسی پہ ہم بھی مقدر بنانے آئے ہیں

☆

حسنؑ خموش رہے دینِ حق بچانے کو
یہ اب پدرؑ کی زباں بن کے رن میں آئے ہیں

یہ عمر اور یہ ثباتِ قدم بوقتِ وغا
قدم جمائے تھے جس جا وہیں جمائے ہیں

مقابلے پہ نہ قاسمؑ کے کوئی آئے کہ یہ
جلالِ شیرِ الٰہی دکھانے آئے ہیں

حسنؑ کے ماہِ منور کی دیکھ کر صورت
فلک پہ جتنے ستارے ہیں جھلملائے ہیں

رہِ خدا میں سرِ دشتِ کربلا قاسمؑ
عروسِ مرگ سے شادی رچانے آئے ہیں

ثنائے حضرتِ قاسمؑ ہی لکھ کے ہم نیرؔ
قسیمِ دوزخ و جنت کے پاس آئے ہیں

☆☆☆☆☆

منقبت۔۲

کیسی ابنِ حسنؑ کی صورت ہے
رن میں خیبر شکنؑ کی صورت ہے

ماہتابِ حسنؑ کی مدحت میں
حرف نجمِ سخن کی صورت ہے

شہؑ کی نصرت کے واسطے قاسمؑ
کربلا میں حسنؑ کی صورت ہے

گھر میں بیٹھا ہوں اور آنکھوں میں
اِک غریب الوطن کی صورت ہے

مدح گو بس رہے ہیں جنّت میں
خُلد بھی انجمن کی صورت ہے

ایک دولھاؑ کی کر رہا ہوں ثنا
منقبت یہ دلہن کی صورت ہے

تیغِ قاسمؑ ہے اور شام کی فوج
حشر کی طرح رن کی صورت ہے

ٹکڑے ٹکڑے ہے گُل بدن شہؑ کا
یہ شہادت چمن کی صورت ہے

لوگ سب دیکھ کر یہ کہتے ہیں
حُسنِ قاسمؑ حسنؑ کی صورت ہے

اب عبارت ہو منقبت اس پر
زندگی یہ کفن کی صورت ہے

حُبِّ قاسمؑ میں زندگی میری
گویا دیوانہ پن کی صورت ہے

گویا کاغذ پہ مدحتِ قاسمؑ
مستقل فکر و فن کی صورت ہے

جنگ قاسمؑ کی ہو بہ ہو دیکھو
آرزوئے حسنؑ کی صورت ہے

روبرو شاہِؑ دیں کے حُسنِ حسنؑ
قاسمِؑ گلبدن کی صورت ہے

لب پہ قاسمؑ کی منقبت نیّرؔ
مدحتِ پنجتنؑ کی صورت ہے

نیر اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی ''کشکولِ سخن'' جلد دوئم کے ایک مرثیہ بعنوانِ ''ظلم اور صبر'' کے چند بند

اے قلم ظلم کے اطوار دکھانا ہے مجھے اور مظلوم کے کردار دکھانا ہے مجھے
جورِ باطل کے سب آثار دکھانا ہے مجھے صبر اور شکر کے معیار دکھانا ہے مجھے
جبر کی زد پہ قلم اب تو علم کرتا ہے
صبر اور ظلم کی تاریخ رقم کرتا ہے

ظلم ہے شر کا عمل جس میں ہے ظالم کا مفاد صبر ہے خیرِ عمل، حُسنِ عمل، صدق نہاد
ظلم ہے حرص وہوس، جور و جفا، فسق وفساد صبر ہے جود و سخا، ذکرِ خدا، خوفِ معاد
ظلم کی اصل تو انسان کی خود غرضی ہے
صبر ہو نازِ بشر، حق کی یہی مرضی ہے

ظلم ہے مال میں غیروں کے خیانت کرنا صبر ہے ظلم کے باوصف ہدایت کرنا
ظلم ہے جبر و شقاوت کی حمایت کرنا صبر ہے تیغ کے سائے میں عبادت کرنا
وار جب ظلم کا مظلوم پہ چل جاتا ہے
صبر شبیرؑ کے کردار میں ڈھل جاتا ہے

ظلم ہے بیعتِ فاسق سے بشر کا اقرار صبر ہے بیعتِ فاسق سے مسلسل انکار
ظلم ظالم کا ہے اسلام پہ اک کذب کا وار صبر اسلام پہ کرتا ہے صداقت کا حصار
ظلم ظالم کی نگاہوں میں سفر کرتا ہے
صبر مظلوم کی آہوں میں سفر کرتا ہے

منقبت

در شانِ عونؑ و محمد علیہ السلام

مدحتِ عونؑ و محمدؑ جو بشر کرتے ہیں
مستقل خلد کی جانب وہ سفر کرتے ہیں

ہم غمِ عونؑ و محمدؑ میں بہا کر آنسو
عمر خوشنودیِ زینبؑ میں بسر کرتے ہیں

سودا جنت کا کوئی شخص نہیں کر سکتا
گوہرِ اشک سے ہم لوگ مگر کرتے ہیں

جعفرؑ و حیدرِ کرارؑ کی یاد آتی ہے
جنگ اس شان سے زینبؑ کے پسر کرتے ہیں

دل سے لکھ لکھ کے بہم عونؑ و محمدؑ کی ثنا
ہم دلِ حیدرِؑ کرار میں گھر کرتے ہیں

مدحتِ عونؑ و محمدؑ میں سرِ بزمِ عزا
دل سے نکلے ہوئے الفاظ اثر کرتے ہیں

☆

بھانجے ایسے کہ ماموں کی حفاظت کے لئے
سر ہتھیلی پہ لئے سینہ سپر کرتے ہیں

مرثیہ، نوحہ، سلام اور مناقب لکھ کر
ہم مودّت کی فضاؤں میں سفر کرتے ہیں

شیر دل بیٹی ہے یہ شیرِ خدا کی زینبؑ
اس کے بیٹے بھی فدا دین پہ سر کرتے ہیں

قطعہ بند

یہ نواسے بھی علمدار کے پوتے بھی ہیں
دونوں یوں سُوئے عَلم اپنی نظر کرتے ہیں

بھانپ کر اُن کی نظر زینبؑ مضطر بولیں
کیوں پریشان مرے جان و جگر کرتے ہیں

یہ تو بچے ہیں علمداری کا منصب ہے بڑا
دل میں کیوں خواہشِ بے جا یہ مگر کرتے ہیں

اِن کو عباسؑ کے ہوتے، ہے عَلم کی خواہش
مجھ کو شرمندہ مرے نورِ نظر کرتے ہیں

☆

ایک لشکر کے علمدار کبھی دو نہ ہوئے
دونوں کیوں منصب جعفرؑ پہ نظر کرتے ہیں

اک علم دو میں تو تقسیم نہیں ہو سکتا
کیوں تمنائے علم دونوں پسر کرتے ہین

دونوں بچوں کو بلا کر یہ کہا زینبؑ نے
دیکھو ماحول پہ ذی ہوش نظر کرتے ہیں

تم نواسے ہو علمدار کے، پوتے بھی مگر
ہم تمھیں نذرِ شہِ جن و بشر کرتے ہیں

دودھ اور خون کی تاثیر دکھا دو بڑھ کر
دے کے سر، معرکہ میدان میں سر کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

کون کس طرح فدا کرتا ہے جاں سرورؑ پر
بچے جا جا کے یہ زینبؑ کو خبر کرتے ہیں

اشک جو چشمِ عزادار سے باہر نکلے
فیضِ زہراؑ سے فرشتے وہ گہر کرتے ہیں

☆

چادریں وارثِ تطہیر کی چھن جائیں تو پھر
پردہ بالوں سے وہ دورانِ سفر کرتے ہیں

کربلا والوں کی یاد آتی ہے پھر پیاس ہمیں
اپنے ہونٹوں کو جو ہم پیاس میں تر کرتے ہیں

ہائے وہ شامِ غریباں وہ حرم میں ماتم
پیٹ کر سینہ و سر خاک بسر کرتے ہیں

قدر دنیا نہیں کرتی مری لیکن نیرؔ
اہلِ فن، اہلِ نظر، اہلِ ہنر کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

☆

شہزادہ علی اصغرؑ

وغائے اصغرِ معصوم کی مثال نہیں
یہ وہ کمال ہے جس کو کبھی زوال نہیں
گلے پہ تیرِ ستم کھا کے کر گئے ثابت
جہادِ حق کے لئے قیدِ ماہ و سال نہیں

منقبت

جناب سکینہ بنت الحسین علیہ السلام

ہوتے ہیں بیاں آپؑ کے اذکار سکینہؑ
محفل میں ہیں انوار ہی انوار سکینہؑ

عباسؑ کہیں ہے کہیں کردارؑ سکینہؑ
شبیرؑ کے مقصد کی نگہدار سکینہؑ

شبیرؑ سکینہؑ کو کیا کرتے تھے جب پیار
شبیرؑ کو کرتی تھیں بہت پیار سکینہؑ

کاٹے گی جو سجادؑ کی زنجیر کو اک دن
وہ گفتگو تیریؑ ہے کہ تلوار سکینہؑ

زینبؑ کی طرح بعدِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے
اسلام کی کشتی کی مددگار سکینہؑ

وہ شخص سوئے باغِ جناں جا نہیں سکتا
جو شخص نہیں تیرا طرفدار سکینہؑ

☆

یہ تیرا کرم ہے کہ اندھیرا ہوا معدوم
آتے ہیں نظر شام میں انوار سکینہؑ

اعجاز یہ دیکھا ہے کہ آغوش میں تیری
آتا ہے سرِ سیّدِ ابرارؐ سکینہؑ

آتے ہیں نظر مشک و علم جب بھی کہیں پر
یاد آتے ہیں عباسِؑ علمدار سکینہؑ

جس میں نہ بیاں آپؑ کے اوصاف ہوئے ہوں
وہ عرصۂ ہستی رہا بیکار سکینہؑ

اصغرؑ جو ہیں پیاسے تو یہ پانی نہیں پیتیں
عباسؑ کی مانند وفادار سکینہؑ

حق آشنا سُن سُن کے اسے ہوتے تھے شامی
کرتی تھیں جو ذکرِ شہِؑ ابرار سکینہؑ

خود قید ہے اسلام کو آزادی دلا کر
اسلام نہ بھولے گا، یہ ایثار سکینہؑ

☆

ہے اُن کا کرم جن کے قلم ہوگئے بازو
قمرؔ نے لکھے مدح کے اشعار سکینہؑ

اسلام پہ قربان

مظلومی کی تاریخ کا عنوان سکینہؑ
شبیرؑ کے مقصد کی نگہبان سکینہؑ
زندان کی تاریکی میں رہتے رہتے
خود ہوگئی اسلام پہ قربان سکینہؑ

مرکزِ روشنی

شاہِ دیں کی خوشی سکینہؑ ہے
حاصلِ زندگی سکینہؑ ہے
شام کی تیرگی میں دیکھو تو
مرکزِ روشنی سکینہؑ ہے

علمدار کی پہچان

پیغامِ شہِ دیں کی نگہبان سکینہؑ
اِک صبر و تحمل کا ہے قرآن سکینہؑ
پہچان سکینہؑ کی ہیں عباسؑ علمدار
عباسؑ علمدار کی پہچان سکینہؑ

نیّؔر اسعدی کے تصنیف کردہ مرثیہ ''نعمت''

سے جنابِ سکینہؑ کے حال کے چند بند

غُل تھا دربار میں رونے کا ہر اِک سمت مگر		پھر بھی بولا یوں سکینہؑ سے یزیدِؔ خود سر
ہے سُنا پیار بہت کرتے تھے تجھ کو تو پدرؑ		بات تو جب ہے بلانے سے خود آجائے یہ سر
سُن کے یہ بات، سکینہؑ نے کہا اے باباؑ
مجھ کو شرمندہ نہ کرنا مرے اچھے باباؑ

امتحاں میری محبت کا ہے باباؑ آؤ		امتحاں یہ مری غربت کا ہے باباؑ آؤ
امتحاں میری مصیبت کا ہے باباؑ آؤ		امتحاں آپؑ کی الفت کا ہے باباؑ آؤ
اپنی الفت کا یقیں اِن کو دلانا ہے تمھیںؑ
طشت سے اُٹھ کے مری گود میں آنا ہے تمھیںؑ

پھر تو سب نے سرِ دربار وہ منظر دیکھا		ایسا منظر نہ زمانے نے کہیں پر دیکھا
طشت سے اُٹھتے ہوئے معجزۂ سر دیکھا		گود میں بچی کی آتا سرِ سرورؑ دیکھا
اپنے دامن میں سرِ شاہؑ کی دولت پائی
بعد مدت کے سکینہؑ نے یہ نعمت پائی

اپنا منہ باپ کے منہ پر جو سکینہؑ نے رکھا		پھر سے دربار میں ہونے لگا کہرام بپا
عرض کی اس نے کہ الفت کا مری اے باباؑ		مان یہ تم نے رکھا ہے سرِ دربارِ جفا
صورتِ معجزہ صورت مجھے دکھلائی ہے
طشت سے اُٹھ کے جو نعمت مرے پاس آئی ہے

منقبت

بی بی معصومہ قُم، خواہرِ امام علی رضا علیہ السلام

فضائے عِلم قُم میں ہے، عطا معصومہؑ قُم کی
عطا قائم رہے گی یہ سدا معصومہؑ قم کی

سرِ میدانِ محشر سرخرو ہونا ہے گر تم کو
دلوں میں جاگزیں کر لو وِلا معصومہؑ قم کی

رضاؑ کے در سے ہو کر جاؤں گا پھر گلشنِ قُم میں
اگر حاصل ہوئی مجھ کو رضا معصومہؑ قُم کی

ہزاروں ظلم و استبداد کے اُٹھتے رہیں طوفاں
ہمیں محفوظ رکھے گی دُعا معصومہؑ قُم کی

عقیدت کے کھلیں گے پھول اب محفل میں ہر جانب
مرے ہونٹوں پہ آتی ہے ثنا معصومہؑ قُم کی

مَلک محسوس کرتے ہیں رضاؑ محسوس کرتے ہیں
صدائے بنتِ احمدؐ ہے صدا معصومہؑ قُم کی

☆

زمینِ قُم سے لاکھوں عِلم کے دریا نکلتے ہیں
مسلسل ہورہی ہے یہ عطا معصومۂ قُم کی

درِ مولا رضاؑ پر جب سے تکیہ کر لیا میں نے
عطا پر ہے عطا بالواسطہ معصومۂ قُم کی

جنابِ ثانیٔ زہراؑ کی سیرت دیکھی جاتی ہے
کہ ساری زندگی ہے آئینہ معصومۂ قُم کی

غریبی میں سکونِ قلب کی دولت عطا ہوگی
مجھے تربت پہ پہنچادو ذرا معصومۂ قُم کی

محبت پر بہن کی ناز کرتے ہیں بہت بھائی
شہِ مظلوم زینبؑ کی رضاؑ معصومۂ قُم کی

تڑپتا ہے مرا دل روضۂ پُر نور پھر دیکھوں
زیارت پھر سے ہو مجھ کو خدا معصومۂ قُم کی

مودّت کے اُفق پر فن کا سورج جگمگاتا ہے
ہیں نیّر عِلم کی کرنیں عطا معصومۂ قُم کی

در مدح

امیر مختارِ ثقفیؒ

منکرانِ حق کی ہستی تیغ سے فی النار کی
پیروی مختارؓ نے کی حیدرؑ کرّار کی

maablib.org

چند منتخب اشعار

☆

فطرتاً رکھی دلِ مختارؓ میں خالق نے آگ
انتقامِ خونِ آلِ احمدِؐ مختار کی

☆

قتل کر کے قاتلانِ آلؑ کو مختارؓ نے
عابدِؑ بیمار کی ہستی گُل و گُلزار کی

☆

جوش میں آئی مودّت جب شہِؑ ابرار کی
ٹوٹ کر بیڑی گری ہاتھوں سے تب مختارؓ کی

☆

اِک طرف فکرِ حسینیؑ، اِک طرف فکرِ یزیدؔ
جنگ جاری ہے ابھی کردار سے کردار کی

منقبت۔امیرِ مختار

منقبت میں نے پڑھی جب حضرتِ مختارؓ کی
دور تک پھیلی ہے نیّر روشنی افکار کی

حرملہ کی زندگی مختارؓ نے فی النار کی
پوری کردی یوں تمنا عابدؑ بیمار کی

جوش میں آئی مودّت جب شہِؑ ابرار کی
ٹوٹ کر بیڑی گری ہاتھوں سے تب مختارؓ کی

منکرانِ حق کی ہستی تیغ سے فی النار کی
پیروی مختارؓ نے کی حیدرِؑ کرّار کی

عصرِ عاشورہ طلب تھی شاہؑ کو انصار کی
پوری خالق نے یہ خواہش صورتِ مختارؓ کی

فطرتاً رکھی دلِ مختارؓ میں خالق نے آگ
انتقامِ خونِ آلِ احمدِؐ مختار کی

ذوالفقارِ حیدری خم ہو کے کرتی ہے سلام
دیکھتی ہے کاٹ جب مختارؓ کی تلوار کی

قتل کر کے قاتلانِ آلؑ کو مختارؓ نے
عابدؑ بیمار کی ہستی گل و گلزار کی

ہو کرم دستِ الٰہی، ہو کرم شیرِؑ خدا
منقبت لکھنی ہے مجھ کو حضرتِ مختارؓ کی

گھر پہ گھر بنتے رہے، بستی پہ بستی خُلد میں
کیسی کیسی صورتیں نکلیں مرے اشعار کی

انتقامِ خونِ شہؑ میں وقف کردی زندگی
مل نہیں سکتی مثال ایسی کہیں ایثار کی

جو درِ آلِ محمدؐ سے گریزاں ہو گئے
زندگی گزری ہے اُن کی سب بیکار کی

شاعرِ آلِ نبیؐ مغرور ہوسکتا نہیں
فیضِ بابِ علم سے ہے تمکنت پندار کی

ہم درِ اہلِ کسا سے دور ہو سکتے نہیں
آرزو رکھتے ہیں دل میں سایۂ دیوار کی

☆

زندگی میں بے ولائے اہلبیتؑ مصطفےؐ
کاوشِ ذکرِ خدا جس نے بھی کی بیکار کی

قطعہ بند

مبتلا ہونے لگے ہیں خوف میں اہلِ ولا
کچھ ہوا مل جائے اُن کو دامنِ مختارؒ کی

سر اُٹھاتے ہیں یزیدی پھر سے دیکھو دہر میں
ہم پہ لازم ہیں کریں تقلید ہم مختارؒ کی

☆☆☆☆☆

انتقامِ خونِ شاہِ کربلا کے واسطے
اِک جماعت حضرتِ مختارؒ نے تیار کی

جب بھی دیکھی ہے زبانوں پر ثنائے اہلبیتؑ
یاد آئی ہے زبانِ میثمِ تمارؒ کی

میرے ہونٹوں کو عمل کی راہ میں حق کے لئے
کس نے بخشی ہے سعادت جرأتِ اظہار کی

عابدؑ بیمار سے پوچھو وہی بتلائیں گے
کیا ہے عظمت حضرتِ مختارؒ کے زوّار کی

☆

اِک طرف فکرِ حسینی، اِک طرف فکرِ یزیدؔ
جنگ جاری ہے ابھی کردار سے کردار کی

مستقل مختارؓ نے بدلا لیا ہے آلؑ کا
مستقل میں نے بھی قمرؔ مدحتِ مختارؓ کی

☆☆☆☆☆

صورتِ مختار

کب تلک ظلم کے آثار نظر آئیں گے
کتنے سادات گرفتار نظر آئیں گے
پائیں گے، جائے اماں، پھر نہ کہیں پر ظالم
ہم اگر صورتِ مختارؓ نظر آئیں گے

☆☆☆☆☆

طوفان نگل جائیں گے

قتلِ سادات کے ہتھیار پگھل جائیں گے
فیضِ داوؑدؓ سے ماحول بدل جائیں گے
قہر اللہ کا نازل جو زمیں پر ہوگا
جو ہیں ظالم، اُنہیں طوفان نگل جائیں گے

اوروں کی عید کی تو ہمیں کچھ خبر نہیں
لیکن ہماری عید تو عیدِ غدیر ہے

شریعت، علم و حکمت، استقامت، عقل و دانائی
علیؑ کے گھر کی دولت ہے علیؑ کے گھر سے ملتی ہے

اِک اُفق پر جلوہ گر ہیں دو دل و جانِ غدیر
مہرِ تابانِ غدیر اور ماہِ تابانِ غدیر

عیدینِ
غدیر و مباہلہ

طہارت کی ہے گویا کہکشاں یہ
کہ سچّائی کی روشن انجمن ہے

نگاہوں میں صداقت کا چمن ہے
زباں وقفِ ثنائے پنجتن ہے

چند منتخب اشعار

خدا مولا، نبیؐ مولا، علیؑ مولا، ہمارے ہیں
تسلسل سے یوں جاگی اپنی قسمت خم کے میداں میں

مبارک حیدرِؑ کرّار کو عہدہ ولایت کا
کہ ان سے سلسلہ قائم ہے محشر تک امامتؑ کا

سر پر علیؑ کے تاجِ ولایت کو دیکھ کر
سورج طواف کرتا ہے دن بھر غدیر کا

غدیرِ خُم میں یاد آتی ہے دعوت ذوالعشیرہ کی
کشش جو بھی ہے منظر میں وہ پس منظر سے ملتی ہے

ایماں کی تازگی کے لئے حج کے بعد ایک
چکر لگا کے آیئے، جا کر غدیر کا

عید غدیر۔۱

غدیرِ خُم کی محفل میں نئے منبر سے ملتی ہے
شرابِ حبِّ حیدرؑ دستِ پیغمبرؐ سے ملتی ہے

سکوں کی جنس دفتر سے نہ مجھ کو گھر سے ملتی ہے
یہ ملتی ہے تو بزمِ مدحتِ حیدرؑ سے ملتی ہے

فضا علمِ نبیؐ کی جو لبِ حیدرؑ سے ملتی ہے
کبھی شبیرؑ سے ہم کو کبھی شبرؑ سے ملتی ہے

غدیرِ خُم میں یاد آتی ہے دعوت ذوالعشیرہ کی
کشش جو بھی ہے منظر میں وہ پس منظر سے ملتی ہے

بقولِ شافعؑ محشر عبادت منزلِ حق ہے
مگر جو منزلِ حق ہے رُخِ حیدرؑ سے ملتی ہے

قطعہ بند

ابو طالبؑ کے گھر میں روشنی ہے کُلِّ ایماں کی
ابوطالبؑ کو نعمت خانۂ داور سے ملتی ہے

مودّت کُلِّ ایماں کی ہمارا جزوِ ایماں ہے
ہمیں ایمان کی دولت درِ حیدرؑ سے ملتی ہے

☆☆☆☆☆

☆

محمدؐ ہیں مدینہ عِلم کا حیدرؑ ہیں دروازہ
کہ دولت علم کی اُس عِلم ہی کے در سے ملتی ہے

جھلک عدلِ علیؑ کی ذوالفقارِ حیدرؑی میں ہے
ہمیں یہ بات فرقِ مرحب و عنترؔ سے ملتی ہے

علیؑ کا نام لے کر آگ میں وہ کود جاتا ہے
سند جس کو غلامی کی درِ قنبرؓ سے ملتی ہے

شرابِ حُبِّ حیدرؑ سے طہارت دل کی ہوتی ہے
ہمیں چھن کر جو یہ تطہیر کی چادر سے ملتی ہے

ملیں گے جنت الفردوس میں پھر ہم علیؑ والے
وِلا کی بزم جا کر ساقیِ کوثر سے ملتی ہے

کبھی دنیا کی دولت سے خریدی جا نہیں سکتی
ہمیں وہ نعمتِ عشقِ علیؑ بوذرؓ سے ملتی ہے

شب ہجرت کے بستر پہ غدیرِ خُم کے منبر پہ
علیؑ کی شکل و صورت روئے پیغمبرؐ سے ملتی ہے

☆

شریعت، علم و حکمت، استقامت، عقل و دانائی
علیؑ کے گھر کی دولت ہے علیؑ کے گھر سے ملتی ہے

مرا کشکولِ چشمِ شوق بھر جاتا ہے محفل میں
وِلا کی مے جو چشمِ ساقیِٔ کوثر سے ملتی ہے

یقیں جن کو ولایت پر نہیں وہ در بہ در بھٹکیں
ہدایت بعدِ پیغمبرؐ ہمیں حیدرؑ سے ملتی ہے

شجاعت حیدرِؑ کرّار کی کاغذ پہ لکھتا ہوں
مری تخئیل جب جبریلؑ کے شہپر سے ملتی ہے

کبھی تم پیروی بزمِ سقیفہ کی نہیں کرنا
کہ دستارِ فضیلت دستِ پیغمبرؐ سے ملتی ہے

مرا کشکولِ مدحت تو کبھی خالی نہیں ہوگا
مسلسل بھیک شہرِ علم کے جب درؑ سے ملتی ہے

علیؑ کا اور اولادِ علیؑ کا فیض ہے ایسے
کہ جیسے روشنی ہم کو مہ و اختر سے ملتی ہے

☆

کبھی دل میں تمھارے عشقِ حیدرؑ ہو نہیں سکتا
تمھارے دل کی یہ خصلت بڑے پتھر سے ملتی ہے

زمانہ جاہ و منصب کی طلب میں رات بھر جاگا
علمداری جو سویا اُسؑ کو پیغمبرؐ سے ملتی ہے

مرا دامن کسی صورت کبھی خالی نہیں ہوگا
مجھے دامن میں بھکشا جب درِ حیدرؑ سے ملتی ہے

وِلا کے گل نہیں کھلتے ہیں جس کے دل میں اے نیّر
فلک سے سنگ کی بارش اسی کے سر سے ملتی ہے

☆☆☆☆☆

علیؑ کی تاجپوشی کا

علیؑ نے پالیا انعام حق سے سرفروشی کا
جو مولائی ہیں نیّر وہ مزا لیں بادہ نوشی کا

ہے جس منظر کا پس منظر شبِ ہجرت، ''وہ منظر'' ہے
غدیرِ خم کے منبر پہ علیؑ کی تاجپوشی کا

☆☆☆☆☆

عید غدیر۔۲

منبر ہے، مصطفیٰؐ ہیں، علیؑ ہیں، غدیر ہے
خیر العمل کی گونج میں خیرِ کثیر ہے

فرقِ علیؑ پہ تاجِ ولایت سجایئے
یہ مصطفیٰؐ کو حکمِ خدائے قدیر ہے

بتلا رہا ہے آیۂ بلِّغ کا حکم صاف
تبلیغِ حق میں کام یہی ناگزیر ہے

مولاؑ بنا رہے ہیں علیؑ کو رسولِؐ پاک
میدانِ خُم ہے سامنے جمِ غفیر ہے

اللہ رے نبیؐ و علیؑ میں مماثلت
شاہِؐ رُسل کی شان کا گویا وزیرؑ ہے

مولا کا لفظ جچتا نہیں اور کسی کے ساتھ
یہ لفظ زیبِ نامِ جنابِ امیرؑ ہے

وہ جس کے سر پہ تاجِ ولایت رکھا گیا
وہ نائبِؑ جنابِ رسولِؐ قدیر ہے

☆

اوروں کی عید کی تو ہمیں کچھ خبر نہیں
لیکن ہماری عید تو عیدِ غدیر ہے

بخِِ لک سنا تو یہ تاریخ نے کہا
جو ہے زباں پہ، کیا وہ صدائے ضمیر ہے؟

کُل نعمتیں تمام ہوئیں ہیں غدیر میں
پروردگار یہ ترا فیضِ کثیر ہے

مجھ کو کسی شرابِ زمانہ سے کیا غرض
میری شراب بادۂ خُمِ غدیر ہے

دنیا سمجھ رہی ہے کہ میں پڑھ رہا ہوں حمد
حالانکہ لب پہ ذکرِ جنابِ امیرؑ ہے

مولائے کائنات جو میرا امیرؑ ہے
کشکول ہے بھرا ہوا بندہ فقیر ہے

پیہم حصارِ حُبِّ علیؑ میں اسیر ہے
یہ ہے سبب کہ دل مرا روشن ضمیر ہے

☆

اُس کے لئے تو رونقِ دنیا حقیر ہے
جس کی نظر میں روئے جنابِ امیرؑ ہے

پوچھے کوئی علیؑ سے عبادت کی لذّتیں
مصروف ہیں نماز میں پاؤں میں تیر ہے

ذکرِ علیؑ کرو کہ عبادت ہے دوستو
یہ قولِ مصطفیٰؐ ہے، عمل ناگزیر ہے

یہ فیض ہے خدا کا تہی دست میں نہیں
مولائے کائناتؑ مرا دستگیر ہے

میں ہوں ازل سے خاکِ قدم بوترابؑ کی
شامل وفا ہے جس میں وہ میرا خمیر ہے

مت پوچھیئے کہ کتنا ملا ہے سکوں مجھے
نادِ علیؑ لبوں پہ جو وقتِ اخیر ہے

خیبر شکنؑ نہ کیوں ابوطالبؑ کا لعل ہو
بنتِ اسد کا شیرؑ الٰہی میں شیر ہے

☆

روشن ہیں جس سے فہم و فراست کے راستے
مولا علیؑ کی ذات وہ بدرِ منیر ہے

بعدِ فنا، نجف میں بنے گا مرا مزار
مٹی وہیں ملے گی، جہاں کا خمیر ہے

پائی جہاں سے بھیک فرشتوں نے بارہا
نیّر تو فطرتاً اُسی در کا فقیر ہے

☆☆☆☆☆

تجلّی

ملا عہدہ ولایت کا بحکمِ کبریا نیّر
بہ دستِ احمدِ مرسل علیؑ کو خم کے میداں میں
بلند اتنا کیا ہے صاحبِ معراج نے اُنؑ کو
تجلّی آ گئی مولائیّت کی گلشنِ ایماں میں

☆☆☆☆☆

عیدِ غدیر۔۳

علیؑ کے سر رہے گی حشر تک تکمیلِ ایمانی
کہ یہ تاجِ ولایت ہے، نہیں ہے تاجِ سلطانی

مدد اے خالقِ اکبر کروں کیونکر ثنا خوانی
کہ ذاتِ مرتضیٰؑ ہے ماورائے فکرِ انسانی

وہ ہم نامِ خدا ہیں کیا کروں اُن کی ثنا خوانی
نہیں اُن کا کوئی ہمتا نہیں اُن کا کوئی ثانی

غدیرِ خُم کے میداں میں ہے تکمیلِ ایمانی
بہ یک جلوہ نظر آتے ہیں دو انوارِ یزدانی

غدیرِ خُم کی مئے پی کر بہت سرشار رہتے ہیں
کہ ہم سے دور کوسوں دور رہتی ہے پریشانی

علیؑ مولاؑ بنے جب حکمِ رب سے خُم کے میداں میں
علیؑ کے دشمنوں کی آرزو پر پھر گیا پانی

☆

کوئی پڑھ کر ذرا نہج بلاغہ کا اثر دیکھے
کہ ہوگی ذہن و دل میں علم و حکمت کی فراوانی

زمینِ شعر میں مدحت کے گُل کھلتے ہی رہتے ہیں
پئے سجدہ قلم کاغذ پہ رکھتا ہے جو پیشانی

محمدؐ آئینہ اور آئینے کا آئینہ حیدرؑ
اِن آئینوں میں گُم ہے اب نگاہ و دل کی حیرانی

اٹھو بادہ کشو، جلدی چلو مے خانۂ خُم میں
علیؑ کی تاجپوشی پر بہت ہے مے کی ارزانی

شب ہجرت کے بستر پر غدیرِ خُم کے منبر پر
وصیِ مصطفےٰؐ ہیں اور جلووں کی فراوانی

نگہبانیءِ دینِ حق کی خاطر موجزن دیکھا
ابوطالبؑ کے خوں میں جذبۂ ایثار و قربانی

جو بندہ اپنے قاتل کو بھی شربت خود پلاتا ہے
اُسی پر ختم ہے انسانیت کی حدِ امکانی

☆

بہت ہی مطمئن ہیں مصطفٰےؐ اب خُم کے میداں میں
سپردِ مرتضٰےؑ، اسلام کی کر کے نگہبانی

علیؑ کا نام میں نے لکھ دیا ہے کشتیِ جاں پر
سلامی کے لئے اٹھتی ہے دریاؤں کی طغیانی

لبِ اظہارِ حیدرؑ کی ولایت میں نہیں کھلتے
ترے دل سے زباں تک ہے مسافت کتنی طولانی

سلونی کا مزہ آنے لگا نہج البلاغہ میں
ہیں مولاؑ کی زباں میں موجزن آیاتِ قرآنی

فرزدقؔ سے خلوصِ دل سے لَو میں نے لگائی ہے
عطا کردے مرے مالک شعورِ منقبت خوانی

علیؑ کی کر کے بیعت پھر گئے ہیں جو بھی دنیا میں
انہیں ہوگی بہت محشر میں اے قمرؔ پشیمانی

مرے مشکل کشاؑ مشکل میں میرے پاس ہوتے ہیں
گزر جائے گی اے قمرؔ رہِ مرقد بہ آسانی

غدیر۔۴

مبارک حیدرِ کرّار کو عہدہ ولایت کا
کہ ان سے سلسلہ قائم ہے محشر تک امامتؑ کا

وہ پھیلی روشنی اٹھا جنازہ شامِ ظلمت کا
خلافت میں علیؑ کی نور پھیلا ہے امامت کا

نہیں ادراک جس کو شیرؑ یزداں کی شجاعت کا
وہی انسان بزدل ہے وہی ہے پست ہمّت کا

علیؑ نے چاک کچھ ایسے کیا پردہ حقیقت کا
نظر آنے لگا چاروں طرف چہرہ امامتؑ کا

کوئی ہے دین کا طالب کوئی بندہ ہے دولت کا
مگر میں ہوں کہ دیوانہ ہوں حیدرؑ کی محبت کا

انہیںؑ کے پاس جاکر حال پوچھو اپنی قسمت کا
علیؑ کی ذاتِ اقدس ہے خزانہ علم و حکمت کا

کرم ہے، فیض ہے، اعجاز ہے، خالق کا بندے پر
برائے مدح خوانی موج میں آنا طبیعت کا

☆

مرے مالک مجھے جبریلؑ کے پر کا قلم دے دے
کہ لکھنا ہے قصیدہ مجھ کو حیدرؓ کی شجاعت کا

ہیں مصروفِ عبادت، پاؤں میں ہے تیر پیوستہ
کوئی لائے زمانے میں جواب ایسی عبادت کا

تلاشِ علم، ہوکر دور شہرِ علم کے در سے
کہاں ممکن ہے درماں اس بصیرت اور بصارت کا

ہوئے فی النار کافر تیغِ حیدرؓ رن میں جب چمکی
نظر کے سامنے پھرنے لگا منظر قیامت کا

گزارا کر رہے ہیں جَو کی روٹی پر مرے مولاؑ
امیرالمومنینؑ سے لے سبق دنیا قناعت کا

درِ علمِ نبیؐ ہونے کا حاصل ہے شرف انؑ کو
یقیناً ہے علیؑ کی ذات سر چشمہ ہدایت کا

لکھا ہے لوحِ دل پر یا علیؑ مولا، علیؑ مولا
بدل دنیا میں ممکن ہی نہیں ہے اس عبارت کا

☆

مقدر کی رسائی ہو تو جاؤ علم کے در تک
کہ تم پر راز کھل جائے گا خود اپنی حقیقت کا

کبھی روٹی، کبھی انگشتری دی ہے فرشتوں کو
قصیدہ پڑھ رہا ہے ہل اتیٰ اِن کی سخاوت کا

نجف پہنچوں سبیل ایسی مرے معبود پیدا کر
دلِ مضطر بہت مشتاق ہے اُن کی زیارت کا

محمدؐ اور علیؑ پیدا ہوئے ہیں نورِ واحد سے
حقیقت میں علیؑ کی ذات پرَتو ہے رسالتؐ کا

درِ علمِ نبیؐ پر گر کوئی سر اپنا خم کر دے
اُسے ادراک ہوجائے محمدؐ کی شریعت کا

زمانہ سنّتِ پیغمبرِؐ اسلام کو سمجھے
علیؑ کی ذات آئینہ ہے پیغمبرؐ کی سیرت کا

علیؑ سے عشق فردوسِ معلّٰی کی ضمانت ہے
چھپائے پھر رہا ہوں دل میں پروانہ میں جنّت کا

☆

غلامی کی سند مل جائے قنبرؓ کی طرح لیکن
محبت کرنے والے میں سلیقہ ہو محبت کا

میں مصروفِ عبادت ہوں رُخِ حیدرؓ نظر میں ہے
مزہ ملتا ہے نیّر مجھ کو قرآں کی تلاوت کا

☆☆☆☆☆

تعبیرِ خواب

میخانۂ غدیر کی مجھ کو شراب دے
مولاؑ کا انتخاب ہوا بے حساب دے
دیکھا ہے میں نے خواب میں منظر غدیر کا
پروردگار اب مجھے تعبیرِ خواب دے

☆☆☆☆☆

جنابِ امیرؑ

بھر بھر کے جام پیتا ہوں نیّر غدیر سے
لغزش نہ ہو سکے گی کہیں پر فقیر سے
زردار ہو کوئی سنگِ دنیا تو کیا مجھے
میں بھیک مانگتا ہوں جنابِ امیرؑ سے

عیدِ غدیر۔۵

طاقِ دل میں ضوفشاں ہے شمعِ ایمانِ غدیر
منقبت یوں لکھ رہا ہوں میں بعنوانِ غدیر

عرصۂ گیتی پہ تھا جو پہلے میدانِ غدیر
فیضِ مولاؑ سے ہوا ہے اب گلستانِ غدیر

منتشر ہیں ساری دنیا میں حریفانِ غدیر
متحد بزمِ ولا میں ہیں محبانِ غدیر

اِک اُفق پر جلوہ گر ہیں دو دل و جانِ غدیر
مہرِ تابانِ غدیر اور ماہِ تابانِ غدیر

دیکھ چشمِ فکر سوئے جشنِ میدانِ غدیر
مجھ کو لکھنا ہے قصیدہ ایک شایانِ غدیر

مصطفیٰؐ کے ہاتھ سے مولاؑ بنے ہیں مرتضیٰؑ
منبرِ پالانِ اُشتر پر بہ اعلانِ غدیر

حشر کے دن نارِ دوزخ میں وہ ڈالے جائیں گے
جو بھلا بیٹھے ہیں کر کے عہد و پیمانِ غدیر

☆

جانشینِ مصطفٰےؐ کا جب بھی اُٹھے گا سوال
فیصلہ ہوگا ہمیشہ پڑھ کے فرمانِ غدیر

منبرِ پالانِ اُشتر، دستِ احمدؐ اور علیؑ
بے سروسامانیوں میں ہے یہ سامانِ غدیر

کیا نظر کے سامنے کھینچا ہے منظر فکر نے
محفلِ جشنِ ولایت ہے کہ ایوانِ غدیر

دعویٰ ایماں جسے ہے وہ یہ پہلے سوچ لے
فیصلہ ایمان کا ہوگا بہ میزانِ غدیر

دیکھتی ہی رہ گئی دنیا سوئے دستِ نبیؐ
بن گئے مولاؑ علیؑ ازروئے فرمانِ غدیر

ہر تولائی کے سر پر دھوپ کی شدّت میں دیکھ
سایۂ دامانِ رحمت ہے کہ دامانِ غدیر

اِک اُفق پر چاند سورج یوں ہیں جلوہ گر کہ ہیں
منبرِ پالانِ اُشتر پر دل و جانِ غدیر

☆

اپنی یہ عیدِ غدیر افضل تمام عیدوں سے ہے
کیوں نہ ہر مومن دل و جاں سے ہو قربانِ غدیر

جشنِ مولائے دو عالم دیکھنے کے واسطے
رات دن شام و سحر رہتا ہے ارمانِ غدیر

مصطفٰےؐ کے بعد ہے قائمِ مقامِ مصطفٰےؐ
میرا مولاؑ، میرا آقاؑ، میرا سلطانِ غدیر

جو بھی دل سے منکرِ مولاؑ ہوا ہے دوستو
عرش سے برسے ہیں اس پر سنگِ بارانِ غدیر

خطبۂ آخر محمدؐ کا ہواؤں کی قسم
رہتی دنیا تک رہے گا اب نگہبانِ غدیر

منبرِ پالانِ اُشترؑ کی قسم اب دہر میں
قریہ قریہ کھولے جائیں گے دبستانِ غدیر

دیکھنا جشنِ ولایت پر ہے یہ ساقیؑ کا فیض
ٹوٹ کر برسا ہے نیّر ابرِ بارانِ غدیر

عید غدیر۔۶

مجھے ہوتی جو مولاؑ کی زیارت خُم کے میداں میں
تو ڈھل جاتی بصارت میں بصیرت خم کے میداں میں

ہوئی ہے ختم ہر دنیا کی نعمت خُم کے میداں میں
برستی ہے خدا کی خاص رحمت خُم کے میداں میں

علیؑ مولا بنے شاہِ ولایت خُم کے میداں میں
کہ قائم ہوگئی گویا امامتؑ خُم کے میداں میں

اگر میں دیکھتا حیدرؓ کی صورت خم کے میداں میں
تو میں کرتا نئے رُخ سے عبادت خُم کے میداں میں

مکمل ہوگیا کارِ نبوت خم کے میداں میں
کہ نازل ہوگئی، بلّغ کی آیت خم کے میداں میں

محمدؐ کردو اعلانِ ولایت خم کے میداں میں
بصد تاکید ہے حکمِ مشیّت خم کے میداں میں

نبیؐ کے سامنے جب آئی اُمت خم کے میداں میں
علیؑ کو سونپ دی اپنی نیابت خم کے میداں میں

☆

ملی دستِ پیمبرؐ پر جو رفعت خم کے میداں میں
ہوا حیدرؑ سے آغازِ امامتؑ خم کے میداں میں

علیؑ کو جب وصی اپنا بنایا تھا محمدؐ نے
دلوں پر کن کے ٹوٹی تھی قیامت خم کے میداں میں

علیؑ کی تاجپوشی پر وِلا کے جام چلتے ہیں
بپا ہوتا ہے اِک جشنِ مسرّت خم کے میداں میں

خدا مولا، نبیؐ مولا، علیؑ مولا ہمارے ہیں
تسلسل سے یوں جاگی اپنی قسمت خم کے میداں میں

وِلائے کُلِّ ایماں ہے مرے دل کے خزانے میں
کہ یہ حاصل ہوئی ایماں کی دولت خم کے میداں میں

علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر میرے آقاؐ نے
امامت کی بتائی سب کو صورت خم کے میداں میں

جو وعدہ ذوالعشیرہ میں کیا تھا، کردیا پورا
علیؑ کو دے کے جیتے جی خلافت خم کے میداں میں

قیادت کی ہوس میں ہاتھ مَلتی رہ گئی دنیا
علیؑ کے سر رہا تاجِ ولایت خم کے میداں میں

عمل خیرالعمل ہوگا اسی پر تم عمل کرنا
محمدؐ نے جو تم کو دی ہدایت خم کے میداں میں

ڈبو کر بحرِ حبِّ ساقیِؑ کوثر میں ہستی کو
جسے بھی چاہئے وہ لے لے جنّت خم کے میداں میں

پسر ہے کلِّ ایماں یہ ہے ایمانِ ابو طالبؑ
ہمیں یہ مل گئی ایماں کی دولت خم کے میداں میں

خدا نے آسماں سے اُس کے سر پر سنگ برسائے
کیا جس نے بھی انکارِ ولایت خم کے میداں میں

سجاؤ لاکھ تم بزمِ سقیفہ میں خلافت کو
مگر جو سج گئی بزمِ خلافت خم کے میداں میں

نہیں ہے سیرتِ شیخین سے مطلب، سبب یہ ہے
کہ حاصل ہوگئی ہم کو شریعت خم کے میداں میں

صدا بخٍّ لکَ کی جن کے ہونٹوں پر تھی اے قمؔر
نہ جانے اُن کے دل کی کیا تھی حالت خم کے میداں میں

عید غدیر ہے

مکمل ہو گیا کارِ نبوت خُم کے منبر پر
نبیؐ نے رکھ دیا تاجِ ولایت فرقِ حیدرؑ پر

علیؑ کا نام لے کر جب قدم رکھا ہے منبر پر
تو بابِ علم نیّر کُھل گیا فکرِ سخنور پر

شجاعت اور علمداری کو دیکھو ایک محور پر
علیؑ نے جنگِ خیبر میں علم گاڑا ہے پتھر پر

امامت اور نبوت کے ہیں جلوے خم کے منبر پر
کہ دیکھے جا رہے ہیں چاند سورج ایک محور پر

شرابِ حُبِّ حیدرؑ ہر جگہ ہر وقت پیتے ہیں
یہ مے نوشی کبھی ہوتی نہیں موقوف ساغر پر

عبادت کی مجھے معراج حاصل ہوتی جاتی ہے
خدا کی یاد ہے دل میں نظر ہے روئے حیدرؑ پر

☆

کرم کی بھیک کا ٹوٹے تسلسل غیر ممکن ہے
لیے کشکول بیٹھا ہوں درِ مولائے قنبرؓ پر

کبھی اترا ستارا اور کبھی سورج پلٹ آیا
بلندی سر بہ سجدہ ہے درِ آلِؑ پیمبرؐ پر

ہوائے آیۂ بلّغ سے گُل کھلتے ہیں صحرا میں
بہاریں آرہی ہیں گلشنِ دینِ پیمبرؐ پر

طلب سے بھی سوا وہ مانگنے والے کو دیتے ہیں
نظر رکھتے نہیں مولاؑ کبھی ظرفِ گداگر پر

ہر اِک مشکل کو پانی کردیا ساقیٔؑ کوثر نے
سفینہ میری ہستی کا چلا غم کے سمندر پر

ابو طالبؑ کے خوں میں موجزن ہے عزمِ قربانی
بقائے دیں کی خاطر گردنیں رکھ دی ہیں خنجر پر

خدا مولا، نبیؐ مولا، علیؑ مولا ہمارے ہیں
بہت ہے ناز اے قمرؔ ہمیں اپنے مقدر پر

عیدِ غدیر۔۸

ملیں ہیں اس قدر خوشیاں غدیرِ خم کے میداں سے
بیاباں بھی نظر آنے لگے ہم کو گلستاں سے

عبادت کا بھرم قائم ہے ذکرِ شیرِؑ یزداں سے
مرا ایماں سلامت ہے وِلائے کُلِّ ؑ ایماں سے

جہاں بھی مشکلیں بڑھتی ہیں قمؔر حدِّ امکاں سے
وہیں مشکل کُشاؑ کو یاد کرتا ہوں دل و جاں سے

مسلسل لَو لگا کر علم کی شمعِ فروزاں سے
اجالا کر رہا ہوں اپنے دل میں نورِ عرفاں سے

علیؑ بھی اُس کے مولاؑ ہیں محمدؐ جس کے مولاؐ ہیں
صبا پیغام لائی ہے غدیرِ خم کے میداں سے

سفر میں زندگی ہے اور منزل ہے نجف میری
علیؑ کے در پہ پہنچوں گا گزر جاؤں اگر جاں سے

☆

فرشتے قبر میں آکر مجھے یہ دیکھ کر بولے
کہاں کی پرسشِ اعمال حیدرؓ کے ثنا خواں سے

مسلسل میں نے لوحِ دل پہ مولا یا علیؑ مولا
سکونِ دل کی خاطر لکھ دیا تارِ رگِ جاں سے

صبا احسان ہو مجھ پر اگر مشکل کشاؑ کو تو
نجف جا کر خبر کر دے برے حالِ پریشاں سے

سخاوت، فکر و دانش، علم و حکمت، دولتِ ایماں
درِ حیدرؓ کے صدقے مل گئے سب کچھ مجھے یاں سے

غلامیِ علیؑ کے دعویداروں سے گزارش ہے
غلامی کا سبق حاصل کریں بوذرؓ سے سلماںؓ سے

لگا ہے تیر پاؤں میں مگر محوِ عبادت ہیں
ملا ہے بندگی کا درس ہم کو ایسے انساں سے

شبِ معراج لہجے میں علیؑ کے خالقِ کُل نے
نہ جانے عرش پر کیا گفتگو کی اپنے مہماں سے

☆

جنوں کی حد سے گزرے ہیں تو لوحِ وقت پر ہم نے
علیؑ کا نام پیہم لکھ دیا تارِ گریباں سے

بغیر الفتِ حیدرؑ بتا دو اے مسلمانو
سبکدوشی بھلا کس طرح ہوگی بارِ عصیاں سے

اسی نے نوحؑ کی کشتی کو طوفاں سے بچایا ہے
بنا کر رکھ دیے ساحل ہزاروں جس نے طوفاں سے

ہے دل میں الفتِ مولائے قنبرؑ جاگزیں نیّر
پلٹ کر رکھ دیے جس نے مری تقدیر کے پانسے

☆☆☆☆☆

اسلام چل رہا ہے مسلسل

دینِ خدا ہوا ہے مکمل غدیر سے
ہر مسئلے کا ہم کو ملا حل غدیر سے
تم پیرویِ اہلِ سقیفہ کرو مگر
اسلام چل رہا ہے مسلسل غدیر سے

☆☆☆☆☆

عیدِ غدیر۔۹

منبر نیا نبیؐ نے بنایا غدیر میں
حکمِ خدا پھر اُس پہ سنایا غدیر میں

جز مرتضیٰؑ بتاؤ، خلافت کے واسطے
دستِ نبیؐ نے کس کو اُٹھایا غدیر میں

تکمیل نعمتوں کی ہوئی یوں، نعیم نے
نائب رسولِؐ حق کا بنایا غدیر میں

مثلِ خدا مثالِ محمدؐ رسولؐ نے
مولا علیؑ کو سب کا بنایا غدیر میں

حاصل ہے سر بلندی ہمیں یوں کہ اپنا سر
ہم نے بصد خلوص جھکایا غدیر میں

ساقیؑ بنیں گے شاہِ ولایت بہ فیضِ حق
بس اس خوشی میں جام لُنڈھایا غدیر میں

احمدؐ نے ذوالعشیرہ میں وعدہ کیا تھا جو
وعدہ وہ اپنا جا کے نبھایا غدیر میں

☆

ہاتھوں پہ مرتضیٰ کو اٹھا کر رسولؐ نے
مولاؑ بنا بنا کے دکھایا غدیر میں

جب میں نہ ہوں تو پیروی کرنا علیؑ کی تم
اُمت کو مصطفےٰؐ نے بتایا غدیر میں

مولاؑ بنیں گے ساقیِؑ کوثر، رسولؐ نے
محفل کو رشکِ خُلد بنایا غدیر میں

کعبے میں دوش پر یہاں ہاتھوں پہ ہیں علیؑ
رتبہ نبیؐ نے اور بڑھایا غدیر میں

مولاؑ، امامؑ، پیشواؑ اور نائبِؑ رسولؐ
کیا کچھ نہ مومنین نے پایا غدیر میں

جل جائے گا وہ نارِ جہنم میں سر بہ سر
دامن اگر علیؑ سے بچایا غدیر میں

جو منکرِ علیؑ ہوا، خالق نے عرش سے
پتھر اس کے سر پہ گرایا غدیر میں

قطعہ بند

چمکا ہلالِ عید، ہر اِک عید میں مگر
خلاقِ کُل نے اُس کو چھپایا غدیر میں

افضل تمام عیدوں سے اپنی یہ عید ہے
ماہِ منیرِ حق نے دکھایا غدیر میں

☆☆☆☆☆

بخٍّ لک جو کہتے رہے تھے انہوں نے کب
نیّر ضمیر اپنا جگایا غدیر میں

☆☆☆☆☆

تاج پوشیِ ایمانِ کُل

ہمارا نائبِ ختمِ رُسل غدیر میں ہے
کِھلا وہ شاخِ ولایت پہ گُل غدیر میں ہے
بچو۔ سقیفۂ اہلِ نفاق سے نیّر
کہ تاج پوشیِ ایمانِ کُلّ غدیر میں ہے

☆☆☆☆☆

عیدِ غدیر۔۱۰

تبدیل ہو رہا ہے جو منظر غدیر کا
کانٹا بھی بن گیا ہے گُلِ تر غدیر کا

صد رشک باغِ خُلد ہے منظر غدیر کا
کس اوج پر ہے نجمِ مقدّر غدیر کا

قطعہ بند

پالانِ شُتر رکھے گئے اِک پہ ایک جب
منبر بنا حسیں سے حسیں تر غدیر کا

اتنا بلند کوئی بھی منبر بنا نہیں
جتنا بلند بن گیا منبر غدیر کا

قطعہ بند

قرطاس اور قلم نہیں دیتے نبیؑ کو یوں
خطبہ نبیؑ نہ دیں کہیں لکھ کر غدیر کا

لیکن لکھا گیا نہیں خطبہ، دیا تو تھا
محفوظ ہے وہ خطبہ ہوا پر غدیر کا

قطعہ بند

منبر پہ دستِ احمدِؐ مرسل پہ ہیں علیؑ
حیدرؑ کے زیرِ پا ہے بشر ہر غدیر کا

قد آوری کا جن کو ہے دعویٰ وہ دیکھ لیں
کتنی بلندیوں پہ ہے حیدرؑ غدیر کا

☆☆☆☆☆

عیدِ غدیر پر نہیں دیکھا ہلالِ عید
دیکھا ہے پورا ماہِ منور غدیر کا

قطعہ بند

کیسے بندھے گی تختِ سلیمانؑ کی ہوا
باندھا ہے جب کجاووں سے منبر غدیر کا

اس کی ہوا ہے چاروں طرف فرش و عرش پر
گویا فضا میں اب بھی ہے منظر غدیر کا

آئینہ مصطفےٰؐ کا ہیں حیدرؑ بہ فیضِ حق
دونوں جہاں پہ کھل گیا جوہر غدیر کا

معراج میں نبیؐ و علیؑ ساتھ ساتھ تھے
یہ کھل گیا کہ کھل گیا منظر غدیر کا

صحرا میں کھل رہے ہیں مسلسل وِلا کے پھول
ہے آج گوشہ گوشہ معطّر غدیر کا

مولاؑ بنے ہیں ساقیِٔ کوثر بہ فیضِ رب
ہر دستِ اہلِ حق میں ہے ساغر غدیر کا

مولائیوں کے واسطے بزمِ سخن میں آج
لائے ہیں رزقِ فکر سخنور غدیر کا

شیطاں مزاج کے لئے عبرت نشاں ہوا
حارثؔ کے سر پہ جو پڑا پتھر غدیر کا

بوذرؓ ہوئے ہیں دولتِ ایماں سے مالا مال
بوذر کی ہے نظر میں تونگر غدیر کا

دستِ نبیؐ پہ آج امامتؑ ہے جلوہ گر
پھیلا ہوا ہے نور برابر غدیر کا

سر پر علیؑ کے تاجِ ولایت کو دیکھ کر
سورج طواف کرتا ہے دن بھر غدیر کا

☆

ایماں کی تازگی کے لئے حج کے بعد ایک
چکر لگا کے آیئے جا کر غدیر کا

شہبازؒ ہوں کہ راہِ طریقت میں بوعلیؒ
ہر اِک ہے ان میں مست قلندر غدیر کا

کشکولِ فکر ہے مرا نیّر بھرا ہوا
فیضِ امیرؑ سے ہوں گداگر غدیر کا

☆☆☆☆☆

غدیر کی عید

غدیرِ خم کا وہ منظر ہے جس میں اے نیّر
دکھائی دیتی ہے انسان کے ضمیر کی عید
جو بے ضمیر ہیں وہ اِس کو بھول جاتے ہیں
ہے ساری عیدوں سے ورنہ بڑی غدیر کی عید

☆☆☆☆☆

نیرؔ اسعدی کے زیرِ ترتیب مجموعۂ مراثی کشکولِ سخن جلد دوئم کے
ایک مرثیہ "آنکھیں" کے تین بند مولائے کائنات کے حال میں

وہ جس کے واسطے خود کھل گئی جدارِ حرم
اسی کو بخشا ہے خالق نے اختیارِ حرم
وہ اعتبارِ خدا ہے وہ اعتبارِ حرم
وہ افتخارِ پیمبرؐ وہ افتخارِ حرم
کھلی جو آنکھ رُخِ سیّد البشرؐ دیکھا
پھر اس کے بعد جو دیکھا خدا کا گھر دیکھا

علیؑ کو آئینۂ عکسِ مصطفیٰؐ کہیئے
علیؑ کو نورِ محمدؐ کا سلسلہ کہیئے
علیؑ کو راہِ حقیقت کا رہنما کہیئے
علیؑ کو عشقِ الٰہی کی انتہا کہیئے
نظر میں حُبِّ علیؑ کا اگر اُجالا ہے
تو آنکھ والا حقیقت میں آنکھ والا ہے

علیؑ کا ذکر کہاں اور کہاں غلامِ علیؑ
خدا کی شان کہ نامِ خدا ہے نامِ علیؑ
خدا ہی جانے کہاں پر ہے اب مقامِ علیؑ
ہوا ہے مہرِ نبوتؐ پہ بھی قیامِ علیؑ
کوئی بھی دوشِ پیمبرؐ تک آ نہیں سکتا
علیؑ کی آنکھوں سے آنکھیں ملا نہیں سکتا

عیدِ مباہلہ

نگاہوں میں صداقت کا چمن ہے
زباں وقفِ ثنائے پنجتنؑ ہے

نصاریٰ ہیں اُدھر مدِ مقابل
اِدھر پنجوں کی ساری انجمن ہے

روانہ قافلہ ہے سوئے نجراں
تو یوں ترتیب بزمِ پنجتنؑ ہے

جو شاہِ انبیاءؐ ہے نورِ یزداں
وہ آگے ہے وہ سلطانِ زمنؐ ہے

جو زہراؑ ہے وہ ہے پیچھے نبیؐ سے
انہیں کی سیدھی جانب میں حسنؑ ہے

جو بائیں سمت ہے شبیرؑ اُنؑ کے
تو اُنؑ کی پشت پر خیبر شکنؑ ہے

جنابِ فاطمہؑ ہیں اس کا محور
پسندِ حق یہ بزمِ پنجتنؑ ہے

☆

عیاں چہروں سے ہے نورِ صداقت
ستاروں کی طرح یہ انجمن ہے

قیامت تک انہیں کے ساتھ قائم
زمانے میں صداقت کا چلن ہے

عمل اُن کا رہِ ہستی میں پیہم
پئے تبلیغِ ربِّ ذوالمنن ہے

طہارت کی ہے گویا کہکشاں یہ
کہ سچائی کی روشن انجمن ہے

خدائی میں خدا اُس کو ملے گا
جسے ان سے مودّت کی لگن ہے

عیاں ہے اُن کے رُخ سے ایسی تابش
کہ جس میں نورِ حق کا بانکپن ہے

جو دیکھے اہلِ نجراں نے یہ چہرے
تو اُن کے لب پہ آیا یہ سخن ہے

☆

اگر یہ بددعا کو ہاتھ اٹھادیں
ہو ریزہ ریزہ جو کوہ و دمن ہے

اگر یہ چاہیں تو آئے قیامت
ابھی گر جائے جو چرخِ کہن ہے

معافی مانگ لو ان سے کہ ان سے
نظامِ کائناتِ ذوالمنن ہے

انہیں جزیہ ادا کردو یہ وہ ہیں
کہ جن کے رُخ سے حق جلوہ فگن ہے

انہیں مت چھیڑنا یہ صادقوں کی
خدائی میں خدا کی انجمن ہے

مباہلے سے وہ باز آئے آخر
کہ حق کو ماننا اُن کا چلن ہے

زباں پر میری مدحِ پنجتنؑ ہے
میں سچا ہوں مرا سچا سخن ہے

کساء والوں سے جو بھی لَو لگائے
اُسے حاصل عروجِ فکر و فن ہے

یہ بزمِ پنجتنؑ ہے اِس میں ہر اِک
رہِ صدق و صفا پہ گامزن ہے

یہی ہیں وہؑ، عیاں چہرے سے جنؑ کے
جلالِ کبریائی فطرتاً ہے

یہ حق پہ ہیں یہ صادق ہیں امیں ہیں
رضائے حق، رضائے پنجتنؑ ہے

پئے تبلیغِ دینِ کبریائی
زباں پہ ہر سخن شیریں سخن ہے

جو سچّائی ہے وہ داتا کہے گا
یہ رہبر ہیں زمانہ راہزن ہے

محب جائیں گے اُن کے سوئے جنّت
کہ اُن کے واسطے نہرِ لبن ہے

ثنائے پنجتنؑ لکھ لکھ کے نیّرؔ
ملے گھر خلد میں، اب وہ وطن ہے

جشنِ فتحِ خیبر

ابو ترابؑ جو آئے ہیں دیں کی نصرت کو
ہوئی ہے کفر کی مٹی خراب خیبر میں

maablib.org

چند منتخب اشعار

علیؑ کی تیغ کے پانی سے ہو گئے پانی
جو سر اٹھائے تھے مثلِ حباب خیبر میں

☆☆☆☆☆

علیؑ کو دیکھ کے وہ لوگ ہوش میں آئے
علم کا دیکھ رہے تھے جو خواب خیبر میں

☆☆☆☆☆

جو قد آور تھے وہ ثابت ہوئے میدان میں بونے
ہمالہ ہو گئے تھے ریت کی دیوار خیبر میں

☆☆☆☆☆

فتحِ خیبر بتا رہی ہے ہمیں
دیں کا دارومدار کس پہ ہے

☆☆☆☆☆

منقبت۔۱

خدا کا زور علیؑ کا شباب خیبر میں
کُھلا ہوا ہے شجاعت کا باب خیبر میں

نہیں ہے تیغِ علیؑ کا جواب خیبر میں
برس رہا ہے لہو کا سحاب خیبر میں

علیؑ کے ہاتھ پہ خیبر کا باب خیبر میں
کچھ اس طرح ہے کہ جیسے گلاب خیبر میں

جناب حیدرِؑ کرّار کو دمِ مشکل
پکارتے ہیں رسالتمآب خیبر میں

ابوترابؑ جو آئے ہیں دیں کی نصرت کو
ہوئی ہے کفر کی مٹی خراب خیبر میں

چراغ مرحب و عنتر کا جل نہیں سکتا
طلوع ہوتا ہے اِک آفتاب خیبر میں

سوالِ فتح و ظفر، اب نہ کر سکے گا کوئی
علیؑ نے ایسا دیا ہے جواب خیبر میں

اُٹھی ہے نارِ جہنم سے پہلے تیغ کی برق
ہوا ہے حشر سے پہلے حساب خیبر میں

رسولِ حق نے علم دے کے سب کو دیکھ لیا
ہوا نہ لشکرِ دیں کامیاب خیبر میں

برائے فتح جو کرّارؑ کی ضرورت تھی
علیؑ کو حق نے کیا انتخاب خیبر میں

علیؑ کو دیکھ کے وہ لوگ ہوش میں آئے
علم کا دیکھ رہے تھے جو خواب خیبر میں

علیؑ کی تیغ کے پانی سے ہو گئے پانی
جو سر اُٹھائے تھے مثلِ حباب خیبر میں

شکست مرحب و عنتر کو دے کے اے قمرؔ
بپا علیؑ نے کیا انقلاب خیبر میں

منقبت۔۲

بہت مشکل میں تھے جب احمدؐ مختار خیبر میں
بنے مشکل کشا تب حیدرؓ کرّار خیبر میں

علیؓ کو جب کیا حق نے علمبردار خیبر میں
علم کے خواب سے سب ہوگئے بیدار خیبر میں

گری جب برق کی مانند وہ تلوار خیبر میں
تڑپ کر رہ گیا کُل لشکرِ کفار خیبر میں

قطعہ بند

محمدؐ سے جنابِ حیدرؓ کرّار نے پوچھا
لڑے کب تک رسولؐ اللہ کا جرار خیبر میں

محمدؐ نے کہا جب تک درِ خیبر نہیں اکھڑے
علی تب تک رہو تم برسرِ پیکار خیبر میں

☆☆☆☆☆

بغیر فتح خیبر رُک نہیں سکتی کسی صورت
علیؓ کے ہاتھ میں چلتی ہوئی تلوار خیبر میں

جو چمکی حیدرِؓ کرّار کی تلوار خیبر میں
قیامت کے نظر آنے لگے آثار خیبر میں

☆

کُھلا چالیس دن تک بابِ خیبر تو نہیں اُن سے
مسلمانوں کا لیکن کُھل گیا کردار خیبر میں

جو قد آور تھے وہ ثابت ہوئے میدان میں بونے
ہمالہ ہوگئے تھے ریت کی دیوار خیبر میں

لعاب اپنا محمدؐ نے لگایا اور ہوئیں روشن
پئے نصرت وہ چشمِ حیدرِؓ کرّار خیبر میں

بنایا پُل درِ خیبر کو خندق پر علیؑ نے جب
سوئے مالِ غنیمت آئے دنیا دار خیبر میں

ملا مالِ غنیمت تیغِ حیدرؓ کے جو صدقے میں
نہیں باقی رہا پھر کوئی بھی نادار خیبر میں

بروزِ فتحِ خیبر اے مسلمانو! محمدؐ نے
کیا تھا فاتحِ خیبر کو کتنا پیار خیبر میں

ہمیں اُن کے مقدر پر ہنسی آتی ہے اے قمرؔ
پلٹ آئے جو میداں سے سپہ سالار خیبر میں

منقبت۔۳

وہ فقط ایک ذاتِ حیدرؑ ہے
منحصر جس پہ فتحِ خیبر ہے

ذات میں اس کی ایک لشکر ہے
نام جس سورما کا حیدرؑ ہے

پائے مشکل کشا ہوا پر ہے
اور ہاتھوں میں بابِ خیبر ہے

اس طرح پُل بنا ہے خندق پر
پار اب دینِ حق کا لشکر ہے

فوجِ کفار اب کہاں جائے
ذوالفقارِ علیؑ کی زد پر ہے

قطعہ بند

روز ہارا ہے لشکرِ اسلام
اب نبیؐ کی نظر علیؑ پر ہے

دے رہے ہیں علم علیؑ کو نبیؐ
فتح اب دین کا مقدر ہے

☆

فتحِ خیبر بتا رہی ہے ہمیں
دیں کا دارومدار کس پر ہے

نام حیدرؓ کا لو کہ دنیا میں
کوئی مرحب ہے کوئی عنتر ہے

کیسے ادراکِ ذاتِ حیدرؓ ہو
وسعتِ علم کا سمندر ہے

دیکھ کر جلوۂ علیؑ نیرؔ
جاگا اسلام کا مقدر ہے

☆☆☆☆☆

دامن اپنا جھاڑا ہے

علم اسلام کا پتھر پہ شیرِ حق نے گاڑا ہے
فقط دو انگلیوں سے پھر درِ خیبر اُکھاڑا ہے
گرے مالِ غنیمت پر جو دنیا دار تھے نیرؔ
علیؑ نے فتح خیبر کر کے، دامن اپنا جھاڑا ہے

دورانِ عارضۂ قلب اسپتال میں کہے گئے اشعار

پچھلے سال مجھے دو دل کے دورے دو دن کے وقفے سے پڑے مومنین نے دعائیں کیں۔ یہ اشعار جس دن انجیو گرافی ہوئی تھی اس سے پہلے رات میں کہے تھے۔ جنہیں کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔

☆

طبیبِ وقت بن کر پاس میرے آئیں گے مولاؑ
نہیں جس رگ میں خوں، اُس رگ میں خوں دوڑائیں گے مولاؑ

مری مشکل کشائی کے لئے جب آئیں گے مولاؑ
تو دل سے دور سب بیماریاں فرمائیں گے مولاؑ

مرے مولاؑ مرے دل میں مودّت آپؑ ہی کی ہے
مرے دل کی حفاظت آپؑ ہی فرمائیں گے مولاؑ

میں مولائی ہوں مجھکو دل کی بیماری نہیں ہوگی
مرے دل کے نجف میں رونقیں لے آئیں گے مولاؑ

لگے گی دل کی بیماری علیؑ سے بغض والوں کو
محبّ ہو تم، رہو بے خوف یہ سمجھائیں گے مولاؑ

☆

ہمارے دل کی بستی آپؐ سے آباد رہتی ہے
نہیں مولاؑ کبھی بھی ہم نہیں گھبرائیں گے مولاؑ

مرے دل میں مودّت کی فراوانی جو دیکھیں گے
مرے دل کی رگوں کو کھولنے آجائیں گے مولاؑ

مری رگ رگ میں خوشبو ہے مودّت کے گلابوں کی
مرے دل میں یہ خوشبو دیکھ کر خود آئیں گے مولاؑ

پریشانی رہے گی پھر نہ مجھ کو راہِ ہستی میں
کہ میرے دل کو آکر خود بخود بہلائیں گے مولاؑ

بہ فیضِ شافعِ محشر کثافت دور جب ہوگی
مجھے دل کے مدینے میں نظر آجائیں گے مولاؑ

ہوں مولائی، مرے دل کی زمیں بنجر نہیں ہوگی
زمینِ دل پہ جنّت کی بہاریں لائیں گے مولاؑ

مرا صحرائے دل صد رشکِ گلشن کیوں نہیں ہوگا
کہ اس پر آبِ رحمت آپؐ جب برسائیں گے مولاؑ

☆

وسیلہ ہے مرا مضبوط مولاؑ کا حوالہ ہے
مرے دل کو شفا اللہ سے دلوائیں گے مولاؑ

جنہوں نے شاعرِ حیدرؑ کے حق میں کی دُعا ہر دم
انہیں اِس کی جزا محشر میں خود دلوائیں گے مولاؑ

میں اپنی چشمِ دل کو پیار سے دیکھوں گا اے قمرؔ
جب اپنی چاند سی صورت مجھے دکھلائیں گے مولاؑ

☆☆☆☆☆

☆

ٹوٹا ہوا دل

مدحت کے گلابوں سے سجے نخلِ ہنر آج
مل جائے ہمیں اپنی ریاضت کا ثمر آج
صحت مرے دل کو ملے صدقے میں حسنؑ کے
ٹوٹا ہوا دل لے کے نہیں جاؤں گا گھر آج

☆☆☆☆☆

نیّر اسعدی کی مطبوعہ کتب

۱۔	نعت ہی نعت	نعتیہ مجموعہ کلام	1985
۲۔	کشکولِ سخن جلد اوّل	مجموعہ مراثی	2005
۳۔	غزل ہی غزل (دیوانِ نیّرا تاے) مجموعہ غزلیات		2008
۴۔	ثناء کے چراغ	حمدیہ، نعتیہ، منقبتی مجموعۂ کلام	2013

نیّر اسعدی کی زیرِ ترتیب کتب

۱۔ کشکولِ سخن (مرثیے) جلد دوئم وسوئم

۲۔ مناقبِ حضرت عباس علیہ السلام

۳۔ مناقبِ حضرت امام علی علیہ السلام

۴۔ مناقبِ حضرت امام حسن علیہ السلام

۵۔ مناقبِ حضرت امام حسین علیہ السلام

۶۔ نعت ہی نعت مجموعہ نعت جلد دوئم

۷۔ سلام ونوحہ عنقریب

۸۔ دیگر اصنافِ سخن

۹۔ مضامین

اِن تمام کتابوں کی اشاعت مالی حالات سے مشروط ہے

& Calligraphy by